سیرت پاک
حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ
المعروف
بندہ نواز
مؤلفہ
شبیر حسین چشتی نظامی
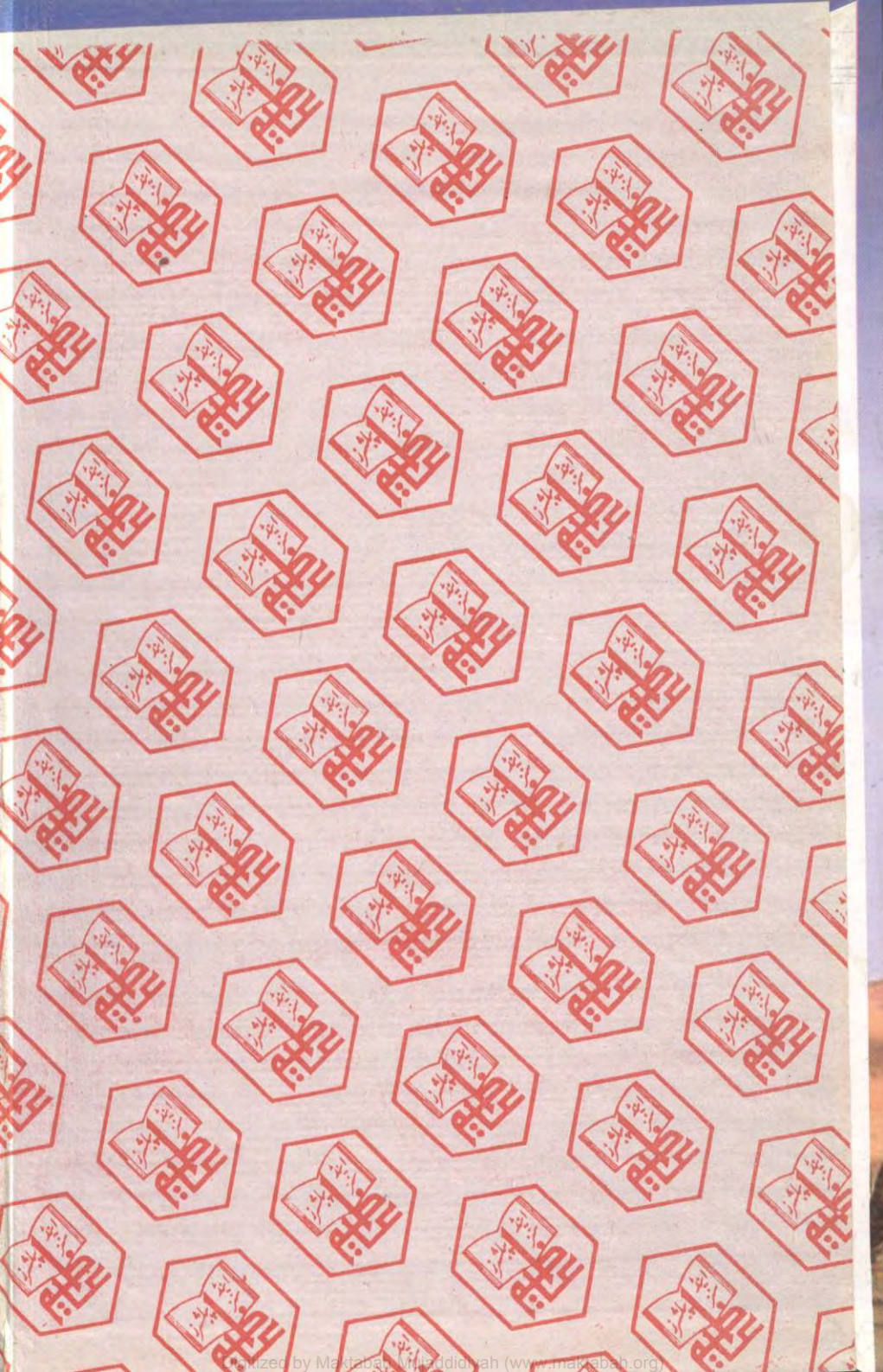
بسم الله الرحمن الرحيم

سیرت پاک

حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز ؒ

بندہ نواز

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے عظیم روحانی پیشواء حضرت سید محمد حسینی المعروف بندہ نواز گیسو دراز ؒ کے حقائق و معارف اور رموز روحانیت سے معمور ملفوظات

ترجمہ و تدوین

شبیر حسن چشتی نظامی

عظیم اینڈ سنز پبلشرز
اردو بازار لاہور
فون 7231806

2002ء
محمد عظیم بٹ نے
گنج شکر پرنٹرز سے چھپوا کر
الکریم مارکیٹ' اردو بازار' لاہور
سے شائع کی
قیمت 70

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں ہر مسلمان اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ اور جیتی جاگتی تصویر تھی۔ اس زمانے میں نہ دارلعلوم تھے نہ خانقاہیں نہ کتب خانے۔ جس مسلمان کو جتنا علم تھا وہ اتنا ہی اس پر عامل تھا۔ اس زمانے میں نہ شریعت و طریقت کا سوال تھا نہ مولوی اور صوفی کا زمانہ نبوت سے جوں جوں بعد ہوتا گیا اور اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہونے لگا۔ متذکرہ بالا خصوصیت میں کمی ہونے لگی۔ وسعت فتوحات اور افراط مال و زر نے مسلمانوں کی توجہ جہاد بالنفس سے ہٹا کر جہاد بالکفار پر مرکوز کردی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ لوگ علم ظاہر کے پیچھے پڑ کر اسی کے ہو رہے اور کچھ لوگ باطن کی طرف متوجہ ہو کر ظاہر سے کناہ کشی اختیار کر گئے۔

اس تفریق سے علمائے ظاہر و باطن کے دو گروپ مسلمانوں میں پیدا ہو گئے۔ علمائے ظاہر کی رسائی چونکہ صرف ظاہر صورت تک محدود تھی۔ اس لئے وہ اپنے محدود دائرہ میں رہتے ہوئے اپنا وقار برقرار رکھنے کے لئے علمائے باطن یعنی صوفیائے کرام کے پیچھے پڑ گئے۔ وہ نجات کو اعمال ظاہر پر منحصر سمجھنے لگے۔ یہیں سے مولوی اور صوفی کی جنگ کا آغاز ہوا۔ علمائے ظاہر کی درحقیقت یہ ایک بہت بڑی غلطی تھی جس پر وہ آج تک قائم ہیں۔ یہ اختلاف نہ ختم ہونا تھا نہ ہوا۔ پھر اس کش مکش نے وہ نازک صورت اختیار کی کہ علمائے ظاہر نے صوفیا کی تکفیر تک کی۔ شریعت اور طریقت کی تفریق ملاؤں نے کچھ ایسے ڈرامائی انداز میں کی کہ ملا اور صوفی کے

درمیان اختلافات کی ایک وسیع خلیج حائل ہو گئی۔

علمائے ظاہر کا یہ تعصب سراسر وجاہت پسندی اور اطاعت نفس کا نتیجہ تھا۔ ضرورت تھی کہ اسلامی تعلیم کے مقتضیات پیش نظر رکھ کر اپنی غلط روش کو ترک کردیتے مگر وہ ایسا کب کرنے والے تھے۔

علمائے ظاہر کی غلط روی کا اندازہ اس مثال سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے لا صلوۃ الا بحضور القلب (حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی) نماز کی صحت اور تکمیل کے لئے حضور قلب کی شرط ہے۔ فقہ کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ کہیں بھی یہ مسئلہ مذکورہ نہیں کہ نماز کیلئے حضور قلب کی ضرورت ہے یا نہیں اس کے برخلاف نماز کے لئے وضو اور طہارت کی شرط اور اس کے بیان پر دفتر کے دفتر سیاہ نظر آئیں گے۔

حدیث متذکرہ بحث میں جو الفاظ مذکور ہیں وہی الفاظ اس حدیث کے بھی ہیں جو نماز کے لیے پاکی اور طہارت سے متعلق علمائے ظاہر کے نزدیک دلیل اور سند ہے لا تقبل صلواۃ صوفیائے کرام دونوں حدیثوں پر عامل ہیں۔ ان کے نزدیک نماز کی صحت کے لیے ظاہری شرط طہارت اور باطنی شرط حضور قلب ہے۔ اطاعت رسول ﷺ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے ہر ہر قول پر عمل کیا جائے صرف اسی مثال سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صحیح معنی میں عمل بالحدیث اگر ہے تو تصوف میں ہے۔

بہرحال جس طرح فقہ ایک علم مدون ہے۔ اس کے قوانین و ضوابط ہیں اسی طرح تصوف کے بھی قواعد و ضوابط ہیں۔ جس طرح پکا مولوی بننے کے لیے فقہ کے اصول و قواعد پر عبور ضروری ہے اسی طرح صحیح معنی میں صوفی بننے کے لیے قانون تصوف کا علم بھی ضروری ہے۔

علم تصوف کے قانون اور قاعدوں پر اگرچہ عربی' فارسی میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں موجود ہیں مگر چونکہ عوام ان سے استفادہ کرنے سے معذور ہیں۔ اس لیے ضرورت تھی کہ اردو زبان میں اس موضوع پر مستند کتاب شائع کی جائے۔ دوران مطالعہ اس

موضوع پر ایک قلمی مسودہ نظر سے گزرا جو ہمارے موضوع کے لیے ایک بہترین مواد تھا- یہ مسودہ حضرت بندہ نواز خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز ؒ کے ارشادات عالیہ کا مجموعہ تھا- کتاب زیر نظر اسی مسودہ کا اردو ترجمہ ہے- یہ کتاب جہاں قانون تصوف اور ہدایات کا مرقع ہے وہاں سلسلہ عالیہ چشتیہ کی تعلیمات کا بیش بہا خزینہ بھی ہے-

وما توفیقی الا باللہ القوی

حضرت خواجہ گیسو درازؒ

نام و نسب سلطان العرفاء امام اولیا سید السادات حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو درازؒ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد امجاد سے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب بائیس واسطوں سے حضور رسالت ماب ﷺ تک پہنچتا ہے۔

آپ کا اسم گرامی محمد۔ کنیت ابو الفتح لقب صدر الدین۔ ولی الاکبر الصادق تھا۔ دکن میں آپ عام طور پر خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ اس زمانہ میں سادات کی یہ نشانی تھی کہ وہ سر کے بالوں کو بڑھایا کرتے۔ آپ کی کاکلیں چونکہ خوب دراز تھیں۔ اس لیے گیسو دراز کے نام سے مشہور ہوگئے اور یہ لفظ آپ کے نام کا جزو بن گیا حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ آپ کے گیسوئے مبارک زانو تک دراز تھے ایک روز آپ اپنے شیخ کی پالکی کندھے پر لیے جا رہے تھے چلتے چلتے آپ کے گیسوئے مبارک پالکی کے پایہ میں پھنس گئے۔ فرط ادب سے شیخ کی سواری کو روکنا گوارا نہ کیا۔ اس واقعہ کی اطلاع حضرت شیخ کو ہوئی تو ازراہ شفقت ارشاد فرمایا۔؎

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد
واللہ غلاف نیست کہ او عشق باز شد

آپ کے والد ماجد سید یوسف حسینی عرف سید راجہ تھے۔ چونکہ آپ نے اپنے نفس کے ساتھ پورا پورا جہاد کیا تھا اس لئے آپ کا نام راجو قتال دکن میں مشہور ہے۔ حضرت سید یوسف صاحب سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء

محبوب الٰہی ؒ سے بیعت تھے۔ حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی ؒ کے فیوض سے مالا مال تھے۔

پیدائش اور روانگی دولت آباد حضرت خواجہ صاحب ؒ ۴ رجب ۷۲۱ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے تھے۔ ابھی آپ ۷ سال کے تھی کہ سلطان محمد تغلق نے بجائے دہلی کے دیو گری کو اپنا دارالخلافہ بنانا چاہا اور تمام باشندگان دہلی کو حکم دیا کہ وہ دیو گری (دولت آباد) منتقل ہو جائیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے والد ماجد حضرت سید یوسف حسینی قدس سرہ معہ اہل و عیال کے ۲۰ رمضان ۷۲۸ھ کو دہلی سے روانہ ہو کر ۱۷ محرم ۷۲۹ھ کو دولت آباد پہنچے اور قلعہ دولت آباد کے شمال جانب بالائے کوہ اس مقام پر جو روضہ خلد آباد کے نام سے مشہور ہے سکونت پذیر ہو گئے جہاں ۲ سال بعد ۵/شوال ۷۳۱ھ کو آپ کا انتقال ہو گیا اور اپنے مکان مسکونہ میں دفن ہوئے۔ والد ماجد کے انتقال کے وقت حضرت خواجہ ؒ کی عمر دس سال تین مہینے اور ایک روز تھی۔

تعلیم و تربیت روضہ خلد آباد میں قیام کے زمانے تک حضرت خواجہ صاحب اپنے والد ماجد۔ نانا اور دیگر اساتذہ کے زیر تعلیم و تربیت رہے۔ قرآن شریف حفظ کیا۔ علوم متداولہ کی کتابیں پڑھیں حضرت خواجہ صاحب کے والد اور نانا حضرت سلطان المشائخ سے بعیت تھے ان دونوں بزرگوں کی زبانی سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ اور خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی ؒ کے فضائل و کمالات سن کر حضرت چراغ دہلی ؒ کی ذات اقدس کے ساتھ غائبانہ عشق پیدا ہو گیا۔ کمسنی اور دہلی کا بعد مسافت مانع تھا۔ اتفاقاً انہی ایام میں حضرت خواجہ صاحب کی والدہ ماجدہ کو اپنے بھائی ملک الامرا سید ابراہیم مستوفی گورنر صوبہ دولت آباد سے کسی بات پر رنجش پیدا ہو گئی۔ اس بات سے وہ اس قدر دل برداشتہ ہوئیں کہ اپنے دونوں بیٹوں (حضرت خواجہ صاحب اور ان کے بڑے بھائی سید) کو ہمراہ لے کر دہلی روانہ ہو گئیں۔ ۴/ رجب ۷۳۶ھ کو دہلی پہنچیں اس وقت حضرت خواجہ صاحب کی عمر ۱۵ سال تھی۔

بعض تذکروں میں لکھا ہے۔ قدرت نے چونکہ آپ کو خلق اللہ کی ہدایت کے لیے منتخب کیا تھا۔ بچپن ہی سے اس کے آثار نمایاں تھے۔ ۷-۸ سال کی عمر میں یہ حال تھا

کہ آپ وضو نماز کا اہتمام فرمانے لگے۔ بہت ادب اور قاعدہ کے ساتھ لڑکوں میں بیٹھا کرتے تھے۔ کہ مشائخ کے طریقہ کے مطابق لڑکوں کو تبرک عطا فرما کر تعلیم فرمایا کرتے تھے۔

حضرت چراغ دہلی ؒ کے قدموں میں دہلی پہنچ کر جمعہ کے دن سلطان قطب الدین ایبک کی جامع مسجد میں نماز پڑھنے گئے۔ حضرت چراغ دہلی ؒ بھی تشریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحب حضرت چراغ دہلی ؒ کو دیکھتے ہی وارفتہ ہوگئے اور اپنے بھائی سید حسین کو ہمراہ لے کر ۱۶/ رجب ۷۳۶ ھ کو حاضر خدمت ہو کر حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

تعلیم ظاہری و باطنی حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی ؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کے بعد ریاضت و مجاہدات میں مشغول ہو گئے مگر اس کے ساتھ ساتھ علوم ظاہری کی تعلیم بھی جاری رکھی۔ مولانا شرف الدین کیتھلی۔ مولانا تاج الدین بہادر۔ قاضی عبدالمقتدر اور دیگر اساتذہ سے علوم ظاہری کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ انیس سال کی عمر میں علوم ظاہری کی تکمیل سے فراغت پا کر پورا وقت ریاضت، مجاہدہ اور اشغال باطنی میں صرف کرنے لگے اور جب تک حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی ؒ رونق افروز عالم ظاہر رہے حضرت خواجہ صاحب پیر دستگیر کی خدمت اقدس میں حاضر رہ کر فیوض و تربیت سے مستفید ہوتے رہے۔

پیر دستگیر کی شفقت و محبت حضرت خواجہ ؒ کے ملفوظات جوامع الکلام میں مذکور ہے۔ کہ شیخ الاسلام حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلی ؒ نے مجھ عاجز کے حال پر کمال شفقت فرمائی۔ حضرت شیخ ؒ نے مجھ سے ریاضتیں اس طرح بتدریج کرائیں کہ طبیعت پر ذرہ برابر ناگواری محسوس نہ ہوتی تھی۔ ایک روز حضرت شیخ ؒ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ تم صبح کی نماز کے لیے جو وضو کرتے ہو وہ بعد طلوع آفتاب باقی رہتا ہے یا نہیں؟ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں باقی رہتا ہے فرمایا اچھا ہو اگر اسی وضو سے دوگانہ اشراق پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ پھر فرمایا دوگانہ شکر النہار استخارہ واستعادہ بھی پڑھ لیا کرو۔ چند روز پابندی کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر

چاشت کی چار رکعت بھی ملا لیا کرو تو چاشت کی نماز بھی ہو جایا کرے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ چاشت کی نماز کسی دوسرے وقت پڑھو۔ اشراق کے بعد ہی چاشت کی نماز پڑھ لیا کرو۔

میں ہمیشہ رجب میں روزے رکھا کرتا تھا حضرت شیخؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم رجب میں روزے رکھا کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا۔ شعبان میں بھی؟ میں نے عرض کیا کہ شعبان کے نو روزے رکھا کرتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اگر اکیس روزے اور رکھ لیا کرو تو تمہارے پورے تین مہینہ کے روزے ہو جایا کریں گے۔

میں رمضان کے بعد شش عید کے روزے بھی رکھا کرتا تھا۔ انہی ایام میں قدمبوسی کے لیے حاضر ہوا تو حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے خواجگان صوم داؤدی نہیں رکھا کرتے تھے۔ صوم و دوام رکھا کرتے تھے۔ تم بھی صوم و دوام رکھا کرو۔

خلافت و جانشینی ۱۵ رمضان ۷۵۷ھ شب سہ شنبہ کو شیخ الاسلام حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ بیماری میں مبتلا ہوئے۔ حضرت شیخ الاسلام سے عرض کیا گیا۔ کہ مشائخ اپنے وصال کے وقت اپنے خلفا میں سے ایک کو ممتاز قرار دے کر اپنا جانشین مقرر فرماتے ہیں۔ اگر اس طریقہ پر عمل کیا جائے۔ تو خواجگان کے طریقہ سے بعید نہ ہوگا۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا اچھا مستحق لوگوں کے نام لکھ کر لاؤ۔ مولانا زین الدینؒ نے باہمی مشورہ کے بعد ایک فہرست پیش کی جس میں حضرت خواجہ گیسو درازؒ کا نام شامل نہ تھا۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا۔ تم کن لوگوں کے نام لکھ لائے۔ ان سب سے کہدو خلافت کا بار سنبھالنا ہر شخص کا کام نہیں اپنے اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کریں۔ مولانا زین الدینؒ نے اس فہرست کو مختصر کر کے دوبارہ پیش کیا۔ اس فہرست میں بھی خواجہ گیسو درازؒ کا نام نہ تھا۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ سید محمد کا نام تم نے نہیں لکھا؟ یہ سن کر سب حضرات تھر تھر کانپنے لگے۔ حضرت خواجہ گیسو درازؒ کا نام لکھ کر حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ نے حضرت سید محمد صاحب کے اسم گرامی پر صاد کیا۔ ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ کو حضرت شیخ الاسلام دارفانی سے رحلت فرما گئے۔ سوئم کے بعد حضرت خواجہ گیسو درازؒ سجادہ ولایت پر جلوہ فروز

ہوئے۔ طالبان حق کو تلقین و ارشاد فرمانے لگے۔ لوگوں کو مرید کرنے لگے اس وقت حضرت گیسو درازؒ کی عمر ۳۶ سال سے کچھ زیادہ تھی۔
شادی جس وقت حضرت گیسو درازؒ کی عمر ۴۰ سال ہوئی والدہ محترمہ کے اصرار پر آپ نے سید احمد بن حضرت مولانا سید جمال مغربیؒ کی صاحبزادی سے عقد کیا۔ مولانا جمال الدین نہایت بلند پایہ محدث اور فقیہ تھے اور حضرت خواجہ صاحب کے دویا سسر تھے۔ حضرت مولانا صاحب حضرت خواجہ سے بیعت ہو گئے تھے۔ حضرت مولانا صاحب بیجاپور کے صاحب سلسلہ بزرگ حضرت میرا بخش شمس العشاقؒ کے پیر حضرت کمال الدین واحد الاسرار بیابانی حضرت سید جمال الدین مغربی کے مرید اور خلیفہ تھے۔
دہلی سے ہجرت حضرت خواجہ گیسو درازؒ ۸۰۰ ھ تک دہلی کے سجادہ ارشاد پر متمکن رہ کر خدمت خلق اللہ کی ہدایت میں مصروف رہے۔ ۸۰۱ ھ میں امیر تیمور نے دریائے اٹک عبور کیا تو حضرت خواجہ صاحب نے لوگوں کو آنے والی آفت سے مطلع کر کے دہلی سے چلے جانے کا مشورہ دیا۔ ۷/ ربیع الثانی ۸۰۱ ھ کو آپ اپنے اہل و عیال اور متعلقین کو ہمراہ لے کر دہلی سے روانہ ہو کر گوالیار پہنچے۔ ۱۸/ ربیع الثانی ۸۰۱ ھ کو حضرت خواجہ نے اپنے مرید حضرت مولانا علاؤالدین گوالیاریؒ کو اپنے سفر کی اطلاع دی۔ گوالیار کے قریب مولانا علاؤالدین گوالیاریؒ نے تمام علماء اور عمائدین کے ہمراہ آپ کا استقبال کیا اور اپنے مکان میں ٹھہرایا۔ ۲۲/ ربیع الثانی سے ۱۷/ جمادی الثانی ۸۰۱ ھ تک گوالیار میں قیام فرمایا۔ اسی دوران میں آپ نے حضرت مولانا کو خلافت عطا فرمائی۔ گوالیار سے روانہ ہو کر بھاندیر اور ایرچہ ہوتے ہوئے چندیری پہنچے اور یہاں چند روز قیام کر کے شب عیدالفطر ۸۰۱ ھ کو بڑودہ پہنچے اور شوال کا مہینہ گزار کر ذیقعدہ ۸۰۱ ھ میں کھمبائت تشریف لے گئے اور وہاں چند روز قیام کر کے بڑودہ واپس آکر سلطان پور ہوتے ہوئے دولت آباد کی جانب روانہ ہوئے اور روضہ خلد آباد میں اقامت فرما ہوئے۔
حضرت خواجہ صاحبؒ کا شاہی استقبال سلطان فیروز شاہ بہمنی فرمانرائے دکن کو جب حضرت کی تشریف آوری کا علم ہوا تو اس نے صوبہ دولت آباد کے گورنر کو لکھا

کہ خود حاضر ہو کر حضرت خواجہ صاحب ؒ کی خدمت میں نذر پیش کر کے گلبرگہ تشریف لانے کی درخواست کرو۔ حضرت خواجہ صاحب گلبرگہ کے قریب پہنچے تو سلطان فیروز بہمنی مع خاندان شاہی۔ امرا۔ سادات و افواج شاہی کے استقبال کے لیے موجود تھا۔ حضرت خواجہ بصد تزک و احتشام گلبرگہ پہنچے اور کئی سال قلعہ کے پس پشت خانقاہ میں قیام رہا۔ اس کے بعد اسی جگہ سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ کا قیام تقریباً ۲۲/ سال تک گلبرگہ میں رہا۔ فیوض و برکات کے دریا جاری رہے۔ جب آپ کی عمر شریف ایک سو چار سال چار ماہ بارہ یوم ہوئی تو بتاریخ ۱۶/ ذیقعدہ ۸۲۵ھ بروز دوشنبہ درمیان وقت اشراق و چاشت اس جہاں فانی سے سفر دار الآخرت فرمایا۔

سلطان احمد بہمنی کی بے پناہ عقیدت حضرت خواجہ صاحب کے وصال سے تقریباً ڈیڑھ ماہ پیشتر ۵/ شوال ۸۲۵ھ کو سلطان فیروز بہمنی نے اپنے چھوٹے بھائی سلطان احمد کو تخت نشین کیا اور ۱۵/ شوال کو اس جہان فانی سے کوچ کیا۔

سلطان احمد بہمنی کو حضرت خواجہ صاحب سے بے انتہا عقیدت تھی حضرت خواجہ صاحب کے مزار پر عالیشان گنبد تعمیر کرایا۔ گنبد اور دیواروں کے اندرونی حصوں کو طلائی نقش و نگار سے آراستہ کیا۔ اور دیواروں پر طلائی حرفوں میں قرآن پاک کی آیتیں اور اسماء تحریر کرائے یہ تحریریں اور نقش و نگار آج تک موجود ہیں۔ حضرت خواجہ کے مزار مبارک پر اتنا اونچا گنبد ہے کہ ہندوستان میں کسی بزرگ کے مزار پر اتنا اونچا گنبد تعمیر نہیں ہوا۔

معمولات مشاغل مبارک حضرت خواجہ صاحب شریعت کے حد درجہ پابند اور شیدائے سنت رسول علیہ الصلوۃ والسلام تھے۔ حضرت خواجہ صاحب پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب اپنے پیرو مرشد حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلی ؒ کی خدمت بابرکت میں ۱۷ سال رہے۔ آپ کا معمول تھا کہ بوقت نصف شب بیدار ہو کر وضو کر کے اپنے پیرو مرشد کو وضو کراتے اور جب حضرت پیر دستگیر حجرہ شریفہ میں داخل ہو کر حق کے ساتھ مشغول ہوتے تو آپ نماز تہجد ادا کر کے حجرہ کے باہر اذکار و اشغال میں مصروف ہو جاتے۔ نماز فجر

جماعت کے ساتھ ادا فرماتے اور جب پیر دستگیر اور اوراشغال میں مصروف رہتے طالبان حق کو راہ سلوک کی تعلیم دیتے رہتے اور جب حضرت شیخ کی مجلس منعقد ہوتی تو اس میں شرکت فرماتے بعد نماز چاشت قدرے قیلولہ فرماتے تھے۔ نماز ظہر پڑھ کر اپنے حجرہ میں مشغول وظائف ہوجاتے۔ نماز عصر کے بعد سے مغرب تک تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے۔ عشاء کی نماز کے بعد نوافل و سنن سے فراغت پاکر طالبان حق کو تعلیم دیتے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر قدرے طعام نوش جان فرما کر استراحت فرماتے۔ حضرت خواجہ صاحب اپنے پیرو مرشد کو پانچوں وقت وضو کراتے تھے۔ لوٹا اور سلفچی آپ کے پاس موجود رہتی تھی۔

گلبرگہ تشریف لانے کے بعد آپ کا معمول یہ تھا کہ فرض نماز مسجد میں ادا فرما کر سنتیں باہر پڑھا کرتے تھے۔ نماز اشراق۔ چاشت۔ اوابین اور تہجد پابندی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے آخر عمر میں ضعف پیرانہ سالی کی وجہ سے بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔ مریدوں کو ہدایت تھے کہ اوراد معمولہ کے علاوہ نماز اشراق کی چھ رکعتیں قضانہ ہونے پائیں۔

اشراق کی نماز پڑھ کر اپنے صاجزادوں کے ساتھ کھانا تناول فرما کر علم تفسیر وحدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ دوپہر کو قیلولہ فرما کر بعد ظہر تلاوت قرآن معمولات میں سے تھا۔ مغرب کی نماز بعد اوابین نوافل سے فراغت پاکر طالبان راہ کو تعلیم فرماتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد مریدین و معتقدین کا اجتماع ہوتا تھا۔ دسترخوان بچھایا جاتا۔ تقریباً چالیس پچاس آدمی شریک طعام ہوتے۔ حضرت کا معمول تھا کہ جس مرید پر زیادہ عنایت ہوتی تھی اپنے سامنے کے کھانے میں سے کچھ تناول فرما کر اس کو عطا فرمادیا کرتے تھے۔ کھانے سے فراغت کے بعد کچھ دیر گفتگو فرما کر استراحت فرماتے اور بوقت نصف شب بیدار ہو کر نماز تہجد ذکرو شغل و مراقبہ میں مشغول ہوجاتے تھے۔ جوانی کے زمانہ میں آپ نے صوم دوام اور طے کے روزے رکھے۔ آخر عمر میں بوجہ ضعف پیرانہ سالی صرف ایام بیض اور مخصوص ایام کے روزے رکھتے تھے۔ نماز باجماعت کے آخر وقت تک پابند رہے۔ مریدوں کو خصوصی ہدایت تھی کہ نماز

باجماعت قضا نہ ہونے پائے۔

طریقہ بیعت وارشاد

حضرت خواجہ صاحب بیعت کرتے وقت اپنا داہنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھ کر ارشاد فرماتے تھے کہ تم نے اس ضعیف اور ضعیف کے خواجہ اور خواجہ کے خواجہ اور تمام مشائخ سلسلہ سے عہد کیا ہے کہ ہمیشہ نگاہ اور زبان کی حفاظت کروں گا اور طریقہ شریعت پر قائم رہوں گا۔ تم نے اسے قبول کیا؟ مرید عرض کرتا:- جی ہاں میں نے قبول کیا۔ آپ فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ پھر قینچی دست مبارک میں لے کر تکبیر پڑھتے اور چار گوشہ ٹوپی سر پر رکھ دیتے اور فرماتے جاؤ دو رکعت نفل پڑھو۔ نماز پڑھنے کے بعد مرید واپس آتا تو ہدایت فرماتے نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ ادا کرنا۔ نماز جمعہ اور غسل جمعہ کو سوائے عذر شرعی کے کبھی ترک نہ کرنا۔ اور بعد مغرب کے چھ رکعتیں اوابین کی تین سلام سے پڑھنا۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ۷ مرتبہ سورہ فلق اور سورہ ناس ایک ایک مرتبہ پڑھنا اور سلام کے بعد سجدہ میں جاکر تین مرتبہ یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ ثبتنی عَلَی الایمَان پڑھنا اور ہر روز عشا کی نماز کے بعد وتر سے پہلے ایک دوگانہ پڑھنا۔ سورہ فاتحہ کے بعد دس دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنا۔ سلام کے بعد ۷۰ مرتبہ یا وہاب پڑھنا۔ ہر مہینے کی ۱۳ / ۱۴ / ۱۵ تاریخ کو روزے رکھنا۔ اس کے بعد حضرت شیخ قدس سرہ کے اوراد و وظائف۔ نماز چاشت و اشرق و تہجد اور ذکر و مراقبہ کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ صاحب عورتوں کو پس پردہ اس طرح مرید کرتے تھے کہ ایک بڑا پیالہ پانی سے بھر کر رکھ دیا جاتا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب شہادت کی انگلی کو ذرا سا کپڑا لپیٹ کر صرف ایک پور پانی میں ڈبو دیتے تھے مرید ہونے والی عورت بھی اپنی شہادت کی انگلی اس پانی میں اسی مقدار میں ڈبو دیتی تھی۔ اس عورت کا ہاتھ اور انگلیاں آستین میں چھپی رہتی تھیں حضرت خواجہ صاحب عورتوں کو زیادہ تر یا وہاب اور استغفراللہ پڑھنے کی ہدایت فرماتے تھے۔

سماع

حضرت خواجہ ابتدائے حال میں مزامیر کے ساتھ سنا کرتے تھے اس کی خبر حضرت پیر دستگیر کو ہوگئی تو آپ کو مزامیر کے ساتھ سننے سے منع فرما دیا اس کے بعد آپ نے کبھی مزامیر کے ساتھ سماع نہیں سنا۔ حضرت خواجہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ سماع سے مقصود خیالات کو یکسو اور دل کو صرف ذات وحدہ کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ اس قسم کا سماع بھی محبوب حقیقی تک پہنچنے کا ایک طریقہ ہے۔

اولاد امجاد

حضرت کی اہلیہ محترمہ بی بی رضا خاتون صاحبہ حضرت مولانا سید احمد بن مولانا جمال الدین مغربی کی صاحبزادی تھیں۔ ان محترمہ کے بطن سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

(۱) سب سے بڑا صاحبزادے حضرت سید محمد اکبر حسینی تھے جو اپنے وقت کے فاضل اور متبحر عالم اور حضرت خواجہ صاحب کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ صاحب کے سامنے ہی ۱۵/ ربیع الثانی ۸۱۲ھ کو وصال فرما گئے۔ حضرت خواجہ صاحب کے ملفوظات (جوامع الکلم) کے جامع آپ ہی تھے۔

(۲) دوسرے صاحبزادے حضرت سید محمد یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی تھے۔ حضرت خواجہ صاحب کے وصال کے بعد! آپ ہی سجادہ نشین ہوئے۔

حضرت خواجہ صاحب کی سب سے بڑی صاحبزادی کا نام بی بی فاطمہ عرف ستی بی بی منجھلی صاحبزادی کا نام بی بی بتول۔ تیسری صاحبزادی کا نام بی بی ام الدین تھا۔

خلفائے کرام

حضرت خواجہ صاحب کے خلفاء بہت تھے۔ چند خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا شیخ علاؤالدین گوالیاری"۔ مزار مبارک کالپی میں ہے۔

(۲) قاضی نورالدین اجودھی۔

(۳) مولانا معین الدین ٹوہانوی۔

(۴) شیخ صدرالدین خوند میزا یرچہ۔
(۵) قاضی علیم الدین۔ مزار مبارک پاک پتن میں ہے۔
(۶) مخدوم زادہ حضرت سید حسین عرف سید اکبر حسینی ؒ - مزار مبارک حضرت خواجہ صاحب کے گنبد مبارک کے سامنے ہے۔
(۷) حضرت سید ابوالمعالی بن سید احمد بن سید جمال الدین۔ مزار مبارک اندرون احاطہ درگاہ حضرت خواجہ صاحب ہے۔
(۸) شیخ ابو الفتح بن مولانا علاء الدین گوالیاری ؒ -
(۹) مخدوم زادہ حضرت سید یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی۔ مزار مبارک اندرون احاطہ درگاہ حضرت بندہ نواز ؒ ہے۔
(۱۰) قاضی راجہ گلبرگہ شریف۔
(۱۱) صوفی شیخ حمید الدین اجودھی ؒ -
(۱۲) ملک زادہ عثمان بن جعفر ؒ -
(۱۳) مولانا حسن دہلوی ؒ -
(۱۴) مولانا کمال الدین علامہ خواہر زادہ حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی ؒ حضرت گیسودراز ؒ کے خلفائے کرام کی تعداد طویل ہے جو مختلف کتب سیرو سوانح میں مذکور ہے۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہوں۔ سیر محمدی۔ تاریخ محمدیہ۔ سیر بندہ نواز ؒ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت خواجہ بندہ نواز ؒ کی جلالت و منزلت حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز ؒ اپنے زمانہ کے جلیل القدر عارف اور کامل تھے کہ عظمت و جلالت کا اندازہ کرنا دشوار ہے۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ علوم ظاہریہ میں نہایت اونچا درجہ رکھتے تھے۔ چشتیہ طریقہ کے بزرگوں میں حضرت خواجہ حسن بصری ؒ سے حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی ؒ تک کسی نے تصنیف و تالیف کی طرف توجہ نہیں فرمائی حالانکہ ان میں سے ہر بزرگ اپنے وقت کے محقق اور درجہ اجتہاد کے مالک تھے لیکن حضرت خواجہ گیسودراز ؒ نے بڑی اور چھوٹی تقریباً ایک سو پانچ (۱۰۵) کتابیں

تصنیف فرمائیں جن میں زیادہ مشہور کتابوں کے اسماء ہدیہ ناظرین ہیں۔

(۱) ملتقط تفسیر القرآن (اول پانچ پاروں کی تفسیر)
(۲) شرح مشارق الانوار
(۳) معارف شرع عوارف (عربی زبان میں)
(۴) ترجمہ عوارف (فارسی میں)
(۵) شرح تعرف شرح آداب المریدین (عربی میں)
(۶) شرح آداب المریدین (فارسی میں)
(۷) خاتمہ۔ جس کا خلاصہ اسی کتاب میں دوسری جگہ پیش کیا گیا ہے۔
(۸) شرح فصوص الحکم
(۹) شرح تمہیدات عین القضات ہمدانی
(۱۰) شرح رسالہ قشیریہ
(۱۱) خطائر القدس المعروف بہ رسالہ عشقیہ
(۱۲) اسماء الاسرار
(۱۳) حدائق الانس
(۱۴) استقامت الشریعت بطریق الحقیقت
(۱۵) حواشی قوت القلوب
(۱۶) شرح فقہ اکبر (عربی زبان میں)
(۱۷) شرح الہامات حضرت غوث الاعظم۔ وغیرہ وغیرہ

حضرت خواجہ صاحب کی تصانیف کی ایک انوکھی خصوصیت بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب اپنی تصنیف کبھی اپنے ہاتھ سے تحریر نہ فرماتے تھے۔ کاتب سے لکھوایا کرتے تھے۔ کسی کتاب کو لکھوانے کے بعد آپ نے کبھی نظرثانی نہیں کی۔ اور نہ اس کو دوبارہ پڑھوا کر سنا۔

آداب المریدین مرید جب طلب حق میں قدم رکھے تو عبادت و معاملات میں اسے کن کن آداب کا پابند ہونا چاہیے۔ اس موضع پر شیخ الطریقت حضرت ضیاء الدین ابوا

لحیسب عبدالقاہر سہروردی کی ایک لاجواب تصنیف آداب المریدین ہے۔ جو عربی زبان میں ہے۔ اس کتاب کی شرح مخدوم الملک حضرت شرف الدین یحییٰ منیری نے لکھی تھی مگر وہ اس زمانہ میں نایاب ہے۔ حضرت گیسو دراز نے بھی اس کتاب کی شرح کئی بار لکھی جو حضرت کے زمانہ میں ہی معدوم ہو گئی۔
آخری شرح حضرت خواجہ صاحب نے ۸۱۳ ھ میں تحریر فرمائی تھی۔ کتاب زیر نظر کے تیسرے باب میں حضرت کی جس کتاب کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے وہ در حقیقت کتاب آداب المریدین کی شرح کا ضمیمہ یا تکملہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کتاب صوفیا کے لیے ایک دستور العمل اور مطالعہ میں رکھنے کی چیز ہے۔
حضرت خواجہ صاحب کا ادبی ذوق حضرت خواجہ صاحب کو حق تعالے نے فکر رسا اور طبیعت موزوں عطا فرمائی تھی۔ کبھی کبھی بے ساختہ غزل او رباعیاں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب کی وفات کے بعد ان کے پوتے سید قبول اللہ حسینی کی فرمائش پر ان کے مرید نے غزلیات اور رباعیات کو جمع کر کے ایک دیوان مرتب کیا تھا جو حجم میں خواجہ حافظ شیرازی کے دیوان کے برابر بتایا جاتا ہے وہ دیوان تو ہماری نظر سے نہیں گزرا لیکن حضرت خواجہ صاہب کے بڑے صاحبزادے سید حسین عرف محمد اکبر حسینی نے جوامع الکلم میں کہیں کہیں حضرت کا منظوم کلام بھی پیش کیا ہے۔ ذیل میں چند غزلیات ارباب طریقت اور ناظرین کرام کی ضیافت کے لیے ہدیہ ہیں۔

غزل

منم سلطان ملک و حسن و مادر ملک درویشاں
ولا و امن فراہم کن کجاما و کجا ایشاں
قبابر قد سلطانان چناں زیبا نمی آید
کہ آن خرقان گرد آلودہ بربلائے درویشاں
اگر تو باغم لیلےٰ برغبت خویشتن داری
چو مجنوں خو فروباید شداز خویش وہم از خویشاں
حسن درپائے خوباں سرفدا کردی بحمداللہ
نکو اندیشہ کردی علی و غم بد اندیشاں

غزل

دوستاں مے دہند پند مرا دشمنان طعنہاز نند مرا
پیر گشی و عشق میبازی اجتہاد از سرشت چند مرا
منکہ مخلوق عشق باز ستم کے بود پند سود مند مرا
منکہ آزد سرفراز ستم زلف او گشت پائے بند مرا
خانمان ولم پریشاں شد بعد اودر بلا فگند مرا
گریہ وہ اہ چیست درنضے دوستی کر وردد مند مرا
سوزش شمع رخ فروز وبد گربسو زندچوں سپند مرا
آتش عشق آبرو یم ریخت خاک باد وجود بند مرا
تابہ عشق گرم تر بکتند چوں کبابے برآن نہبند مرا
پرو بالت مگر محمد سوخت بیخ و بنیاد عشق کند مرا

غزل

در روئے تو آن جمال ویدم در صنع خدا کمال دیدم
ابروئے ترا سجود واردم چہ قبلہ ء اہل حال دیدم
اہل سخنم دبے زبا نم درو صف لب تولال دیدم
ترکیب وجود آن جوانمرد بر نقطۂ اعتدال دیدم
یک روز بگشت باغ رفتم برقد تویک نہال دیدم
گویند بسر و دنخل ماند من طوبے را مثال دیدم
گر حکم کند بجاں ابوالفتح ازجان و دل امتثال دیدم

غزل

منم در عشقبازی پیر گشتہ ولایت درو غم را میر گشتہ
نہم سرور پریشانی ضرورت کہ زلف پاکشاں زنجیر گشتہ
مگر جعدش بہ پیچد در گلویم شدم دیوانہ تز دیر گشتہ
جوانی عشق در پیری فراغت تو گوئی مشک بو دست سیر گشتہ
مرا عمر یست در خواباں گزشتم تبقوئے و عبادت دیر گشتہ
مگر دار ند خوباں استوارم شودو صلے بدیں تدبیر گشتہ

غزل

تیرا حسن است از اندازۂ بیرون مرا اندوہ غم ہر روز افزوں
تیرا در دلبری میلے کشیری منم در عاشقی استاد مجنوں
بہ پیش تو ہمہ خوباں بجودند عیاں دید ندوانم سربے چوں ا
مثال تو میان خوب رویاں صدف اندر میانش در مکنوں
ندیدہ چشم من روئے غنودن نہ دانم تاکہ ایں خواند افسوں
زلعل او ہمہ عالم شدہ مست سرزلفش جہاں راکرد مفتوں
ہوائے بوسہ را از دل بدر کن یقیں دیدم لبش موہوم مظنوں
لب لعل تو گوئی ساقی مست پیالہ بردبد بردم بہر گوں
مبارک مطلع میموں مصباحے کہ آید یار خواردہ مئے و معجوں
ہنہ سردر پریشانی محمد کہ زلف اوبر آسقفہ ہست اکنوں

غزل

پس ازد برے جمال یار دیدم رخ زیبائے آن دلدادہ دیدم
شبے باما ہروئے خوش غنودم دو چشم بخت خود بیدار دیدم
خوشی و خرمی افزو دولت غم و اندوہ را از یار دیدم
بزیر سایہ ء سروے نشستم نہال آسودگی برباد دیدم
بساط کا مرانی را گزیدم دگر باتو لفاف خار دیدم
بہر پائے درفرحت کشادہ درون خانہ' خمار دیدم
محمد دیر بازاز دیر دوری دیارو دیر را دمار دیدم

غزل

دلم را ابتلا شد با جوانے
زغمزہ اش ندارد کس امانے
بیک چشمش بسازد شیوہ چنداں
خرد بالا کندہر دو جہانے
لب لعلش بہ بین خوں نوش ترکی است
جگر خواراست ہر دم دلستانے
صدف رادر شکم دو ملک لولو
لب و ندانش ہستند در فشانے
دلم ازدس تنہائی بجاں شد
چہ گریم بلکہ افتادم بجانے
غیورم من دہر جائی است یارم
کجا جویم ندارد او مکانے
زچشم مست او غلطیدہ خلقے
برآمد ہر طرف ازوے فغانے
محمد پیر گشتی توبہ کن
نظر بازی رفیق آرد نشانے

ملفوظات

همہ اوست ایک روز ارشاد فرمایا کہ سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی ؒ فرمایا کرتے تھے المومن من یحب لا خیہ مایحب النفسہ (مومن وہی ہے کہ جو بات اپنے لئے پسند کرے وہ غیروں کے لئے بھی پسند کرے) بات یہ ہے کہ جب مومن نفس اور دل کی قید سے آزاد ہو کر عارف باللہ ہو جاتا ہے تو جنسیت اور یگانگی پر مطلع ہو کر تمام عالم کو ایک نفس سمجھنے لگتا ہے اور اس حقیقت کا ظہور نظر میں آتا ہے۔ حضرت شبلی ؒ کسی مقام پر تشریف فرما تھے کسی چرواہے نے گائے کی پشت پر لکڑی ماری حضرت شبلی ؒ بے چین ہو گئے۔ چرواہے نے کہا کہ کیا بات ہے میں نے آپ کو تو نہیں مارا۔ حضرت شبلی ؒ نے پشت سے کرتہ اٹھا کر دکھایا تو پشت پر لاٹھی کا نشان موجود تھا۔ چرواہا ہکا بکا رہ گیا۔

قیامت کے دن اپنے اعمال ہی کام آئیں گے ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ حسن بصری ؒ رات کے وقت حرم محترم میں اور اد و وظائف میں مشغول تھے۔ خانہ کعبہ کے کوٹھے کے اوپر کسی آدمی کے رونے کی آواز سنائی دی۔ آپ سوچنے لگے کہ رات کے وقت کوئی شخص خانہ کعبہ کی چھت پر نہیں جاسکتا یہ آدمی کون ہے اور کیوں رو رہا ہے؟ حضرت خواجہ حسن بصری ؒ چھت پر تشریف لے گئے۔ دیکھا ایک آدمی مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا ہے۔ اور خدا سے رو رو کر کہہ رہا ہے اے خدا تو ہی جانتا ہے کہ میری آنتوں میں دوزخ کی آگ بھری جائے گی یا نہیں۔ یہ میرا جسم آگ میں جلایا جائے گا یا نہیں۔ یہ میری آنکھیں دوزخ کا مشاہدہ کریں گی یا نہیں۔ میری زبان اور تالو کو زقوم کھانے کو ملے گا یا نہیں۔ حضرت خواجہ حسن بصری ؒ نے اپنے دل میں کہا کہ کوئی گنہگار آدمی خدا کے حضور رو رو کر فریاد کر رہا ہے اس وقت اس کے پاس جانا مناسب نہیں جب اتر کر نیچے آئے گا پتہ چل جائے گا۔ کون تھا؟ بڑی دیر کے بعد وہ آئے۔ حضرت خواجہ حسن بصری ؒ کی نظر جونہی اس نوجوان پر پڑی

تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ نوجوان حضرت امام حسین علیہ السلام تھے حضرت خواجہ حسن بصری" فوراً حضرت امام علیہ السلام کے قدموں میں گر پڑے۔ عرض کرنے لگے اے فرزند رسول خدا حق تعالے نے آپ کو اس قدر علم اور بزرگی عطا فرمائی ہے جو بیان سے باہر ہے اسے بھی چھوڑو کیا آپ کے لیے حضرت بی بی فاطمہ" کافی نہیں؟ حضرت مولا علی علیہ السلام کافی نہیں؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی نہیں؟ حضرت امام حسین علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آئے۔ فرمایا اے حسن! سنو جس وقت یہ آیت و انذر عشیر تک الاقربین نازل ہوئی تھی حضور نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا تھا۔

یا فاطمه بنت رسول اللّٰہ اتقذی نفسک من النار فانی لااصلک لک من اللّٰہ شیاء

(اے رسول اللہ کی بیٹی۔ اپنے نفس کو آگ سے بچامیں خدا کے ہاں تیرے کام نہ آؤں گا) نانا جان کا یہ فرمان تنبیہہ تھی کہ باپ کی ریاست پر مغرور نہ ہوجانا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ ہونا فاطمہ کے لئے کافی نہیں تو میرے لئے فاطمہ اور علی کا ماں باپ ہونا کب سود مند ہو سکتا ہے۔ میاں حسن! تم کہاں ہو۔ کس خیال میں ہو؟

<u>اب دین اور دیندار لوگ کہاں</u> ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں دین (اسلام) مثل ایک روشن چراغ کے تھا لوگ اس کے نزدیک ہر چیز کو صاف دیکھتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق" کے زمانہ میں وہ چراغ ایک قدم دور ہوگیا اور اس زمانہ سے برابر دور ہوتا چلا جارہا ہے۔ لوگوں کو دور سے چراغ تو جلتا نظر آتا ہے مگر اس چراغ کے نزدیک آکر اس سے نور حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ موجود زمانہ میں تو قصہ و افسانہ رہ گیا ہے۔ دیندار اور ایماندار لوگ کہاں ہیں؟

<u>حضرت ابوبکر صدیق کا زہدو تقویٰ</u> ایک روز ارشاد فرمایا کہ امیرالمومنین حضرت عمر فاروق" نے اپنے عہد خلافت میں حضرت ابوبکر صدیق" کی بیوہ کے پاس پیغام نکاح

بھیجا- انہوں نے انکار کر دیا- حضرت عمر فاروق نے قسم کھا کر کہا کہ میں نفسی تسکین کے لئے نکاح کا خواہشمند نہیں میں چاہتا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے خانگی حالات سے آگاہی حاصل کروں- حضرت صدیق اکبر ؓ کی بیوہ نے پیغام قبول فرمالیا- رات کو یکجا ہوئے تو حضرت عمر فاروق ؓ نے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے گھر میں تمہاری رات کس طرح بسر ہوئی تھی- انہوں نے جواب دیا کہ تہائی شب تو ابوبکر صدیق ؓ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے تھے اس کے بعد گھر آکر کچھ دیر پڑھ کر ہمارے ساتھ مشغول رہتے تھے- آدھی رات کے قریب وضو کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اس وقت ایسی عمدہ خوشبو گھر میں پھوٹ پڑتی تھی کہ مشک گلاب' کافور کی خوشبو بھی اس کے سامنے ہیچ تھی جب صبح صادق ہوتی تو آپ ایک ایسی آہ جگر سوز مارتے کہ سڑے ہوئے گوشت کے جلنے کی سی بو سارے گھر میں پھیل جاتی تھی- یہ سن کر حضرت عمر فاروق ؓ زار زار رونے لگے فرمایا کہ حضرت صدیق ؓ رات بھر محبوب حقیقی کے ساتھ مشغول رہتے تھے صبح کے بعد چونکہ ان کو دنیاوی کاموں میں مشغول ہونا پڑتا تھا- محبوب کا فراق ناقابل برداشت تھا اس لئے ان کے سینہ سے آہ جگر سوز برآمد ہوتی تھی-

لوگ آخرت کو بھول گئے ایک روز دنیا اور دنیا داروں کی مذمت کا تذکرہ تھا- آپ نے فرمایا کہ موجودہ زمانہ میں اگر کسی شخص سے دریافت کیا جائے کہ دنیا بہتر ہے یا آخرت تو وہ یہی جواب دے گا کہ آخرت بہتر ہے- لیکن اس آدمی کی حالت یہ ہے کہ اگر اس کی جیب سے چند روپے گم ہو جائیں تو غم کے مارے کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور اس کے دل پر اتنا اثر ہوتا ہے کہ بیان نہیں کیا جاسکتا اس کے مقابلہ میں اگر کسی شخص کی نماز فوت ہو جائے اور وہ آدمی دیندار مسلمان ہو تو ایک دوبار اس کی زبان سے استغفراللہ نکلتا ہے اور بس بات آئی گئی ہو جاتی ہے نہ اس کے دل پر نماز فوت ہونے کا اتنا صدمہ ہوتا ہے جتنا روپیہ گم ہو جانے کا ہوتا ہے نہ کھانا پینا چھوٹتا ہے معلوم ہوا کہ دنیا دار لوگوں کی باتیں نوک زبان سے ہوتی ہیں ان باتوں کا دل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا-

خدا کے دوست کی تلاش ایک روز ارشاد فرمایا کہ کسی بزرگ نے اس غرض سے عمل پڑھایا کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ خدا کا دوست کون ہے میں اس کی صحبت میں رہا کروں رات کو خواب میں بتایا گیا کہ صبح فجر کی نماز میں جو آدمی تمہارے برابر نماز پڑھے گا وہ ہمارا دوست ہے- یہ خواب دیکھ کر وہ بزرگ بہت خوش ہوئے- صبح ہوئی مسجد میں گئے- سنتیں پڑھیں- فرضوں کی نیت کرنے لگے تو ایک شخص ان کے داہنے ہاتھ کھڑا ہو کر نماز میں شامل ہو گیا نماز سے فراغت کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ وہ تو کوئی نیلگر ہے- ان بزرگ کو بہت صدمہ ہوا- دل ہی دل میں کہنے لگے کہ خدا نے میری دعا قبول نہیں فرمائی شاید میرے عمل میں کوئی کمی رہ گئی تیسرے دن صبح کو گھر سے شہداء اور صلحاء کی زیارت کے لئے چل دیئے- راستہ میں ایک زبردست طوفان بادباران آیا- ہوا اڑا لے گئی- کسی جنگل میں جا گرے- حیران تھے کدھر جاؤں کہاں جاؤں اتنے میں اذان کی آواز آئی- اذان کے سمت چل دیئے سامنے ایک چھوٹی سی مسجد نظر آئی- منارہ پر ایک شخص مشکیزہ گردن میں ڈالے اذان دے رہا تھا یہ دیکھ بہت خوشی ہوئی کہ ظہر کی نماز مل گئی- اپنے شہر کا پتہ بھی معلوم ہو جائے گا- مسجد میں پہنچ کر وضو کیا- اتنے میں اس موذن نے بہ آواز بلند پکار کر کہا جماعت تیار ہے- چاروں طرف سے ایک ایک دو دو فقیر آنے شروع ہو گئے ذرا دیر میں تقریباً دو سو آدمی جمع ہو گئے- یہ دیکھ کر وہ بزرگ اپنے دل میں کہنے کہ یہ لوگ خدا کے خاص بندے ہیں- خدا کا شکر ہے آج میری دعا قبول ہو گئی- اس کے بعد موذن نے تکبیر کہی حاضرین صف بستہ کھڑے ہو گئے امام صاحب کی تشریف آوری کا انتظار تھا فوراً وہ نیلگر مصلے کندھے پر ڈالے سامنے آیا سب لوگ سجدے میں گر گئے- نماز پڑھائی فراغت پا کر اس مرد بزرگ نے امام صاحب کے کرتہ کا پچھلا دامن پکڑ لیا- امام صاحب نے دو انگلیوں کے اشارہ سے بتایا کہ دو رکعت سنت پڑھ کر ان سب حضرات کی دست و پابوسی کرو یہ لوگ ابدال- اوتاد- نجباء اور نقباء ہیں- اس کام سی فراغت کے بعد انہوں نے فرمایا کہ مجھے اپنے آغوش میں لے کر آنکھیں بند کر لو- بزرگ موصوف نے ایسا ہی کیا پھر فرمایا اچھا اب آنکھیں کھول دو تو بزرگ موصوف اپنے

مکان میں موجود تھے - وہ بزرگ ارادہ کررہے تھے کہ اس نیلگر کی خدمت میں حاضر ہوں کہ وہ خود ہی سامنے آ گئے- بزرگ موصوف نے دوگانہ ادا کرکے سر سجدہ میں رکھ کر جان دیدی-

دیانت داری کا زمانہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ قوت القلوب میں مذکور ہے کہ ایک زمانہ تھا لوگ بازار جاکر منڈی کے پولیس آفیسر اور دوسرے ملازموں سے دریافت کیا کرتے کہ کون سے دوکاندار سے معاملہ کیا جائے پولیس آفیسر اور ملازمین یک زبان ہوکر کہتے تھے کہ سب دوکاندار دیانتدار ہیں جس سے چاہے معاملہ کرلو اس کے بعد پھر ایک زمانہ آیا جس میں یہ کہا جانے لگا کہ فلاں فلاں دوکاندار بددیانت ہیں ان کے پاس نہ جانا ان کے علاوہ جس سے چاہے خرید و فروخت کرلو- پھر اس کے بعد ایک زمانہ آیا جس میں یہ بات کہی جانے لگی کہ فلاں فلاں آدمیوں کے سوا کسی سے ہرگز معاملہ نہ کرنا- اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آیا جس میں کوئی شخص ایماندار نظر نہیں آتا وہ ہمارا زمانہ ہے- ظاہر ہے کہ جس زمانہ میں اس قدر بے ایمانی ہو اس زمانہ میں راہ سلوک طے کرنا کس قدر دشوار ہے- دین اسلام پورے جمال و کمال کے ساتھ حضور سرور کائنات ﷺ کے زمانہ میں تھا- خلفائے راشدین ؓ کا عہد بھی رسالت کے قدم بقدم تھا- خلافت راشدہ کے بعد تابعین تبع تابعین کا دور بھی غنیمت تھا- اس دور کے بعد دین اپنے اصلی خدو خال میں باقی نہ رہا- موجودہ زمانہ میں نہ دین ہے نہ دیندار لوگ- صرف قصے اور افسانے باقی رہ گئے-

ترک دنیا ایک روز ارشاد فرمایا کہ دنیا میں ترک دنیا سے بہتر کوئی نیکی نہیں ایک روز حضرت امام حسین ؓ بیمار ہوگئے حضور سرور عالم ﷺ مزاج پرسی کے لیے تشریف لے گئے- حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی نذر مانو کہ حسین ؓ صحت یاب ہوجائیں تو تم سب تین تین روزے رکھنا- اس وقت مکان میں حضرت بی بی فاطمہ ؓ - مولا علی ؓ - حضرات حسن ؓ حسین ؓ اور ان کی لونڈی فضہ ؓ موجود تھیں- ان سب حضرات نے نذر کا پہلا روزہ رکھا- افطار کے وقت قریب آیا تو گھر میں کوئی چیز کھانے کی موجود نہ تھی- امیرالمومنین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ کہیں سے نصف صاع

جو قرض لائے اور ان کو پسوا کر پانچ روٹیاں پکوائیں اور ہر روزہ دار کے سامنے ایک ایک روٹی رکھ دی۔ افطار کا وقت ہوا۔ روٹی کا لقمہ بنا کر منہ میں دینا چاہتے تھے کہ کسی سائل نے آواز دی اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحم کرے جو مسکین کو کھانا کھلائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی روٹی سائل کو دے دی ان چاروں بندوں نے بھی اپنی اپنی روٹی سائل کو بخش دی۔ دوسرے دن مولا علیؓ پھر نصف صاع جو قرض لائے اور روٹی بنا کر سامنے رکھی ہی تھی کہ کسی یتیم نے دروازہ پر سوال کیا حضرت مولا علیؓ اور دیگر اہل بیت ؓ نے اپنی اپنی روٹی مسکین کو دیدی۔ تیسرے روز حضرت مولا علیؓ اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا و حسنین علیہم السلام دستر خوان پر روٹی رکھ کر بیٹھے ہی تھے کہ کسی قیدی نے دروازہ پر آکر سوال کیا تین رات مسلسل بھوکا رہنے کے باوجود اہل بیت نبویؐ نے اپنی اپنی روٹی قیدی کو دیدی چوتھا دن ہوا بھوک کی وجہ سے بچے اس قدر کمزور ہو گئے کہ چلنے کی طاقت نہ رہی۔ حضرت مولا علیؓ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھتے ہی حال دریافت فرمایا۔ مولائے کائنات نے سارا واقعہ ذکر فرمایا تمہیں بشارت ہو ابھی جبرئیل آمین میرے پاس وحی لے کر آئے تھے وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَ يَتِيمًا وَ اَسِيرًا افسوس حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان نہیں جو ان باتوں کی خبر دیں۔

تقدیر کا لکھا اٹل ہے ایک روز علاج معالجہ کے متعلق بات چیت ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا دوا میں کوئی اثر نہیں ہے اگر حق تعالیٰ نے تقدیر میں اس دوا کی تاثیر رقم فرمادی ہے تو وہ دوا مرض کے حق میں موثر اور صحت بخش ثابت ہوگی ورنہ تقدیر کا لکھا اٹل ہے دوا یا کسی اور چیز سے مٹ نہیں سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے دریافت کیا کہ دوا سے امر مقدر ٹل سکتا ہے۔ حکم ہوا نہیں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا تو یہ طبیب مریضوں کے امراض کا علاج کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ یاکلون ارزاقہم ویسرون قلب عبادی طبیب لوگ اس پیشہ سے اپنا رزق کھاتے ہیں اور میرے بندوں کا دل خوش کر دیتے ہیں۔

مرید ہونے سے کیا فائدہ ہے ایک روز ارشاد ہوا کہ مرید ہونے فائدہ یہ ہے کہ پیرو مرشد قیامت کے دن مرید کی دستگیری فرما کر آتش سے نجات دلائے گا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے پیرو مرشد کے ایک آزاد طبع مرید کا انتقال ہوگا عذاب کے فرشتے آئے اور اس متوفی کے سر پر کلاہ چار ترکی دیکھ کر ایک طرف کھڑے ہوگئے۔ دریافت کیا کہ یہ ٹوپی کس کی ہے؟ متوفی نے جواب دیا۔ یہ حضرت خواجہ نصیرالدین ؒ کی ٹوپی ہے۔ انہوں نے آپس میں کہا ہم اس پر کیسے دست درازی کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک فقیر کو خدا کے ہاں اتنا اعزاز ہو کہ اس سے تعلق قائم کرنے سے آتش دوزخ سے نجات مل جائے۔ اس وقت تک اس فقیر کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پر کسی شخص کو بیعت کرے۔

حضرت بابا فرید ؒ کا لباس ایک روز ارشاد فرمایا کہ شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین گنج شکر ؒ ہمیشہ دو جوڑے کپڑے رکھتے جن میں سے ایک زیب تن مبارک رہتا۔ ایک دھوبی کے ہاں اور دو جوڑے دھلے ہوئے رکھے رہتے تھے کہ کسی وقت ضرورت پڑ جائے تو کپڑے کی پریشانی نہ ہو۔

حضرت موسے کا واقعہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ ؑ کے زمانہ میں ایک کافر تھا جس نے ۴۰۰ برس تک بت پرستی کی تھی۔ وہ کافر قضاء للہ بیمار ہوگیا بخار آنے لگا۔ کہنے لگا میں نے ۴۰۰ برس بت کی پوجا کی ہے اور کبھی اس سے کوئی مراد نہیں مانگی آج اس سے کہوں گا کہ میں صحت یاب ہوجاؤں۔ بخار دور ہوجائے۔ چنانچہ وہ کافر اس بت کے پاس گیا۔ ہاتھ جوڑ کر پیشانی زمین پر رکھ کر درخواست کی مجھے صحتیاب کردے۔ میری تکلیف رفع ہوجائے۔ مگر صدائے برنخواست دیر تک انتظار کے بعد جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے ایک بڑا بھاری پتھر اٹھا کر اس بت کے رسید کیا اور خوب مذمت بیان کی۔ اب اس کافر کو یقین ہوگیا تھا کہ یہ پتھر کے بے حس اور بے جان بت کسی کے کیا کام آسکتے ہیں۔ یہ اپنے جسم کے اوپر سے مکھی تک تو اڑا نہیں سکتے یہ بت جھوٹے معبود ہیں۔ ان کی کوئی حقیت نہیں۔ اس کے بعد اس کافر نے بیت المقدس میں فریاد کی کہ اے موسے کے خدا! ندا آئی لبیک یا عبدی (ہاں میرے

بندے) کافر نے کہا مجھے بخار آ رہا ہے مجھے صحتیاب کر دے۔ ندا آئی۔ اچھا ہم نے صحت عطا کی۔ اب جو کافر نے دیکھا بخار کا نام و نشان نہ تھا۔ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے جب حضرت موسے نے تبلیغ شروع کر رکھی تھی۔ حضرت موسیٰ کی تبلیغ کا شہرہ تھا۔ یہ کافر کہنے لگا کہ موسیٰ سے دریافت کروں کہ اگر کسی شخص نے ۴۰۰ برس بتوں کی پوجا کی ہو اور وہ توبہ کر کے خدا کی طرف رجوع چاہے اسکی توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ موسے نے اپنی عصا سنبھالی وہ کافر ڈر کے مارے بھاگنے لگا۔ موسے عصا ہاتھ میں لئے اس کے پیچھے پیچھے یہ فرماتے جاتے تھے کہ ۴۰۰ سال بتوں کی پوجا کر کے جنت کی خواہش رکھتا ہے؟ حضرت موسے کے جواب سے وہ کافر رحمت خداوندی سے مایوس دوڑتا جا رہا تھا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل حضرت موسے علیہ السلام کے پاس آئے حکم ہوا اے موسیٰ! میرا ایک بندہ ۴۰۰ سال بعد میری طرف لوٹا تھا تو نے اسے بھگا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نعرہ مارتے روتے پیٹتے اس کافر کے پیچھے بھاگنے لگے اور زور زور سے کہنے لگے اے خدا کے بندے لوٹ آ۔ اللہ تعالے نے تیری توبہ قبول فرمالی۔ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت خواجہ صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اولیائے کرام اپنی مریدوں اور معتقدوں کی پشت پناہی کرتے ہیں ایک روز ارشاد فرمایا کہ مسافروں کا ایک قافلہ خرقان میں آیا۔ اس وقت راستے خطرناک تھے ڈاکوؤں کا خطرہ رہتا تھا۔ قافلہ والوں نے کہا چلو حضرت ابوالحسن خرقانی کی خدمت حاضر ہو کر عرض کریں کہ ہم خیریت کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔ یہ لوگ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ راستے میں کہیں خطرہ درپیش ہو یا ڈاکوؤں کا سامنا ہو تو تم میرا نام لے لینا۔ انشاء اللہ خطرہ رفع ہو جائے گا۔ اس قافلہ میں بعض وہابی خیال کے لوگ بھی تھے بعض لوگوں نے کہا اس کے تو یہ معنے ہوئے کہ ابوالحسن کا نام خدا اور رسول ﷺ کے نام سے بالاتر ہے۔ اگر کوئی موقع پیش آیا تو خدا اور رسول کے نام اور سورہ فاتحہ اور آیتہ الکرسی سے پناہ حاصل کریں گے۔ بعض لوگوں نے کہا نہیں۔ حضرت شیخ نے جو ارشاد فرمایا ہے اسی پر عمل پیرا ہوں گے۔ اگلے دن صبح کو قافلہ روانہ ہو گیا۔ راستہ میں ڈاکوؤں کی بہت بڑی

جماعت کا سامنا ہوا- اسی قافلہ میں جن لوگوں نے حضرت ابوالحسن" کا نام لیا تھا- خدا نے ان لوگوں کو دشمنوں کی نگاہوں سے مخفی کردیا اور جن لوگوں نے خدا اور رسول ﷺ کا نام لیا تھا- فاتحہ و آیتہ الکرسی پڑھی تھی وہ سب کے سب ڈاکوؤں کے ہاتھ ہلاک ہوگئے-

اگلے روز اس قافلے کے بچے کھچے آدمی خرقان واپس آگئے اور راستہ میں جو واقعہ پیش آیا حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا- حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں تو خدا کا گنہگار بندہ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ادنیٰ امتی ہوں بات یہ ہے کہ میں نے خدا کو پہچانا ہے- تم لوگ خدا کو نہیں پہچانتے اگر کوئی ناواقف آدمی کسی ناواقف کی پناہ تلاش کرے تو اس کی پناہ مفید نہیں ہوتی- تم لوگوں نے مجھ سے پناہ چاہی تھی اور میں خدا اور رسول سے واقف تھا- اس لئے میں نے تمہیں جانے پہچانے خدا کی پناہ میں دیدیا تھا- ان ڈاکوؤں کے ہاتھ سے تمہاری حفاظت کا راز یہی ہے-

یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد حضرت خواجہ صاحب" نے فرمایا کہ پیر طریقت راہ کی ہر اونچ نیچ سے واقف ہوتا ہے- اس کی امداد اور توجہ کے بغیر راہ سلوک طے نہیں ہوتی بغیر پیر کی مدد کے صرف ریاضت و مجاہدات سے منزل مقصود پر رسائی دشوار ہے-

خرقہء خلافت ایک روز مولانا عمر پسر شیخ سعید" نے حضرت خواجہ صاحب سے عرض کیا کہ خرقہء مشیخیت کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ حضرت جبریلؑ حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تھے حضور ﷺ نے وہی خرقہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا- یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا ہاں روایت صحیح ہے- کتب سلوک میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے معراج کی شب جنت میں ایک حجرہ سونے سے تعمیر شدہ دیکھا اس حجرہ کے دروازہ پر سونے کا قفل لگا ہوا تھا- حضور ﷺ نے جبریلؑ سے فرمایا- یہ حجرہ کھولو- دیکھوں اس حجرہ میں کیا کیا رکھا ہے- حضرت جبریلؑ نے حق تعالیٰ سے اجازت لے کر حجرہ کا قفل کھولا تو اس میں ایک صندوق مقفل نظر آیا- حضور ﷺ کے فرمان سے باذن خداوندی حضرت جبریلؑ نے اس صندوق کا قفل کھولا تو اس کے اندر سے ایک اور صندوق

برآمد ہوا۔ اسے کھولا تو اس کے اندر سے ایک اور صندوق نکلا جس میں ایک خرقہ رکھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے جبریلؑ یہ خرقہ مجھے مل جاتا تو بہت اچھا ہوتا۔ حضرت جبریلؑ نے عرض کیا کہ یارسول ﷺ آپ سے پہلے ہزارہا انبیاء آچکے ہیں یہ خرقہ میں نے کسی کو نہیں دیا۔ یہ خرقہ آپ ہی کے لئے مخصوص ہے۔ حضور ﷺ نے خرقہ ء مبارک زیب تن فرمایا اس کے بعد حضور کائنات ﷺ نے حق تعالیٰ سے عرض کیا یہ خرقہ صرف میرے لیے ہی مخصوص ہے یا اس خرقہ کا حقدار میری امت میں سے کوئی ہے؟ حکم ہوا ہاں ہاں (خدا کی طرف سے ایک بات تلقین کی گئی) تمہارے چاروں اصحابؓ میں جو اس بات کو کہے وہی اس کا حقدار ہے۔ الغرض حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے چاروں اصحابؓ کو بلا کر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے یہ خرقہ عطا فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ تمہارے اصحاب میں سے جو فلاں بات کہے گا اسی کو دے دینا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کھڑے ہوگئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:۔ اگر میں یہ خرقہ تمہیں عطا کروں تو اسے تم کیا کرو گے حضرت صدیقؓ نے فرمایا صدق و راستی کو اپنا شیوہ بناؤں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کیا کہ دنیا میں عدل و انصاف پھیلاؤں گا۔ ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کیا خدا سے حیا کروں گا خدا کی عبادت خوب کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ آخر میں حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضے کرم وجہہ کھڑے ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ خرقہ تم کو عطا کیا جائے تو تم کیا کرو گے؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مخلوق الٰہی کی عیب پوشی کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا علیؓ بیشک تم ہی اس خرقہ کے اہل ہو۔ لو یہ خرقہ پہنو۔

یہ روایت بیان کرنے کے بعد حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ کتب حدیث میں یہ روایت میری نظر سے نہیں گذری۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ سے باز پرس ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہدہ خلافت میں حضرت مغیرہؓ دمشق کے گورنر تھے ایک روز

انہوں نے ہتھیلی کے برابر ایک کاغذ پر لکھ کر امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کو بھیجا کہ میں اپنے صوبہ کے حالات لکھ کر بھیجنا چاہتا ہوں مگر میرے پاس کاغذ نہیں ہے جس پر لکھوں اگر آپ بیت المال سے ایک شیٹ کاغذ ارسال فرمادیں تو بہتر ہے۔ حضرت عمرفاروق اعظمؓ نے ان کے خط کے جواب میں لکھا کہ بیت المال میں تمہاری ضروریات کے لئے کاغذ نہیں تمہیں جو کچھ لکھنا ہو باریک قلم سے مختصر عبارت میں لکھو۔

حضرت مغیرہؓ نے سرکاری ڈاکیا سے دریافت کیا کہ امیرالمومنین عمرفاروقؓ سیرت رسول اللہ ﷺ پر قائم ہیں یا ان میں بھی کچھ تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔ سرکاری ڈاکیا نے کہا۔ اب تو حالت ہی دوسری ہے رات کو ۲ انڈے ابلے ہوئے کھاتے ہیں۔ اور دو بستروں میں آرام فرماتے ہیں۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے عمرؓ کی ولایت پسند نہیں۔ عمائدین شہر کو بلا کر کہا میں کل صبح مدینہ جارہا ہوں مجھے کوئی شخص وداع کرنے نہ آئے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ باحال پریشان روانہ ہوگئے۔ دربار خلافت میں پہنچے امیرالمومنین گورنر دمشق کی متغیر حالت دیکھ کر فرمانے لگے۔ مغیرۃ تمہیں کیا ہوگیا۔ مغیرہ نے کہا:- غیرت سیرۃ رسول اللہ تم سیرت رسول اللہ ﷺ سے ہٹ گئے۔ حضرت عمرفاروقؓ نے فرمایا واللہ ما غیرت (نہیں خدا کی قسم میں سیرت رسول ﷺ سے نہیں ہٹا) حضرت مغیرہ نے کہا اکلت بابجتین و نمت فراشین (تم رات کو دو انڈے کھا کر دو بستروں میں آرام کرتے ہو) امیرالمومنین حضرت عمرفاروقؓ نے فرمایا اوہو! ایک روز مجھے بخار۔ زکام ہوگیا تھا حکیم نے بتایا تھا کہ رات کو دو انڈے کھا کر سوجانا اس روز میں نے دو انڈے کھائے تھے اور بخار چونکہ سردی سے آرہا تھا اس لئے ایک کمبل نیچے بچھالیا تھا ایک اوڑھ لیا تھا۔

یہ واقعہ اسلامی جمہوریہ کے اس پریزیڈنٹ کے دور کا ہے جس نے نہج رسالت پر جمہوریت قائم کرکے دنیا کے سامنے حکمرانی کا ایک نیا نظام پیش کیا تھا دنیا کی موجودہ جمہورتیوں میں بھلا کسی گورنر یا رعایا کسی فرد کی مجال ہے کہ پریزیڈنٹ سے کسی بات پر جواب طلب کرسکے۔

<u>حضرت حاتم اصم ؒ کا وعظ</u> ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت حاتم اصم ؒ بہت سفر کیا کرتے تھے ایک روز بغداد پہنچے۔ بغداد میں ایک سوداگر فقیروں سے بہت محبت رکھتا تھا۔ فقراء کو اپنے ہاں ٹھہراتا تھا۔ کھانا کھلاتا تھا۔ ایک روز حاتم اصم ؒ نے اس سوداگر کو کہیں جاتے دیکھا۔ پوچھا کہاں جارہے ہو؟ تاجر نے جواب کہ قاضی محمد مقاتل بیمار ہے مزاج پرسی کے لئے جارہا ہوں حضرت حاتم ؒ نے فرمایا اچھا میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ یہ دونوں قاضی صاحب کے مکان پر پہنچے نہایت عالیشان سنگین حویلی تھی۔ اندر داخل ہوئے۔ صحن میں قیمتی فرش بچھا ہوا تھا۔ دالان میں قیمتی غالیچوں پر قاضی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر مزاج پرسی کی قاضی نے ان کو ایک جگہ بیٹھنے کا اشارہ کیا اس کے بعد حاتم اصم ؒ آگے بڑھے قاضی نے حسب عادت انہیں بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا مگر وہ نہ بیٹھے کہنے لگے قاضی صاحب! مجھے آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے۔ قاضی نے جواب دیا۔ ہاں ہاں پوچھو۔ حضرت حاتم ؒ نے فرمایا کہ لیٹے لیٹے مسئلہ بتاؤ گے اٹھ کر بیٹھو شریعت کا معاملہ ہے۔ قاضی صاحب مجھے یہ بتاؤ کہ حضور ﷺ نے تمہیں پتھر اور چونے کی عمارت بنانے کا حکم دیا ہے یا اس قسم کے فرش فروش اور تخت نشینی کی ہدایت فرمائی ہے استغفراللہ استغفراللہ۔ حضور ﷺ نے اپنی حیات مبارک کا ایک دن بھی اس شان و تکلف کا نہیں گزارا۔ ای علماء سوء ممن اقتدیتم بفرعون و قارون ام بمحمد ﷺ و اصحابہ تم کس کی اقتدا کر رہے ہو؟ فرعون اور قارون کی یا محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی؟ تم دین محمدی ﷺ کے رہزن ہو۔ تم خود گمراہ ہو کر عوام کو گمراہ کر رہے ہو کیونکہ الناس علی دین ملوکھم

حضرت حاتم اصم ؒ کی تقریر سن کر قاضی بھونچکا رہ گیا نیچے کا سانس نیچے اور اوپر کا اوپر۔ علمائے حق کی یہی شان ہوتی ہے وہ دنیاوی امارت سے مرعوب نہیں ہوتے۔ حق بات کہنے میں انہیں کبھی جھجک نہیں ہوتی بے باکی ان کا طرائے امتیاز ہے۔ موجودہ زمانے کے علماء مصلحت وقت کے غلام ہیں۔

<u>دعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟</u> ایک روز دعا اور اس کی تاثیر کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی آپ نے فرمایا جو دعا شرائط کی پابندی کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس کی تاثیر یقینی

اور لابدی ہے۔ اگر دل میں قبولیت کا یقین نہ ہو شرائط کی پابندی ترک کردی جائے تو اس دعا کے موثر نہ ہونے کی شکایت فضول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضے ؓ عشاء کی نماز پڑھنے مسجد میں تشریف لارہے تھے راستہ میں ایک آدمی ہاتھ کٹا روتا ہوا نظر آیا۔ مولائے کائنات ؓ کو اس پر رحم آگیا کٹا ہوا ہاتھ جوڑ کر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ ہاتھ اسی وقت اچھا ہوگیا۔ وہ آدمی یا تو ہاتھ کٹنے کی تکلیف سے زار زار رو رہا تھا یا اب اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس آدمی نے نہایت عاجزی و انکساری سے حضرت مولا علی ؓ سے عرض کیا کہ آپ نے میرے ہاتھ پر جو آیت پڑھ کر دم کی تھی مجھے ارشاد فرمادیجئے مولا علی ؓ نے فرمایا۔ سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کی تھی۔ وہ آدمی خوشی خوشی اپنے گھر لوٹ آیا چند روز بعد اس نے چوری کی ہاتھ کاٹا گیا وہ اس گھمنڈ میں تھا کہ ہاتھ جوڑنے کی ترکیب معلوم ہے ہی جب ہاتھ کٹے گا رکھ کر جوڑ لوں گا۔ اس چور نے کٹا ہوا ہاتھ جوڑ کر ایک بار دو بار کئی بار سورہ فاتحہ پڑھی مگر ہاتھ نہ جڑا۔ روتا ہوا حضرت مولا علی ؓ کے پاس آیا کہنے لگا اے علی ؓ میرا ہاتھ پھر کٹ گیا ہے میں نے کئی بار سورہ فاتحہ پڑھی مگر کوئی نتیجہ بر آمد نہ ہوا۔ آپ سورہ فاتحہ کے ساتھ اور جو کچھ پڑھتے ہیں وہ بھی بتادیجئے؟ حضرت مولا علی ؓ نے فرمایا میں نے تو صرف سورہ فاتحہ پڑھی تھی اور کچھ نہ پڑھا تھا۔ بات یہ ہے کہ تجھے پڑھنا نہ آیا ورنہ ہاتھ جڑ جاتا۔ اچھا اب کی بار اگر تیرا ہاتھ جڑ جائے تو پھر چوری نہیں کرے گا؟ اس آدمی نے کہا میں آپ کے سامنے خدا سے توبہ کرتا ہوں آئندہ چوری نہیں کروں گا۔ حضرت مولا علی ؓ نے کٹا ہوا ہاتھ جوڑ کر سورہ فاتحہ پڑھی اسی وقت ہاتھ درست ہوگیا۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت خواجہ صاحب ؒ نے فرمایا کہ دعا کے اثرات کا ظہور اسی وقت ہوتا ہے جب شرائط اور حسن اعتقاد کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔

خدا خود میر سامان ست ارباب توکل را ایک روز ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت شاہ ابو سعید ابوالخیر ؒ کے زمانے میں ایک قوال تنبور بجایا کرتا تھا۔ جب بوڑھا ہوگیا تو گھر والوں نے اسے نکال دیا۔ کہا جاؤ مانگو کھاؤ۔ وہ بوڑھا قوال مجبور ہو کر اپنا تنبور اٹھا کر

قبرستان میں جا بیٹھا اور کہنے لگا۔ اے خدا میں نے ساری عمر تیری زندہ مخلوق کو گانا سنایا اب بوڑھا ہوگیا ہوں میرا کوئی خریدار نہیں الٰہی تو میرا خریدار بن جا۔ اب میں تیرے دروازے بیٹھ کر تنبور بجایا کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ تنبور بجاتا رہا رات گزر گئی صبح ہوئی تو اپنے تنبور پر سر رکھ کر سوگیا۔ ادھر بوڑھا قوال سویا ادھر کسی آدمی نے ایک ہزار دینار حضرت ابو سعید ابوالخیرؒ کی خدمت میں پیش کئے۔ خواجہ حسنؒ کے منتظم خانقاہ نے وہ دینار اٹھانے چاہے لیکن حضرت شیخ نے منع کیا فرمادیا۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا دیکھو فلاں قبرستان میں ایک تنبور سر کے نیچے رکھے سو رہا ہے اسے جاکر یہ دینار دے دو اور اس سے کہدو کہ خدا نے تیرے تنبور کو پسند فرمایا اور اس سے میرا سلام پہنچا کر کہنا کہ یہ دینار لے لیجئے گا آئندہ جب تمہیں روپیہ کی ضرورت ہو مجھ سے آکر لے لینا مجھے خدا کا حکم ہوا ہے کہ وہ جو مانگے دیدو۔

صوفیائے کرام اور بادشاہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ ایک بادشاہ کا اعتقاد صوفیوں کے بارے میں خراب ہوگیا کہنے لگا کہ نہ ہم صوفیوں سے تعلق رکھتے ہیں نہ صوفی ہم سے تعلق رکھتے ہیں ان لوگوں کو چاہیئے کہ ہمارے شہر سے چلے جائیں جس وقت بادشاہ کا فرمان صوفیوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں تین دن کی مہلت دی جائے۔ اور ایک بار سماع سنادیا جائے۔ بادشاہ نے محفل منعقد کی۔ صوفیا جمع ہوگئے۔ بادشاہ کے پاس ہی اس کا کمسن لڑکا کھڑا تھا اتفاقاً اس کا پیر پھسل گیا۔ دھڑام سے نیچے جاگرا۔ گردن کا منکا ٹوٹ گیا ہاتھ پاؤں ریزہ ریزہ ہوگئے۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے کی ناگہانی موت سے بہت متاثر ہوا کہنے لگا ہو نہ ہو یہ نحوست اس محفل کی اور ان صوفیوں کی ہے۔ بادشاہ کی یہ بات کسی صوفی نے سن لی۔ صوفیا نے کہا اچھا اگر یہ بات ہے تو اس لڑکے کو ہمارے پاس لے آؤ۔ انشاء اللہ محفل سماع کے اختتام پر زندہ و صحیح سلامت واپس کردیں گے۔ فوراً ہی اس لڑکے کو کپڑے میں لپیٹ کر سماع خانہ میں رکھ دیا۔ محفل سماع شروع ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد اس کپڑے میں جنبش نظر آئی کھول کر دیکھا تو وہ بچہ صحیح و سلامت تھا۔ صوفیائے کرام کی یہ حیرت انگیز کرامت دیکھ کر بادشاہ ان کے قدموں پر گر کر معافی مانگنے لگا۔

تعلیم نماز ایک روز کوئی شخص حضرت خواجہ صاحب ؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوا۔ آپ نے بیعت کرنے کے بعد فرمایا کہ مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت نماز اوابین تین سلام کے ساتھ پڑھا کرو۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ نماز اوابین سے فراغت پاکر دو رکعت حفظ الایمان پڑھنا ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اخلاص سات سات مرتبہ اور معوذ تین ایک ایک مرتبہ۔ سلام پھیرنے کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر تین بار یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان پڑھا کرو۔

اور عشاء کے بعد ایک دوگانہ پڑھا کرو۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس بار پڑھی جاتی ہے۔ سلام پھیر کر ستر مرتبہ یا وھاب یا وھاب پڑھا کرو۔

دنیا کا طالب ایک روز ارشاد فرمایا کہ کسی شخص نے حضرت رابعہ بصریہ ؒ کے سامنے دنیا کی خوب مذمت بیان کی۔ حضرت رابعہ بصریہ ؒ نے فرمایا جا تو دنیا کا طالب ہے۔ دنیا کی مذمت کرتا ہے۔ اگر تجھے دنیا کی محبت نہ ہوتی تو بار بار دنیا کا ذکر نہ کرتا۔ جس چیز کا اعتبار دل سے نکل جاتا ہے۔ دل اس کی مذمت میں مشغول نہیں ہوتا۔ تو دنیا کا دلدادہ ہے۔ ان اوپر ہی کی باتوں سے کیا فائدہ؟

طے کا روزہ کسی صوفی نے حضرت خواجہ صاحب ؒ سے طے کے روزہ کے متعلق دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص طے کا روزہ رکھنا چاہے تو اسے کیا تدبیر اختیار کرنی چاہئے؟ آپ نے جواب دیا کہ پہلے اسے صوم ودوام کی عادت ہوجانے کے بعد شروع شروع میں شام کے وقت ذرا دیر سے روزہ افطار کرنا چاہئے۔ مثلا نماز مغرب کے بعد نماز اوابین پڑھ کر افطار کرے۔ دوسرے دن ذرا کچھ دیر بعد یہاں تک کے سحر کے وقت تک پہنچ جائے۔ جب مشق اس حد تک پہنچ جائے تو پھر ایک روزہ سحر کے وقت کچھ نہ کھائے اس صورت میں دو دن اور ایک رات کا روزہ ہوجائے گا۔ یہی طے کا روزہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ تفسیر ام المعانی میں ہے کہ حجتہ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو کسی کام سے کہیں بھیجا

تھا حضرت مولا علیؓ واپس آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کل رات میں نے حلقہ کیا تھا خدا تعالیٰ سے اپنے ماں باپ اور ابو طالب کی مغفرت کی درخواست کی۔ حکم ہوا کہ یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے کہ جو شخص میری وحدانیت اور تیری نبوت پر ایمان نہیں لائے گا۔ اور بتوں کو برا اور باطل نہ سمجھے گا اسے دوزخ سے نجات نہ دوں گا۔ جاؤ فلاں ٹیلہ پر کھڑے ہو کر اپنے ماں باپ کو آواز دو۔ وہ زندہ ہو کر تمہارے سامنے آ جائیں گے تم ان کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ ایمان لے آئے تو ان کو عذاب سے نجات عطا کر دوں گا۔ میں نے ایسا ہی کیا میرے ماں باپ اور ابو طالب سر سے خاک جھاڑتے ہوئے میری سامنے آکر کھڑے ہو گئے میں نے ان سے کہا مجھے خدا نے جس مقصد کے لیے مبعوث کیا ہے اس کی حقیت تم پر منکشف ہو چکی ہے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ جن بتوں کی پوجا کی جاتی ہے وہ سب بے حقیقت چیزیں ہیں لہٰذا میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ خدا کی وحدانیت کا اقرار کر لو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ہنسی خوشی اپنی قبروں میں چلے گئے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت سوائے تفسیر ام المعانی کے کسی اور کتاب میں نظر سے نہیں گذری۔

قوت القلوب میں ہے کہ حضرت عباسؓ اور ابولہب دونوں سگے بھائی تھے ایک روز حضرت عباسؓ نے حق تعالیٰ سے عرض کیا یا الٰہی ابولہب ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت و عداوت پر کمربستہ رہتا تھا۔ اب وہ مرچلا ہے نہ معلوم اسے کیا عذاب دیا جارہا ہو گا۔ شب دوشنبہ کی بات ہے اسی رات حضرت عباسؓ نے ابولہب کو سفید کپڑوں میں ٹہلتے دیکھا۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا تو تو رسول اللہ ﷺ کا دشمن تھا۔ اسی حالت میں تیری موت واقع ہوئی پھر تجھے یہ حال کیوں کر نصیب ہوا۔ ابولہب نے جواب دیا۔! عباس رضی اللہ عنہ کیا پوچھتے ہو پورے ہفتے جو عذاب مجھے دیا جاتا ہے وہ نہ بیان کیا جاسکتا ہے نہ تحریر میں لایا جاسکتا ہے لیکن پیر کے دن اور پیر کی رات کو مجھے عذاب نہیں دیا جاتا۔ محمد ﷺ پیر کی رات کو پیدا ہوئے تھے میری لونڈی نے مجھے مبارک باد دی۔ مبارک ہو تمہارا بھتیجا پیدا ہوا۔ اس پر میں نے خوش

ہو کر کنیز کو آزاد کردیا تھا اس لئے پیر کی رات اور پیر کا دن میرے لیے خوشی و مسرت کا ہوتا ہے۔

مکارم اخلاق ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت حسن و حسین دونوں بھائی پانی کے کنارے جا رہے تھے ایک جگہ بوڑھے ضعیف العمر کو پانی کے کنارے بیٹھا دیکھا۔ وہ وضو کرنا چاہتا تھا مگر صحیح طریقہ سے واقف نہ تھا۔ دونوں بھائیوں نے کہا ہم ابھی کمسن بچے ہیں اس بوڑھے آدمی کو کس طرح وضو کرنا سکھلائیں۔ خیر وہ دونوں بھائی اس بوڑھے کے سامنے بیٹھ گئے۔ کہنے لگے ہم دونوں وضو کرتے ہیں اگر کہیں غلطی ہو تو آپ ہمیں آگاہ کردیں۔ جب یہ دونوں بھائی وضو کر چکے تو وہ بوڑھا آدمی ان دونوں بھائیوں کے قدموں میں گر پڑا کہنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادو تمہیں وضو کرنے کا صحیح طریقہ معلوم ہے مجھے معلوم نہ تھا آج تم نے میرے سامنے وضو کر کے مجھے وضو کرنا سکھا دیا۔

ایک خیمہ دوز کا واقعہ ایک بزرگ کا واقعہ ہے۔ وہ ایام حج میں حطیم میں مشغول دعا تھے کہ ایک فرشتہ نے دوسرے فرشتہ سے دریافت کیا۔ اس سال کتنے آدمی حج کرنے آئے ہیں؟ دوسرے فرشتہ نے جواب دیا دو لاکھ اور کچھ ہزار پہلے فرشتہ نے کہا۔ اس سال کتنے آدمیوں کا حج قبول ہوا؟ دوسرے فرشتہ نے جواب دیا کسی کا بھی نہیں، پہلے نے کہا ان سب مسلمانوں کی محنت اکارت گئی۔ دوسرے فرشتہ نے جواب دیا ہاں بات تو یہی ہے مگر ایک ایسے شخص کے طفیل سے جو خود حج کے لئے نہ آسکا تھا۔ سب لوگوں کا حج قبول ہوگیا اور حج مبرور کا ثواب اس کے نام لکھدیا گیا پہلے فرشتہ نے پوچھا وہ کون آدمی ہے اس نے کہا وہ آدمی بغداد کا خیمہ دوز ہے۔ عبداللہ اس کا نام ہے۔ وہ بزرگ فرشتوں کی باتیں سن کر عبداللہ خیمہ دوز سے ملاقات کے لئے بغداد روانہ ہوگیا۔ عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ کہا کہ جو بات میں تم سے دریافت کروں اگر تم صحیح صحیح بتاؤ تو میں تمہیں ایک خوش خبری سناؤں۔ عبداللہ نے کہا۔ ہاں ہاں مجھے خوش خبری سناؤ۔ جو بات پوچھو گے جواب دوں گا۔ بزرگ موصوف نے عبداللہ سے کہا کہ میں حطیم میں بیٹھا ہوا اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔ فرشتوں سے یہ یہ باتیں

میرے سامنے آئی ہیں مجھے ان کی باتیں سن کر تم سے ملاقات کا شوق ہوا۔ اچھا یہ بتاؤ تم نے کیا عمل کیا تھا جس کی وجہ سے یہ مرتبہ حاصل ہوا۔

عبداللہ نے کہا۔ بھائی میں تو خدا کا گنہگار بندہ ہوں۔ میں کیا اچھے عمل کرتا۔ اس سال حج بیت اللہ کا ارادہ تھا۔ پوری تیاری کر چکا تھا۔ میری بیوی ہمسایہ کے گھر سے آگ لینے گئی۔ ہمسایہ کے گھر میں کوئی چیز پکانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ میری بیوی نے پوچھا۔ ہمسائی کیا پکاؤ گی۔ ہمسائی نے جواب دیا۔ کبوتر پکانے کا ارادہ ہے۔ میری بیوہ حاملہ تھی حاملہ عورتوں کو طرح طرح کی چیزیں کھانے کا شوق ہوتا ہے۔ میری بیوی نے کہا۔ ہمسائی کچھ تھوڑا سا ہمارے ہاں بھی بھیجنا۔ شام ہو گئی۔ میری بیوی انتظار میں رہی کہ اب ہمسائی کبوتر کا گوشت بھیجے گی مگر اس نے نہ بھیجا۔ میری بیوی مجھ سے کہنے لگی دیکھو میں اس سے کہہ کر آئی تھی کہ ذرا سا کبوتر کا سالن ہمارے گھر بھیجنا مگر اس نے نہیں بھیجا میں نے اس بات کا گلہ ہمسایہ سے کیا۔ تو اس نے کہا بھائی صاحب کیا کہوں ہمارے گھر والے تین دن سے بھوکے تھے۔ ایک مرا ہوا کبوتر مل گیا تھا جان بچانے کے لئے پکایا تھا۔ آپ کے لینے کا نہ تھا اس لئے آپ کے ہاں نہیں بھیجا۔ میں نے کہا حج کو تو اگلے سال بھی ہو آؤں گا اپنے غریب ہمسایہ کی امداد ضروری ہے۔ میں نے سفر حج کے لئے جو روپیہ پیسہ رکھا تھا ہمسایہ کے گھر بھجوا دیا۔ یہ عمل تو البتہ میں نے کیا ہے آگے خدا جانتا ہے۔ وہ بزرگ عبداللہ کی زبان سے حالات سنکر رونے لگے واقعی یہی عمل خدا کو پسند آگیا اور اسی کی بدولت تمام حاجیوں کے حج قبول ہو گئے۔

خدا کے خاص بندوں کا حال سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا ایک روز ارشاد فرمایا جس آدمی کا نفس پاک اور دل خدا کی طرف متوجہ ہو خواہ وہ غلام ہو یا بادشاہ، سوداگر ہو یا ملازمت پیشہ وہی شخص خدا کا دوست اور خدا کا مقرب بندہ ہے اور اگر دونوں باتیں موجود نہ ہوں تو وہ ہرگز خدا کا دوست اور مقرب نہیں بن سکتا۔ اور کچھ بن جائے تو بن جائے اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے یہ حکایت بیان کی کہ ایک مرتبہ بصرہ میں قحط پڑا بارش نہ ہوئی۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ حضرت

ثابت بنانیؒ ، حضرت مالک بن دینارؒ ۔ حضرت محمد بن سیرینؒ نے سات روز تک نماز استسقاء پڑھی۔ نہایت تضرع و زاری سے خدا تعالیٰ سے بارش کی درخواست کی مگر دعا کی قبولیت کے آثار ظاہر نہ ہوئے۔ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا مصلے خالی تھا۔ ایک شخص نے مصلے پر کھڑے ہو کر دوگانہ ادا کیا اور خدا سے عرض گزار ہوا کہ تیرے حضور میں جو جو لوگ بارش کی درخواست کے لئے حاضر ہوئے تھے دین محمدی ﷺ کے بڑے بڑے بزرگ تھے۔ آج ساتواں دن ہے۔ تیرے حضور میں بارش کے لئے ہاتھ پھیلا رہے ہیں اور تو دعا قبول نہیں کرتا۔ یہ بات اچھی نہیں۔ اب اگر تو نے بارش نہ برسائی تو دین محمدی ﷺ کی توہین ہوگی۔ کفار کہیں گے کہ خدا کی نظر میں ان مسلمانوں کی کوئی وقعت و عزت نہیں ورنہ خدا ان کی دعا ضرور قبول کرتا۔ گنہگاروں پر قہر و غضب کیا کرتا ہے۔ یہ لوگ تو تیرے دوست ہیں پھر نزول باران میں کیا تاخیر ہے؟ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ وہ مرد خدا دعا سے فارغ نہ ہوا تھا کہ چاروں طرف سے بادل گھر آیا اور چھما چھم بارش ہونے لگی۔

ادھر بارش شروع ہوئی ادھر وہ آدمی مسجد سے نکل کر بستی کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں بھی اس کے تعاقب میں چل دیا۔ اس آدمی نے ایک مکان میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ بارش ہو رہی تھی مکان شناخت کر کے واپس آ گیا خوب بارش ہوئی۔ اگلے روز میں اس مرد خدا کی زیارت اور قدم بوسی کے لئے اس مکان پر گیا معلوم ہوا کہ اس مکان میں کوئی سوداگر ٹھہرا ہوا ہے۔ اجازت لے کر مکان میں داخل ہوا۔ دیکھا ایک رئیس آدمی نہایت کروفر سے بیٹھا ہوا ہے سامنے بہت سے غلام دست بستہ مودب کھڑے ہیں مجھ سے دریافت کیا گیا کیسے آنا ہوا؟ میں نے پورا قصہ بیان کیا۔ وہ رئیس کہنے لگا واہ بھئی کیا سوال لے کر آئے۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ ان لوگوں میں وہ آدمی ہے نہیں ممکن ہے کہ اس رئیس کے غلاموں میں سے کوئی غلام ہو رئیس نے غلاموں کو آواز دی سارے غلام حاضر ہوئے کہ ایک غلام غیر حاضر ہے۔ رئیس نے کہا ہاں ایک حرام خور غلام ہے کوئی کام نہیں کرتا۔ مفت کی روٹیاں کھاتا

ہے۔ میں اس کو خرید کر پچھتا رہا ہوں۔ تمام غلاموں نے یک زبان ہو کر اس غلام کی برائیاں بیان کیں۔ رئیس نے کہا اگر تم چاہو تو یہ غلام خرید سکتے ہو۔ میں ۱۰۰ دینار دے کر اس غلام کو اپنے ہمراہ لے آیا راستہ میں کہا تم نے بڑی غلطی کی مجھے خرید لیا۔ میں تو بالکل بے کار آدمی ہوں کوئی کام نہیں کر سکتا۔ حضرت مالک بن دینار" نے فرمایا کیا تو وہ آدمی نہیں جس نے مسجد میں مصلے پر دو رکعت نماز پڑھ کر بارش کے لئے خدا سے دعا کی تھی اور اسی وقت بارش شروع ہو گئی تھی۔ غلام نے کہاں میں وہی خدا کا بندہ ہوں اچھا اب میں شکرانہ کے لئے دو رکعت پڑھ لوں۔ اس غلام نے مسجد کے ایک گوشہ میں ۲ رکعت نماز پڑھی اور سجدہ میں سر رکھ کر نعرہ الا اللّٰہ لگا کر جاں بحق ہو گیا۔

اہلبیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن اخلاق ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت امام حسینؓ کی کسی لونڈی نے حضرت امام حسینؓ کی خدمت میں ایک سر سبز ڈالی پیش کی۔ امام عالی مقامؓ نے فرمایا جاؤ میں نے تمہیں خدا کے لئے آزاد کیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا ابن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ایک سر سبز شاخ کے عوض لونڈی کو آزاد کر دیا۔ امام عالی مقام نے فرمایا خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ اذا حییتم بتحیۃ با حسن منھا اگر تمہاری خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کیا جائے تو اس کے بدلے میں تم اس سے اچھا ہدیہ پیش کرو۔ ظاہر ہے کہ اس لونڈی کے لئے آزادی سے بہتر اور کوئی ہدیہ نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت امام حسینؓ اپنے کسی غلام پر کسی بات پر خفا ہو گئے غلام نے عرض کیا۔ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظ (ایماندار آدمی غصہ کو پی جاتے ہیں) امام علیہ السلام نے فرمایا اچھا تم نے جو کچھ کیا میں نے اسے برداشت کیا غلام نے کہا۔ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاس (ایماندار لوگ خطا معاف کر دیتے ہیں) امام علیہ السلام نے فرمایا اچھا میں نے معاف کیا۔ غلام نے کہا۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) امام علیہ السلام نے فرمایا میں نے تجھے خدا کے واسطے آزاد کیا۔

زمین کے خلیفہ کو جنت میں رہنے کا حکم ایک روز ارشاد فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا تو آپ کوہ سراندیپ پر اترے۔ حضرت آدم کا قد اتنا لمبا تھا کہ ان کا سر آسمان سے لگتا تھا۔ فرشتوں نے حق تعالیٰ سے شکایت کی کہ آدم گنہگار کی بدی کی بدبو سے ہمیں سخت اذیت پہنچ رہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کا قد ستر گز لمبا کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد آدمؑ کے پیٹ میں ایک آگ سی محسوس ہوئی۔ آدمؑ نے جبرئیلؑ سے کہا کہ میرے پیٹ میں آگ سی کیوں لگ رہی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا تمہیں بھوک لگ رہی ہے پیٹ غذا مانگ رہا ہے۔ جبرائیلؑ جنت سے دانے گیہوں کے لیکر آئے۔ ایک دانہ کا وزن ۹۰۰ درم تھا۔ آدمؑ نے کہا میں تو بھوک سے بیتاب ہوا جا رہا ہوں یہ دانے کھالوں۔ جبرئیلؑ نے کہا نہیں۔ ان دانوں کو کاشت کرو۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھے طریقہ معلوم نہیں۔ کس طرح کاشت کروں۔ جبرئیل علیہ السلام جنت سے سرخ رنگ کا ایک بیل۔ ایک رسی۔ ایک پھالی اور لکڑی لے کر آئے۔ حضرت جبرئیلؑ نے اس لکڑی کا پھالی لگا کر ہل بنایا اور اس کا جوا بیل کے کندھے پر رکھ کر زمین جوتی اور سات دانے بو دیئے تھوڑی سی دیر میں وہ دانے زمین سے نکل آئے۔ دانے آگئے۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب کھالوں؟ جبرئیل نے کہا نہیں ان دانوں کو کاٹ کر پیس کر خمیر کرو۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا وہ کیسے جبرئیلؑ نے دو پتھروں کے درمیان گیہوں کے دانے رکھ کر پیس دیئے۔ آدمؑ نے کہا بھوک سے میرا حال خراب ہوا جا رہا ہے اب کھالو۔ جبرئیلؑ نے کہا ابھی نہیں۔ اس آٹے کی روٹی پکاؤ۔ آدمؑ نے کہا کس طرح پکاؤں۔ جبرئیلؑ نے کہا ٹھہرو۔ جبرئیلؑ دوزخ سے آگ لے کر آئے۔ آدم علیہ السلام نے وہ آگ ہاتھ میں لے لی دونوں ہاتھ جل گئے آدمؑ نے وہ آگ دریا میں پھینک دی۔ اور دریا میں سات بار غوطے دینے کے بعد آدم علیہ السلام نے آگ پر روٹی پکائی۔ جب روٹی پکا چکے۔ تو آدم علیہ السلام نے کہا۔ اچھا اب کھالوں جبرئیلؑ نے کہا ہاں اب کھاؤ۔ آدمؑ نے روٹی تناول فرمائی۔ تھوڑی دیر بعد پیاس محسوس ہوئی۔ جبرئیلؑ جنت سے ایک کدال لے کر آئے جبرئیلؑ نے کہا اس کدال سے زمین کھودو۔ ایک گز کے قریب زمین کھودی

تھی پانی نکل آیا- حضرت آدم علیہ السلام نے بہ اجازت جبرئیل ؑ پانی نوش فرمایا- کچھ دیر بعد حضرت آدم علیہ السلام کے پیٹ میں گڑبڑ معلوم ہوئی آدم ؑ نے حضرت جبرئیل ؑ سے کہا میرے پیٹ میں گڑبڑ ہو رہی ہے کیا کروں؟ جبرئیل ؑ اللہ تعالیٰ کے پاس گئے حال عرض کیا خدا تعالیٰ کے دو فرشتے بھیجدیئے- ان فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے پیٹ میں دو سوراخ ایک آگے اور ایک پیچھے کردیا ان دونوں سوراخوں کے راستے فضلہ باہر آگیا آدم ؑ کو چین آگیا- حضرت آدم علیہ السلام نے ٹٹی کرتے وقت بدبو محسوس کی- فرمانے لگے- خدا کے معاملات عجیب و غریب ہیں- کہاں خلافت ارضی کہاں جنت میں سکونت- بھلا ایسا آدمی اس حالت میں جنت میں رہ سکتا تھا-

فضائل حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ایک روز حضرت خواجہ صاحب نے حضرت فاطمہ زہرا ؓ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ فقیہ ابواللیث نے عرائس میں لکھا ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ مقتضائے بشریت کسی معاملہ کی نسبت الجھن ہوتی تو اپنی ناک مبارک حضرت فاطمہ کے تالو پر رکھ دیتے تھے- پریشانی اور الجھن دور ہوجاتی تھی- ایک روز حضرت فاطمہ زہرہ ؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا- بابا جان آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی شب مجھے ایک سیب دیا گیا تھا- اس سیب کے کھانے سے میرے دل کو فرحت و مسرت محسوس ہوئی- قوت شہوانی میں حیرت انگیز اضافہ ہوگیا- معراج سے واپس آکر اسی شب بی بی خدیجہ ؓ سے اختلاط ہوا تو تم حمل مادر میں آگئیں- میں جب تمہارا تالو سونگھتا ہوں مجھے اسی سیب کی خوشبو محسوس ہوتی ہے- میری تنگ دلی دور ہوجاتی ہے الجھن جاتی رہتی ہے-

اعمال صالحہ ایک دن بعد نماز جمعہ اعمال صالحہ اور ان کی برکت و اثرات کا ذکر تھا- حضرت خواجہ صاحب فرمایا- حدیث میں ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی جماعت میں تشریف فرما تھے- کسی صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ آج تو کوئی قصہ سنایئے- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین مسافر چلے جارہے تھے کہ اچانک طوفان و بادوباراں آگیا بارش اور طوفان سے بچنے کے لئے انہوں نے پہاڑ کے غار میں پناہ لی- زلزلہ جو آیا تو پتھر کی ایک بہت بڑی چٹان غار کے منہ پر آکر رکھی گئی- غار کا منہ بند

ہو گیا- یہ حال دیکھ کر یہ تینوں مسافر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اتنی بڑی چٹان کا غار کے منہ سے ہٹانا ان تینوں کی طاقت سے باہر تھا- آپس میں کہنے لگے اب آخری تدبیر ہی ہے کہ ہم تینوں اپنے اعمال صالحہ کو شفیع قرار دے کر حق تعالیٰ سے نجات کی درخواست کریں-

ایک مسافر نے کہنا شروع کیا اے خدا میرے ماں باپ دونوں بوڑھے تھے میں ان دونوں کی حد سے زیادہ خدمت کرتا تھا- پہلے ان کو کھانا کھلاتا تھا تب میرے بچے کھاتے تھے- ایک رات میری والدہ نے مجھ سے پینے کے لئے پانی مانگا- میں پانی لینے گیا اتنے میں والدہ کو نیند آ گئی- پانی کا گلاس لئے کھڑا رہا نہ معلوم کس وقت آنکھ کھلے اور پانی مانگیں- ساری رات گزر گئی سردی بیحد پڑ رہی تھی میرا ہاتھ سردی سے اکڑ کر رہ گیا اے خدا میں نے یہ عمل تیری رضامندی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا الٰہی س عمل کی برکت سے اس مصیبت سے نجات فرما- دعا قبول ہو گئی اس پتھر میں جنبش ہوئی اور وہ کسی قدر غار کے منہ سے ہٹ گیا- دوسرے نے بیان کرنا شروع کیا کہ ایک روز ہمارے گھر میں بکری بیاہی- ہمارے قبیلہ والے گھر میں بکری کا بیاہنا منحوس خیال کرتے ہیں- اگر ایسا اتفاق ہوتا ہے تو اس بکری کو فوراً ذبح کر دیتے ہیں اور اگر گھر سے باہر بیاہی ہے تو اسے ذبح کر کے گھر میں لے آتے ہیں- میں اپنے قبیلہ کی مروجہ رسم کے مطابق اس بکری کو ذبح کرنا چاہ رہا تھا کہ کسی سائل نے دروازے پر آواز کی میں نے کہا ذبح کرنے سے بہتر یہ ہے کہ میں یہ بکری فقیر کو دے دوں چنانچہ وہ بکری میں نے فقیر کو دے دی- فقیر نے کہا اب تو میں مانگنے جا رہا ہوں گھر واپس جاؤں گا تو لیتا جاؤں گا- وہ فقیر چلا گیا اور شام کو بکری لینے نہ آیا- ایک مدت گزر گئی اس بکری- نے کئی بار بچے دیئے ان بچوں کے بھی بچے پیدا ہو گئے ایک اچھا خاصا ریوڑ ہو گیا اسی طرح کئی سال گذر گئے- کئی سال بعد اس فقیر نے آکر مجھے کہا ایک مدت ہوئی میں اس قبیلہ والوں کے پاس سائل بن کر آیا تھا- ایک آدمی نے مجھے بکری دی تھی میں اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا- میرا خیال یہ کہ وہ تم ہی تھے- ںیں اپنی بکری لینے آیا ہوں- میں نے کہا ہاں ٹھیک ہے یہ بکریوں کا ریوڑ ہی لے جاؤ- فقیر نے کہا بابا میرے

ساتھ مذاق کیوں کرتے ہو۔ میں نے کہا نہیں بابا مذاق کی بات نہیں یہ سارا ریوڑ اسی بکری کے بچوں کا ہے۔ میں نے وہ پورا ریوڑ اس فقیر کے حوالے کردیا۔ یا الٰہی میں نے یہ کام محض تیری رضا اور خوشنودی کے لئے کیا تھا۔ میری کوئی غرض اس میں شامل نہ تھی الٰہی اس عمل کی برکت سے ہمیں نجات عطا فرما۔ فوراً ہی اس پتھر کی چٹان میں جنبش ہوئی اور بڑی حد تک اپنی جگہ سے سرک گئی۔

تیسرا مسافر بولا کہ ایک سال سخت قحط پڑا تھا۔ میرے قبیلہ میں میرے سوا کسی کے پاس غلہ نہ تھا۔ جب لوگ بھوک سے مرنے لگے تو کوئی مجھ سے قرض لے گیا کسی نے اپنی عاجزی اور بے کسی ظاہر کرکے غلہ حاصل کیا۔ ہمارے قبیلہ میں ایک نہایت حسین و جمیل عورت تھی۔ میں اس عورت پر دل و جان سے فریفتہ تھا۔ ملاقات کی کوئی سبیل نہ تھی وہ عورت میرے پاس غلہ مانگنے آئی میں نے کہا کہ اگر تم مجھ سے ملاقات پر رضامند ہو تو غلہ دے سکتا ہوں وہ عورت انکار کرکے چلی گئی۔ دوسرے تیسرے روز آئی مگر انکار کرگئی۔

بھوک کی وجہ سے میاں بیوی کا برا حال تھا۔ اس عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تمہاری امانت میں خیانت کرکے اناج مل سکتا ہے۔ اس عورت کے شوہر نے کہا یہ ہی سہی جس طرح مل سکے لے آ۔ وہ عورت میرے پاس آئی اناج مانگا مگر میں نے وہی بات کہی جو اس سے پہلے تین روز کہہ چکا تھا۔ وہ عورت راضی ہوگئی۔ ہم دونوں فعل بد کے لئے ننگے ہوگئے مگر یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ اس عورت کے جسم کا رواں رواں کانپ رہا تھا۔ اور خوف و ہیبت کی وجہ سے اس کا حال بد سے بدتر ہوا جارہا تھا۔ میں نے دریافت کیا۔ کیا بات ہے کیوں کانپ رہی ہے کس کی دہشت غالب ہے اس عورت نے جواب دیا کہ میرے بدبخت شوہر نے مجھے فعل بد کی اجازت تو دے دی ہے لیکن مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ نہ معلوم خدا میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ یہ بات سن کر میں نے کہا یہ عورت ہوتے ہوئے خدا سے اس قدر خائف ہے تو مرد ہوکر خدا سے اس قدر نڈر ہوگیا ہے۔ میں نے اسی وقت کپڑے پہن لئے اور اس نیک بخت عورت سے معذرت کی اور اس کو بہن بنا کر بڑی مقدار میں غلہ دیا۔ اے

خدا میں نے یہ کام تجھ سے ڈر کر کیا تھا۔ الٰہی اس عمل کی برکت سے ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ حق و تبارک تعالیٰ نے وہ چٹان غار کے منہ پر سے ہٹادی اور وہ تینوں مسافر صحیح سلامت باہر نکل آئے۔

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض ؒ کی توبہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ خواجہ فضیل بن عیاض ؒ بڑے پکے ڈاکو تھے۔ راہ زنی ان کا پیشہ تھا وہ ٹاٹ کا کرتہ پہنے تسبیح ہاتھ میں لئے بیٹھے رہتے تھے لیکن ان میں یہ خاص خوبی تھی کہ جس شخص یا جماعت کے مال پر ہاتھ ڈالتے اس گھر تک پہنچنے کا خرچ ضرور دے دیتے تھے۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ قافلہ گزر رہا تھا۔ کہ اس قافلہ میں ایک آدمی کے پاس بہت سا مال تھا۔ مشہور تھا کہ اس جنگل میں فضیل ڈاکو کا ایک گروہ لوٹ مار کرتا ہے قافلہ والوں نے خطرہ محسوس کیا سامنے ہی فضیل بن عیاض ؒ ٹاٹ کا کرتہ پہنے تسبیح ہاتھ میں لئے نظر آئے۔ قافلہ والوں نے انہیں دیندار آدمی تصور کر کے کہا۔ کہ آپ ہمارا مال امانت رکھ لیں۔ پھر آکر لے جائیں گے۔ چنانچہ اس آدمی نے اپنا سارا مال فضیل بن عیاض ؒ کے سپرد کردیا آگے چلے تو فضیل بن عیاض ؒ کے گروہ نے قافلہ پر لوٹ مار مچائی۔ مال غارتگری کا فضیل بن عیاض ؒ کے پاس تقسیم واسطے لائے۔ قافلہ کے آدمی بھی ان کے ساتھ تھے۔ ان قافلہ والوں کی حیرانی کی حد نہ رہی جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ صوفی وضع قطع کا آدمی ڈاکوؤں کا سردار ہے۔ گروہ کے آدمیوں نے لوٹ کا مال باہم تقسیم کرلیا۔ فضیل بن عیاض اس مال کے متعلق جوان کے پاس امانت رکھا ہوا تھا۔ اس کے مالک سے کہا یہ تمہارا مال رکھا ہوا ہے لے جاؤ۔

قافلہ والوں نے کہا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم نے اپنی وضع قطع صوفیوں کی سی بنا رکھی ہے تسبیح پڑھتے رہتے ہو۔ امانت دار اتنے کہ امانت کے مال کو ہاتھ نہیں لگاتے پھر یہ کام تمہاری سرکردگی میں کیوں ہوتا ہے کیوں مسافروں پر لوٹ مار مچاتے ہو۔ فضیل بن عیاض نے کہا ہاں میں اگرچہ دوستوں کو خوب ستاتا ہوں مگر ان سے مصالحت کی بھی کوئی نہ کوئی راہ رکھتا ہوں۔

یہ تو تھا حضرت فضیل بن عیاض کا ابتدائی دور مگر رہزنی سے توبہ کرنے کا واقعہ

اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب ہے- ایک قافلہ جب اس جنگل سے گزرا جس جنگل میں فضیل بن عیاض کا گروہ رہا کرتا تھا- انہوں نے اس خیال سے کہ فضیل خدا پرست آدمی ہے ایک بہت ہی خوش الحان قاری کو سب سے اگلے اونٹ پر بٹھا کر کہا کہ تم قرآن مجید پڑھنا شروع کردو- قاری صاحب نے تلاوت شروع کی جس وقت قاری صاحب نے یہ آیت پڑھی:-

الم یان للذین ان تخشع قلوبھم لذکر اللّٰہ-

اور فضیل بن عیاض کے کانوں میں آواز پہنچی فضیل بن عیاض یہ کہتے ہوئے اے خدا آیا- آیا اس کام کو اور اپنے دوستوں کو خیرباد کہدیا- جس وقت یہ قافلہ اس غار کے پاس پہنچا جس میں فضیل بن عیاض رہا کرتے تھے- قافلہ والوں نے کہا یہاں سے جلدی چلو خواجہ فضیل بن عیاض نے بھی کہیں یہ بات سن لی وہ اسی وقت بولے ڈرو اور گھبراؤ مت- تم فضیل سے بھاگا کرتے تھے اب فضیل تم سے بھاگا پھرتا ہے- جس شخص کا مال مجھ پر واجب ہو آکر لے جائے-

توبہ کرنے کے بعد حضرت خواجہ فضیل بن عیاض نے جن جن لوگوں کا مال تھا واپس کردیا- ایک مشرک باقی رہ گیا تھا- آپ اس کے پاس گئے- کہا کہ میں نے تمہارا جتنا مال لوٹا تھا- اتنا مال مجھ سے لے لو یا معاف کردو- مگر وہ رضامند نہ ہوا بہت زیادہ اصرار کرنے پر اس نے کہا کہ میرے باغ میں ایک بڑا پل ہے میں اسے تڑانا چاہتا ہوں- اگر تم اس پل کو توڑ دو تو میں رضامند ہوجاؤں گا- خواجہ فضیل بن عیاض کو ایک کدال اور ٹوکری دے دی- خواجہ موصوف باغ گئے- کدال اور ٹوکری میں خود بخود مٹی بھر گئی اور خود ہی کہیں دور پھینک آئی- تھوڑی ہی دیر میں وہ پل خود بخود شکستہ ہوکر ہموار زمین ہوگیا وہ یہودی سارا حال معائنہ کر رہا تھا گھر واپس کر کہنے لگا دیکھو میرے سرہانے کچھ سونا رکھا ہوا ہے اٹھا لاؤ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض اٹھا لائے- یہودی کہنے لگا کہ جب تک مجھے اپنے مذہب کی تعلیم نہ دوگے میں یہ سونا تمہارے ہاتھ سے نہ لوں گا- حضرت خواجہ فضیل بن عیاض نے اسے کلمہ توحید کی تلقین کی وہ اسی وقت مسلمان ہوگیا- بعد میں اس یہودی نے بتایا کہ میں نے اپنی

کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو آدمی صدق دل سے توبہ کرتا ہے اگر وہ مٹی پر ہاتھ ڈالتا ہے وہ سونا بن جاتا ہے۔ میرے سرہانے پتھر کے ٹکڑے تھے تم امتحان میں پورے اترے۔ تمہارا ہاتھ لگتے ہی وہ پتھر سونا بن گئے تھے۔ مجھے یقین ہوگیا کہ تم خدا سے سچی توبہ کر چکے ہو۔ بلاشبہ دین محمدی ﷺ برحق ہے۔

احبار یہود اور حضرت عمر فاروق ؓ کا امتحان عرائس میں ہے کہ ایک روز چار احبار یہود حضرت عمر فاروق ؓ کے پاس آئے کہنے لگے تم اپنے پیغمبر ﷺ کے دوسرے خلیفہ ہو ہم تم سے چند باتوں کا جواب مانگتے ہیں اگر تم نے صحیح جواب دیا تو ہم سمجھیں گے تمہارا دین سچا ہے۔ عمر فاروق ؓ نے فرمایا۔ پوچھو۔ ان لوگوں نے کہا اچھا بتاؤ۔

(۱) دوزخ کے دروازے کا قفل کیا ہے اور دوزخ کا دروازہ کھولنے کی چابی کونسی ہے؟

(۲) بتاؤ وہ کون مردہ ہے جو اپنی قبر میں رہتا ہوا سارے عالم کی سیر کر گیا؟

(۳) حضرت آدم ؑ کے سوا کون بچہ ہے جو ماں باپ کے بغیر پیدا ہوا؟

(۴) گھوڑا جب ہنہناتا ہے تو کیا کہتا ہے؟

حضرت عمر فاروق ؓ کچھ دیر تو سوچتے رہے پھر کہنے لگے کہ اگر عمر نے ان یہودیوں کو جواب نہ دیا تو یہ بری سی بات ہوگی مذاق اڑائیں گے فوراً دوڑے ہوئے حضرت علی ؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا۔ ایسا معاملہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسی وقت رسول اللہ ﷺ کا جبہ پہنکر سر پر دستار رکھ کر حضرت عمر فاروق ؓ کے ساتھ ہولئے دربار خلافت میں برابر بیٹھ گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ تمہیں جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو رسول اللہ ﷺ نے علم کے ہزار دروازے مجھ پر کھولدیے ہیں۔ احبار یہود نے کہا بتایئے کہ دوزخ کے دروازے کا قفل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور دوزخ کے دروازے کی چابی کیا ہے؟ فرمایا کسی کو خدا کا شریک بنانا۔ پھر پوچھا جنت کے دروازے کا قفل کیا ہے/ فرمایا کسی کو خدا کا شریک قرار دینا۔ پھر سوال کیا جنت کے دروازے کی چابی کیا ہے؟ فرمایا۔

کسی کو خدا کا شریک قرار نہ دینا۔ اس کے بعد سوال کیا وہ کونسا مردہ ہے جو قبر میں رہتا ہوا ساری دنیا میں پھرا؟ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا وہ حضرت یونس پیغمبر تھے ان کو مچھلی نے نگل لیا تھا وہ مچھلی پانی ہی پانی میں تمام عالم میں پھر گئی۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے بقیہ سوالات کے جوابات دیئے جن کو سن کر تین یہودی مسلمان ہو گئے چوتھے یہودی نے دقیانوس کے حسب و نسب اور اسی قسم کی باتیں پوچھیں ان سوالات کا جواب شافی سن کر وہ یہودی بھی مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے اس بات کے لئے کتابوں کی بڑی چھان بین کی کہ کوئی ایسا مسئلہ معلوم ہو جائے جس کا جواب دینے میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو الجھن ہو اور وہ خود جواب نہ دے سکے ہوں کسی اور نے جواب دیا ہو مگر کسی کتاب میں مجھے کوئی ایسی بات نہیں ملی۔

ڈھول اور دنیا کی مثال ایک روز چاشت کے وقت حضرت خواجہ صاحب کے ہمسایہ کے گھر ڈھول بج رہا تھا حضرت نے فرمایا دیکھو ڈھول کی کتنی ہیبت ناک آواز ہے۔ ڈھول دور سے دیکھنے میں عجیب ہیبت ناک حیوان معلوم ہوتا ہے مگر قریب آکر دیکھو تو سوائے لکڑی اور چمڑے کے کچھ نظر نہیں آتا۔ ڈھول کے ٹکڑے کر دو تو اندر سے خالی ہی نظر آئے گا۔ یہی مثال دنیا کی ہے جو دنیا کی حقیقت سے آشنا ہیں وہ جانتے ہیں کہ دنیا ڈھول کا پول ہے اور کچھ نہیں۔

توکل ترک اسباب کا نام نہیں ایک روز ارشاد فرمایا کہ لوگوں نے توکل ترک اسباب کو سمجھ رکھا ہے یہ بات غلط ہے۔ ایک فقیر توکل کا غلط مفہوم سمجھ کر جنگل میں جا بیٹھا دو تین دن گزر گئے مگر کھانے کو کچھ نصیب نہ ہوا وہ فقیر چونکہ صابر تھا جنگل میں پڑا رہا۔ ضعف و نقاہت سے جب جان لبوں پر آئی تو اس نے خدا سے درخواست کی اگر مجھے مارنا ہے مار ڈال ورنہ مجھے کچھ کھانے کو دے انی وقت غیب سے ندا آئی۔ وَ عِزَّتِی وَجَلَالِی لَا اَرْزُقُكَ حَتّٰی تَدْخَلَ الْاَمْصَارَ وَتَاكُلَ مِنْ اَیْدِی النَّاس (میری عزت و جلال کی قسم تجھے رزق نہیں دوں گا جب تو شہر میں نہ آئے اور لوگوں کے ہاتھ سے نہ کھائے) وہ فقیر مجبور ہو کر شہر میں آیا تو کسی نے اسے کھانا

کھلایا۔ کسی نے کچھ کسی نے کچھ۔ اسی وقت ندا آئی:۔ اَتُرِیدُ اَنْ تُبْطِلَ حِکمَتِی بزھدِكَ (کیا تو اپنے توکل سے میری حکمت کو باطل کرنا چاہتا ہے)

نیک کام کر کے غرور کرنا اچھا نہیں ایک روز ارشاد فرمایا۔ کہ نیک کام کرنے والے کو نہ تو غرور کرنا چاہیئے اور نہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ بداعمال لوگ خدا کی رحمت سے محروم ہیں۔ اس سلسلہ میں خواجہ صاحب نے کسی زاہد کا قصہ بیان کیا کہ اسے خواب میں حق تعالیٰ نے بتایا کہ اس شہر میں بلا بھیجنے والا ہوں اس شہر کا کوئی آدمی اس بلا سے محفوظ نہ رہے گا۔ زاہد نے کہا یا الٰہی اس شہر میں تیرا عذاب کس شکل میں آئے گا خدا نے فرمایا آگ کا عذاب آئے گا البتہ فاحشہ کا مکان محفوظ رہے گا۔ اس مکان میں جو آدمی ہو گا وہ اس آگ سے محفوظ رہے گا۔

صبح ہوتے ہی وہ زاہد مصلے کندھے پر ڈال کر اس فاحشہ کے گھر چلا گیا فاحشہ عورت نے کہا آپ اور یہاں؟ زاہد نے کہا کیا کروں چند دن تمہارے گھر میں رہنا چاہتا ہوں فاحشہ نے کہا تمہیں میرے گھر کا حال معلوم ہے ایک آتا ہے ایک جاتا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے آپ کو معلوم ہے زاہد نے کہا مجھے ایک کونے میں ذرا سی جگہ دے دے تو جانے تیرا کام جانے۔ فاحشہ نے اپنے گھر کے ایک گوشہ میں زاہد کو جگہ دے دی۔ زاہد مصلے بچھا کر عبادت میں مشغول ہو گیا چند دن گزرے تھے۔ سارے شہر میں یکایک آگ لگ گئی تمام شہر ویران ہو گیا فاحشہ کا مکان آگ سے محفوظ رہا جب شہر کی آگ بجھ گئی تو زاہد فاحشہ کے مکان سے اپنے گوشہ تنہائی میں آکر خدا سے عرض کرنے لگا یا الٰہی اس میں کیا راز تھا کہ سارا شہر جل کر تو خاک ہو گیا اور اس بدکار عورت کا گھر بچا رہا اور مجھے بھی اسی عورت کے طفیل عذاب سے محفوظ رکھا۔ جواب آیا۔ ہمارا ایک خارشی کتا بھوکا پیاسا گرمی کا مارا دربدر پھر رہا تھا کسی شخص نے اسے نہ سایہ میں بیٹھنے دیا نہ کسی نے کھانے پینے کو دیا وہ کتا حیران پریشان اس فاحشہ کے مکان پر آیا تو اس نے اسے سایہ میں بٹھا کر ٹھنڈا پانی پلایا روٹی کھلائی۔ اس جرم کی پاداش میں ہم نے سارا شہر جلا کر خاک کر دیا۔ اسی کتے کے طفیل وہ فاحشہ عذاب سے محفوظ رہی اور جس شخص نے اس مکان میں پناہ لی وہ بھی محفوظ رہا۔

غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عجب شان ہے اگر چاہے چھوٹے سے چھوٹے عمل کو وہ درجہ قبولیت عطا فرمادے کہ بڑے سے بڑا عمل بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔

اولیاء اللہ کی شان عجیب ہے ایک روز ارشاد فرمایا کہ پرانی دہلی میں حاجب عطار کے دروازے کے پاس ایک بان بٹا رہا کرتا تھا۔ ایک سال بارش نہ ہوئی قحط پڑ گیا۔ شہر کے آدمی ان کے پاس آکر کہنے لگے۔ حضرت! بارش نہ ہونے سے مخلوق بہت تنگ آگئی ہے۔ آپ نے فرمایا بارش کہاں سے ہو میرے مکان کا چھپر ٹوٹ گیا ہے اگر بارش ہوئی تو میں بھیگ جاؤں گا۔ لوگوں نے اسی وقت چھپر کا سامان جمع کر کے چھپر تیار کر دیا۔ جب تیار ہو گیا تو انہوں نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے خدا تو بارش نہیں برسا رہا تھا تاکہ میں بھیگ نہ جاؤں اب تو ان لوگوں نے چھپر بنا دیا ہے اب بارش برسا دے فوراً ہی بادل گھر آیا اس قدر موسلا دھار بارش ہوئی کہ چھپر ٹپکنے لگا۔ رسی باٹنے کا سامان بھی بہہ گیا۔ پھر خدا سے عرض گزار ہوئے کہ چھوٹی بوندوں کی بارش زراعت کے لئے مفید ہوتی ہے بارش فوراً ہی ہلکی پڑ گئی۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ وہ موئے تاب خدا کا ہمنشیں اور مقرب تھا۔ دنیاوی پیشے بذات خود کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رہنے کے لئے اس نے یہ پیشہ اختیار کر رکھا تھا۔

مردوں کی زلفیں ایک روز مردوں کی زلفوں کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ لوگوں نے کہا۔ مردوں کی زلفیں رکھنا اسلام کے طریقہ کے خلاف ہے زلفیں رکھنا ترکی کی رسم ہے۔ دلی پر جب ترکوں کا قبضہ ہوا تب سے لوگوں نے زلفیں رکھنی شروع کردیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے یہ حدیث پڑھ کر سنائی:۔ من استرسل شعرہ فی قفاہ حشر لہ یو لاقیامتہ مع المحسنین (جو آدمی اپنے سر کے بال جانب پشت ڈالے گا قیامت کے دن محسنوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی ؒ فرمایا کرتے تھے کہ اس حدیث کو شائع کروائیں اس حدیث کی صحت کا ضامن ہوں۔ میں نے یہ حدیث کسی واسطہ کے حضور ﷺ

کی زبان مبارک سے سنی تھی۔

کسی غیر مسلم سے بدتمیزی سے نہ بولنا چاہئے ایک روز ارشاد فرمایا کہ ایک مجلس میں مولانا جلال الدین علاؤ الدین۔ مولنا صدر الدین طبیب اور میں بیٹھا ہوا تھا ایک ہندو مسمی بہنو مولانا جمال الدین کے پاس آیا۔ بات چیت ہو رہی تھی مولانا صدر الدین نے اس ہندو کو ابے بہنو کہہ کر پکارا مولانا جمال الدین نے کہا مولانا صاحب ابے کیا چیز ہے کس کو کہا ہے۔ مولانا صدر الدین نے کہا ہندو ہے۔ اگر اسے ابے کہہ دیا تو کیا ہوا۔ مولانا جمال نے کہا وہ اگر ہندو ہے تب بھی تمہیں ایسی بات نہیں کہنی چاہئے۔ اگر تم بھائی بہنو کہہ کر پکارتے تو کیا تمہاری شان میں فرق آجاتا؟

تسخیر آفتاب ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا فخرالدین رازی ؒ نے آفتاب کو مسخر کر رکھا تھا۔ امام صاحب موصوف نے تسخیرات کے سلسلہ میں ایک کتاب سرمکتوم تحریر فرمائی ہے۔ عطارد سے بھی ان کا یارانہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تسخیر اچھا عمل نہیں اس سے باطن کدر اور اندھیارا ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ حق تعالے جس کسی شخص کو ولایت عطا فرماتا ہے سبعہ سیارہ کے اثرات بھی ان کو عطا فرما دیتا ہے۔ ہر ولی کے سر پر ماہتاب سامنے آفتاب۔ سر پر عطارد پس پشت۔ زہرہ بائیں ہاتھ مشتری اور داہنے ہاتھ زحل اور پاؤں کے نیچے مریخ رہتا ہے۔ یہ سب انتظام اس لئے ہوتا ہے کہ اگر کوئی دشمن ولی کے مقابلہ پر آئے تو وہ خود ہی اپنے منہ کی کھاکر رہ جائے۔

ہاروت ماروت ایک روز ہاروت ماروت کا ذکر تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ان دونوں فرشتوں سے جو حرکت ظہور میں آئی تھی اس کی پاداش میں انہوں نے عذاب آخرت پر دنیاوی عذاب کو ترجیح دی۔ دنیا کا عذاب تو ایک مدت محدود کے بعد ختم ہوجائے گا عذاب آخرت پر کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دونوں فرشتے چاہ بابل میں الٹے لٹکا دیئے گئے اور ان کے نیچے آگ جلا دی گئی جو لوگ ہاروت ماروت کو دیکھنے جاتے ہیں دھواں مشاہدہ کرتے ہیں۔ لوگ چاہ بابل پر سحر و افسوس سیکھنے جاتے ہیں لوگ اس جگہ سحر جادو سیکھنے جاتے ہیں ان کے دل سے

ایمان کیوں رخصت ہو جاتا ہے فرمایا یہ دونوں فرشتے اسم اعظم جانتے ہیں۔ اسم اعظم میں بڑے بڑے خواص ہیں مخصوص ترکیب اور حروف مخصوص سے بڑی بڑی باتیں ظہور میں آتی ہیں۔

تقدیر کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا ایک روز ارشاد فرمایا کہ تقدیر کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔ دیکھو بہادر آدمی میدان جنگ میں قدم رکھتا ہے اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں ہوتی کہ وہ اس لڑائی میں مارا جائے گا۔ اگر یہ خیال جاگزین ہو جائے تو وہ کبھی بھی میدان جنگ میں جانے کا نام نہ لے۔ جب تک تقدیر میں میدان جنگ میں مرنا نہ لکھا ہو ہزارہا زخم کھانے کے بعد بھی موت نہیں آتی اور اگر موت کے متعلق تقدیر ہو چکی ہو تو معمول سا زخم بھی مہلک ہو سکتا ہے۔ دیکھو حضرت خالد بن ولیدؓ فاتح اسلام بیسیوں لڑائیاں فتح کرنے اور زخمی ہونے کے باوجود اپنی موت مرے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مرنے سے پہلے صحابہ کرام کو کپڑے اتار کر اپنا جسم دکھاتے ہوئے فرمایا تھا۔ دیکھو میرے جسم میں انگل جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں زخم نہ لگا ہو لیکن اس کے باوجود شہادت مقدر میں نہ تھی شہادت نصیب نہ ہوئی آج میں چارپائی پر لیٹا ہوا اس طرح مر رہا ہوں جس طرح گر رخر زمین پر جان دیا کرتا ہے۔ تم لوگ جنگ سے نہ کتراؤ۔ موت کا خوف نہ کرو۔ اگر مقدر میں موت نہ لکھی ہوگی نہ آئے گی اور اگر موت مقدر ہے تو ذرا سا بہانہ ہی اس کے لئے کافی ہے۔

غلام کی دانشمندی ایک روز ارشاد فرمایا کہ ایک بادشاہ نے محفل شراب منعقد کی۔ شراب ارغوانی کا دور چلا۔ اسی مجلس میں بادشاہ کا ایک غلام دست بستہ جوتیاں اتارنے کی جگہ کھڑا ہوا تھا بادشاہ کی نظر غلام پر پڑی بادشاہ نے ساقی کو حکم دیا کہ ایک جام اس غلام کو دے کر آ۔ ساقی جام لے کر غلام کے پاس گیا۔ کہنے لگا بادشاہ نے یہ جام تیرے پاس بھیجا ہے۔ بادشاہ کا شکریہ ادا کر۔ زمین پر پیشانی رکھ۔ غلام نے کہا میں تو نہیں لیتا۔ ساقی نے اصرار کیا مگر غلام نے جام کو ہاتھ نہ لگایا۔ ساقی جام بکف بادشاہ کے پاس آیا کہنے لگا۔ غلام مزید الطاف شاہی کا خواستگار ہے۔ دوبارہ میر مجلس کو بھیجا مگر غلام نے اس بار بھی جام کو ہاتھ نہ لگایا۔ میر مجلس بھی واپس آگیا۔ تیسری بار

بادشاہ نے وزیر کو بھیجا مگر وزیر کے ہاتھ سے بھی اس نے جام نہ لیا وزیر بھی واپس آگیا۔ اب بادشاہ جام لے کر خود پہنچا۔ بادشاہ نے کہا میں نے ساقی کو بھیجا اس کو بھی انکار کردیا۔ میر مجلس کو بھیجا وہ بھی ناکام واپس آیا۔ وزیر کو بھیجا اس کے ہاتھ سے بھی تو نے جام نہ لیا اب میں خود آیا ہوں۔ غلام نے بادشاہ کا شکریہ ادا کر کے جام لے لیا اور ازراہ تعظیم اپنا سرزمین پر رکھا۔ غلام نے کہا اجازت ہو تو کچھ غرض کروں۔ بادشاہ نے کہا ہاں ہاں اجازت ہے کیا کہنا چاہتے ہو؟ غلام نے کہا کہ اگر میں ساقی کے ہاتھ سے جام لے لیتا تو میرے پاس میر مجلس نہ آتا اور اگر میر مجلس کے ہاتھ سے لے لیتا تو وزیر نہ آتا۔ وزیر کے ہاتھ سے لے لیتا تو آپ تشریف نہ لاتے۔ آپ کی تشریف آوری سے مجھے جو اعزاز حاصل ہوا اس کا شکریہ کسی حالت میں ادا نہیں کر سکتا۔ اب اگر میں آپ کے ہاتھ سے جام نہ پیئوں تو میری سخت بے عزتی ہوگی لائیے تعمیل حکم کروں۔ بادشاہ یہ بات سن کر بہت خوش ہوا بادشاہ نے کہا خوش رہو۔ عزت سے رہو۔

عشق کی آگ ایک روز ارشاد فرمایا کہ لیلےٰ کے مکان کے جھروکہ کے نیچے ایک پتھر پڑا ہوا تھا مجنوں اس پتھر پر بیٹھ کر جھروکہ پر نظریں جما کر بیٹھ جاتا مجنوں کے رقیب کہنے لگے یہ مجنوں روزانہ اس پتھر پر بیٹھ کر جھروکہ پر ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہتا ہے کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ مجنوں اس پتھر پر بیٹھنا چھوڑ دے۔ چنانچہ رقیبوں نے ایک روز اس پتھر پر خوب آگ روشن کی۔ مجنوں وقت مقررہ پر پتھر پر آکر بیٹھ گیا۔ مجنوں کا بدن جل گیا دھواں اٹھنے لگا۔ مجنوں کی یہ حالت دیکھ کر رقیبوں کو رحم آیا۔ کہنے لگے اے دیوانے تو بالکل جل گیا۔ یہ تو نے کیا کیا۔ مجنوں نے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ پہلے ہی جل چکا ہے جسم جل گیا تو کیا ہوا۔

یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ عشق کے دل میں جو عشق کی آگ روشن ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں دوزخ کی آگ بھی سرد ہوتی ہے۔

سلطان ابراہیمؒ کا واقعہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ ایک شب حضرت سلطان ابراہیم ادہمؒ پر شوق کا غلبہ ہوا مسجد کی طرف چل دیئے پولیس والوں نے پکڑ لیا اور یہ سمجھ کر کہ شاید آپ چور ہیں۔ رات بھر حراست میں رکھا۔ صبح کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ کہنے لگا کہ آج تو ایک چور صوفیوں کے لباس میں گرفتار ہو کر آیا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ اے فقیر تو چور ہے؟ حضرت خواجہ ابراہیم اودھمؒ نے فرمایا ہاں ہوں تو چور مگر دنیا کا نہیں دین کا چور ہوں۔ بادشاہ نے کہا دین کا چور کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا حضور ﷺ کا ارشاد ہے اَسوَءُ السَّراقِ مَنْ سَرَقَ فِی صلٰوتِہٖ شَیئًا (سب سے برا وہ چور ہے جو اپنی نماز میں چوری کیا کرتا ہے) یعنی ادائے ارکان میں غفلت برتتا ہے۔ حضوری کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا۔ اس بات کا بادشاہ کے دل پر بڑا اثر ہوا کوتوال کو بلا کر کہا تجھے دکھائی نہیں دیتا تھا کہ یہ فقیر ہے چور نہیں ہے۔ انہیں کیوں پکڑ کر لایا۔ اس کے بعد بادشاہ نے حضرت خواجہ کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا ناشتہ لایا گیا ایک پلیٹ خواجہ صاحب کے سامنے رکھی گئی ایک پلیٹ بادشاہ کے سامنے۔ پلیٹ میں فالودہ رکھا ہوا تھا خواجہ صاحب فالودہ دیکھ کر مسکرانے لگے۔ بادشاہ نے پوچھا کیا بات ہے کیوں نہیں کھاتے یہ تو حلوہ ہے خواجہ صاحب نے فرمایا مجھے فالودہ دیکھ کر قیامت کا دن آیا گیا۔ قیامت کے دن لوگوں کی دو ہی حالتیں ہونگی۔ بعض لوگ قیامت کے دن آلودہ ہوں گے بعض لوگو پالودہ ہوں گے۔ بادشاہ نے یہ بات سنی تو رو پڑا۔ بادشاہ نے کہا خواجہ صاحب کچھ روز میرے پاس رہو۔ آپ کی صحبت سے مجھے ہدایت حاصل ہوگی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے جواب دیا ہاں ہاں ضرور! خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ شکار میں گئے ہوئے ہوں اور واپسی میں اپنی ملکہ کے پاس مجھے دیکھیں تو آپ میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ بادشاہ یہ بات سن کر آگ بگولہ ہوگیا۔

خواجہ صاحب نے فرمایا یہ بات میں نے ایک خاص مطلب سے کہی تھی وہ یہ کہ میں نے آپ سے ایک بات ہی کہی تھی۔ گناہ کا مرتکب نہیں ہوا تھا۔ تو آپ نے مجھ پر اتنا غصہ کیا اور کہیں گناہ کر بیٹھا تو خدا جانے آپ میرے ساتھ کیا سلوک کرتے۔ مجھے

ایسے حلیم و رحیم کی صحبت حاصل ہے کہ اگر ہزار قسم کے گناہ بھی کروں تو ایک دفعہ توبہ استغفار کرنے سے محو کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا:- اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِی (جو شخص مجھے یاد کرتا ہے میں اس کا ہمنشین ہوں) مجھے ایسے خدا کی ہمنشینی پسند ہے جو ایک مرتبہ توبہ و استغفار سے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے۔

یہ کہہ کر خواجہ صاحب اپنے خرقہ کا دامن جھاڑ کر اٹھ کر چل دیئے بادشاہ حسرت سے ان کی طرف دیکھتا رہا۔

زبان خلق یا نقارہ خدا ایک روز ارشاد فرمایا کہ جو ہے کہ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھ یہ بات غلط ہے۔ عوام کی باتوں کا اعتبار نہیں وہ بلاسوچ سمجھے ہر بات کو تسلیم کرلیتے ہیں اور جس بات کو چاہے رد کر دیتے ہیں۔ عوام۔ خواص کی باتوں کو در خور اعتنا نہیں سمجھتے۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے ایک قصہ بیان کیا کہ چار مسافر کہیں جارہے تھے ان کے ساتھ ایک کتا بھی تھا۔ وہ کتا ایک ندی کے کنارے پہنچ کر مرگیا۔ ان لوگوں نے کہا یہ کتا ہمارا رفیق سفر تھا۔ اس کتے کو اسی ندی کنارے داب کر ایک نشانی یادگار کے لئے قائم کردیں چنانچہ اس کتے کو زمین میں دفن کرکے ایک قبر بنادی اور اس کے سرہانے ایک درخت بو دیا۔ یہ لوگ یہ کام کرکے چل دیئے۔ کچھ دنوں بعد ایک قافلہ ادھر سے گزرا۔ ندی کے کنارے قبر اور سرہانے درخت دیکھ کر کہنے لگے یہ کسی بزرگ کا مزار ہے۔ قافلہ والوں نے منت مانی کہ ہم خیریت و سلامت کے ساتھ گھر پہنچ گئے تو قافلہ کے ہر ہر فرد کی طرف سے اپنے مال کا کچھ حصہ بزرگ موصوف کے نذر کیا جائے گا۔ یہ قافلہ خیر و عافیت سے اپنے وطن پہنچ گیا۔ کچھ دنوں بعد ان قافلہ والوں نے اس قبر کے اوپر شاندار گنبد اور خانقاہ تعمیر کرادی۔ دور دور تک اس مزار کی شہرت ہوگئی۔ مزار کے قریب ایک شہر آباد ہوگیا۔ کچھ دنوں بعد وہ چاروں مسافر اس طرف سے گزرے تو ندی کے کنارے نیا شہر آباد دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے کہنے لگے یہ تو غیر آباد جگہ اور ویران جگہ تھی۔ لوگوں سے دریافت کرنے پر سارا قصہ معلوم ہوا کہ یہ شہر فلاں بزرگ کی کرامت سے آباد ہوا ہے جن کا مزار ندی کے کنارے ہے۔ ان چاروں مسافروں نے اس مزار کو جاکر دیکھا تو وہ وہی جگہ

تھی جہاں انہوں نے اپنے کتے کو دفن کیا تھا۔ ان چاروں مسافروں نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر کہا کہ یہ مزار کسی بزرگ کا نہیں۔ اس مزار میں کوئی بزرگ مدفون نہیں۔ ہمارا ایک کتا مر گیا تھا ہم نے اسے اس جگہ دفن کر کے قبر بنادی تھی۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ بعض سمجھدار لوگوں نے رائے دی کہ قبر کھود کر دیکھو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کسی بزرگ کا مزار ہے یا یہاں کتا مدفون ہے۔ قبر کھودی گئی تو اس کے اندر سے کتے کا ایک پنجر برآمد ہوا۔ لوگ حیرت میں تھے کہ ہم کس بے عقلی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا جب عوام کے اعتقاد کا یہ عالم ہے ان کے معتقدات کہاں تک قابل تسلیم ہیں۔

علم حجاب اکبر ہے ایک روز ارشاد فرمایا کہ العلم حجاب الاکبر (علم حجاب اکبر ہے) کے یہ معنے ہیں کہ شیخ کو علم بشریت سے شیخ جاننا حجاب اکبر ہے۔ جس وقت یہ حجاب اٹھ جاتا ہے شیخ کی بشریت نظر سے پنہاں ہو جاتی ہے اور شیخ ہی رسول بلکہ خدا نظر آنے لگتا ہے اسی وقت سالک کو حجاب اکبر سے نجات ملتی ہے۔ لطائف اشرفی میں مریدوں کے آداب کی دفعہ ۷ میں مذکور ہے کہ مرید کو سوائے اپنے شیخ کے اور کوئی چیز مطلوب و محبوب نہ ہونی چاہیئے۔

پیر کا ادب ایک روز ارشاد فرمایا کہ بزرگان دین اور عارفان محققین کے نزدیک پیر کی خدمت اور پیر کا ادب واجب ہے۔ خدمت کرنے سے ہی نعمت ملتی ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دلیل العارفین میں لکھا ہے کہ میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ غریب نواز فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے بیعت ہونے کے بعد بیس سال تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہا۔ چوبیس گھنٹے شیخ کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتا تھا۔ نہ دن کو دن سمجھا نہ رات کو رات۔ میں اپنے شیخ کے ساتھ سفر میں بھی ساتھ رہتا تھا۔ اپنے شیخ کا سامان و اسباب اپنے سر پر اٹھائے رکھتا تھا۔ میرے شیخ نے مجھے جو نعمت عطا فرمائی وہ اسی کا ثمرہ تھا۔

نماز کی فضیلت و اہمیت ایک روز ارشاد فرمایا کہ نماز کو بہت ہی عمدہ طریقہ سے ادا کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کے بعد نماز سے پیاری کوئی شے فرض نہیں کی۔ حضور

ﷺ نے فرمایا ہے جس نے قصداً نماز ترک کی وہ کافر ہو گیا یعنی کفر کے قریب پہنچ گیا شہر کے قریب آجانے والے کو بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ وہ شہر میں آگیا۔

نماز کا حق یہ ہے کہ ظاہر بدن کو نجاست حقیقی و حکمی سے پاک رکھو۔ اعضائے جسم کو گناہوں سے پاک رکھو۔ قلب کو اخلاق ذمیمہ سے پاک صاف اور ظاہر و باطن کو اطاعت خداوندی سے منور کرو۔ حدیث شریف ہے الطہور شطر الایمان (پاکی آدھا ایمان ہے) ظاہری پاکی کے ساتھ باطن کی پاکی ہی اصلی طہارت ہے۔ صحابہ کرام طہارت باطنی میں مبالغہ کیا کرتے تھے چونکہ عالم باطن کا عالم ظاہر سے ارتباط ہے۔ اس لئے ظاہری صفائی و ستھرائی کو بھی باطن کے منور بنانے میں دخل ضرور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو آدمی سچ بولنے کا عادی ہوتا ہے اس کی خواب سچی ہوتی ہے۔

نماز پورے ارکان۔ سنن۔ مستحبات اور آداب کے ساتھ ادا کرنی چاہیئے۔ حدیث میں ان جملہ امور کے فضائل مذکور ہیں لیکن ایسی حالت میں نماز نہ پڑھنی چاہیئے جب بول و براز کا تقاضا ہو۔ بھوک لگ رہی ہو یا غصہ آرہا ہو یا ایسی حالت جو جس میں قلب حاضر اور متوجہ نہ ہو۔

نماز پڑھتے وقت دل میں اس بات کا دھیان رکھنا چاہیئے کہ نماز حق تعالیٰ سے مناجات اور ہم کلامی کا مقام اشرف اور بزرگ محل ہے اور جہاں تک ہو سکے خطرات کو دفع کرے۔ حضرت صحابہ کرام ؓ اس کی اتنی کوشش کیا کرتے تھے کہ اگر نماز میں مال کا دھیان آجاتا تو اس کے کفارہ میں وہ سارا مال راہ خدا میں خیرات کر دیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نماز سے اصل مقصود عمل باطن اور حضور قلب ہی ہے۔

آداب تلاوت قرآن قرآن شریف وضو کرکے خوشبو لگا کر نہایت ادب کے ساتھ تلاوت کرنا چاہیئے۔ قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب دو چند ہے۔ دیکھ کر قرآن شریف تلاوت کرنے سے آنکھ بھی عبادت میں شریک ہوتی ہے جس کی وجہ سے ثواب دوچند ملتا ہے۔ اصلاح قلب کے لئے جہر کے ساتھ تلاوت کرنا زیادہ موثر ہے۔ قرآن شریف تلاوت کرتے وقت یہ تصور رکھنا چاہیئے کہ میں گویا حق سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے پڑھ رہا ہوں اور اگر یہ تصور قائم نہ ہو تو کم از کم یہ تصور ضرور ہونا

چاہیئے کہ گویا حق تعالیٰ مجھ سے خطاب فرما رہا ہے۔ تلاوت کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ اپنے کو گنہگار اور اہل تقصیر کے زمرہ میں شامل سمجھے۔

رات کو کیونکر سونا چاہیئے ایک روز ارشاد فرمایا کہ رات کو باوضو سونا چاہیئے۔ سچی خواب نظر آئے گی۔ تنہا مکان میں سونا اچھا نہیں۔ جس چھت کو احاطہ نہ ہو یا جس مکان کا دروازہ نہ ہو ایسے مکان میں سونے کی ممانعت ہے۔ طلوع صبح صادق کے وقت سونے سے پرہیز کرنا چاہیئے زمین حق تعالیٰ سے شکایت کرتی ہے۔ عصر کے بعد سونا بھی اچھا نہیں۔

مفتی صاحبان کیلئے ایک لمحہ فکریہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ تقی الدین سبکی ؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا پاک سے ڈرتا ہے وہ کلمہ گو مسلمان کو کافر کہنے سے سخت اجتناب کرے گا اور اس کو ایک بہت بڑی بات سمجھے گا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگانا ایک نہایت خطرناک فتویٰ ہے کیونکہ جو شخص کسی پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ فلاں شخص آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور دنیا میں اس کا خون اور مال مسلمانوں کے لئے حلال ہوگا اور یہ کہ وہ آدمی کسی مسلمان عورت سے نکاح کرنے کا مجاز نہیں اور اس پر کسی حالت میں خواہ وہ مردہ ہو یا زندہ اسلام کے احکام جاری نہیں ہوسکتے۔

اسلام ایک بہت بڑی نعمت اور دولت ہے ایک روز ارشاد فرمایا کہ اسلام ایک بہت بڑی نعمت اور دولت ہے۔ غیر مسلم اگر تمام انسانوں اور جنوں کے برابر بھی عبادت کریں تب بھی وہ اللہ سے دور ہے اور غضب خداوندی کا مستحق ہے۔ اس لئے غیر مسلم خدا کا باغی ہے۔ باغی کے تمام کمالات و فضائل بغاوت سے مٹ جاتے ہیں۔ مسلمان بندہ خواہ کتنا ہی گنہگار سہی پھر بھی اس کو اللہ کے دربار سے ایک حصہ بندگی حاصل ہے گنہگار بادشاہ کی وفادار رعایا ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ اس سے کسی جرم کا ارتکاب ہوگیا۔ اس کا جرم خواہ کتنا ہی سنگین کیوں نہ ہو بغاوت کے جرم سے خود تر ہے۔ بادشاہ سے تعلق اس کا باقی ہے اس کے مراحم خسرانہ کا مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:- قل یا عبادی الذین اسرافوا علٰی انفسم لا تقنطو امن

رحمته الله اِن اللّٰه یَغفر الذنوب جمیعًا۔ (اے رسول کہدو اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں کو فضول اور بیہودہ کاموں میں خرچ کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کردیتا ہے) مزید ارشاد فرمایا ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ (اللہ تعالے شرک کو معاف نہیں کرتا)۔

مدرسہ یا بربادی کا زمانہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ امام غزالیؒ تصنیف و تدریس اور افتا کو چھوڑ کر صوفیا کا طریقہ اختیار کر کے جنگلوں میں پھرا کرتے تھے۔ اسی زمانہ میں کسی شخص نے امام موصوف سے کسی مسئلہ کے متعلق فتویٰ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا جا دور ہو تو نے مجھے "ایام البطالتہ" کی یاد دلا دی۔ اگر تو میرے پاس اس زمانہ میں آتا جب میں تدریس و افتا کا کام کیا کرتا تھا تو میں تجھے فتویٰ دیتا۔

صوفیا کے طریقہ میں منسلک ہونے کے بعد امام عالی مقام کو اب درس مدرسہ وسوسہ نظر آنے لگا اور آپ نے اس زمانہ کو باطل و بربادی کا وقت قرار دیا۔

اولیاء اللہ عوام کی نظروں سے کیوں پوشیدہ ہیں ایک روز ارشاد فرمایا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے۔ کہ اولیائی تحت قبائی (میرے اولیا میرے قبا کے نیچے ہیں) حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس میں بھی ایک مصلحت ہے وہ یہ کہ اولیاء صفات الٰہی کے مستحق ہوتے ہیں اگر لوگ باوجود ان کے ظہور کے مخالف کرتے تو عذاب الٰہی کے مستحق قرار پاتے۔ ان کی مخالفت گویا حق کی مخالفت اور ان کی اطاعت گویا حق کی اطاعت ہے۔

مریدوں کی اقسام ایک روز ارشاد فرمایا کہ مونس العاشقین میں مذکور ہے کہ مرید دو قسم کے ہوتے ہیں ایک رسمی دوسرا حقیقی۔ رسمی مرید وہ ہیں کہ پیر مرید کو اس طرح تلقین کرے کہ دیکھی ہوئی چیز کو نہ دیکھی ہوئی اور سنی ہوئی کو نہ سنی ہوئی معلوم کرے اور مذہب اہلسنّت و الجماعت پر قائم رہے اور مرید حقیقی وہ ہے کہ پیر مرید کو تلقین کر کے کہے تو میرے ساتھ سفر اور حضر میں ساتھ رہ اور میں تیرے ساتھ رہوں۔

خواجہ صاحب نے فرمایا کہ مرید حقیقی کے واسطے ایک شرط اور ہے وہ یہ کہ تین

کام اپنے اوپر لازم سمجھے۔

(۱) غسل شریعت:- یعنی اپنے آپ کو ناپاکی (جنابت) سے پاک رکھے۔

(۲) غسل طریقت:- یعنی گوشہ تنہائی اختیار کرے۔

(۳) غسل حقیت:- یعنی دل سے توبہ کرے۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ مرید حقیقی کے لئے ایک شرط اور بھی ہے وہ یہ کہ جو کچھ پیر کہے مرید اس پر بے چون و چرا ایمان لائے اور کسی طرح کا اس میں شک و شبہ نہ کرے۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت شیخ شبلیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی حضرت شیخ نے فرمایا کہ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو تو بیعت کر سکتا ہوں۔ اس نے عرض کیا جو کچھ حضور فرمائیں گے بسر و چشم منظور ہے فرمایا کلمہ سناؤ۔ مرید نے پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللّٰه حضرت شیخ شبلیؒ نے فرمایا کہ اس طرح نہیں اس طرح پڑھ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شبلی رَسُولُ اللّٰه اس آدمی کا چونکہ اعتقاد پختہ تھا اس نے اسی طرح کلمہ پڑھا حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں تو حضور سرور عالم ﷺ کا ادنیٰ ترین غلام ہوں۔ حضرت حضور محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ خاتم النبین اور رسول خدا ہیں۔ میں نے تو تیرے اعتقاد کا امتحان کیا تھا سو تو اپنے اعتقاد میں پکا ہے۔ اسی وقت مرید کر لیا۔

سجدہ تعظیمی ایک روز ارشاد فرمایا کہ میں اپنے شیخ حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ کی مجلس میں حاضر تھا۔ سجدہ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ سجدہ عبادت کا سوائے حق سبحانہ و تعالیٰ کے کسی اور کو درست نہیں لیکن سجدہ تعظیمی پہلے نبیوں کی امت کو مستحب تھا وہ اپنے ماں باپ۔ پیر اور سلاطین کو سجدہ تعظیم کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں استحباب سجدہ تعظیم کا موقوف ہو گیا لیکن اباحت اس کی باقی رہ گئی۔ اس لیے سجدہ تعظیمی کرنے سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔

حقیقت توبہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ توبہ سب سے بہتر وہ ہے کہ جب توبہ کر لے تو پھر گناہ کے پاس نہ جائے شریعت کے نزدیک اگر اس طرح توبہ نہ کی جائے تو توبہ

درست نہ ہوگی راہ سلوک میں توبہ اس کو کہتے ہیں کہ جب توبہ کرنے والا توبہ کرے تو اگر مٹی کو ہاتھ میں اٹھائے تو مٹی فوراً سونا بن جائے اور یہی توبہ قبول ہونے کی علامت ہے۔ دیکھو حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ نے راہ زنی سے توبہ کی۔ انہوں نے لوٹ کا مال ان کے مالکوں کو واپس کردیا۔ انہی لوگوں میں ایک یہودی بھی تھا۔ جو کوئی چیز لینے سے خوش نہ ہوتا تھا۔ خواجہ صاحب نے ہرچند اس کی چیز اسے دینا چاہی مگر اس یہودی نے قبول نہ کی۔ آخر یہودی نے پاس کر عرض کیا۔ کہ اگر حضور اپنے پاؤں کے نیچے سے ایک مٹھی خاک مرحمت فرمائیں تو میں آپ سے خوش ہوجاؤں گا۔ خواجہ صاحب نے اپنے پاؤں کے نیچے سے ایک مٹھی مٹی اٹھا کر یہودی کو دی وہ مٹی سونا بن گئی۔ یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔ یہودی نے بیان کیا۔ کہ میں نے توریت میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو کوئی خلوص دل سے توبہ کرتا ہے تو اگر توبہ کرنے والا مٹی ہاتھ میں لے تو سونا بن جائی ہے۔

مقام قرب الٰہی تک پہنچنے کا راستہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ آدمی کا ہر عضو شہوت اور خواہش سے مرکب ہے عبادت کے وقت یہی شہوت حجاب بن جاتی ہے۔ سو جب تک آدمی شہوت اور خواہشات سے توبہ نہ کرے اور نجاست ظاہری و باطنی سے اعضا کو پاک نہ کرے حاشاہ و کلا مقام قرب الٰہی تک نہیں پہنچ سکتا۔

طالب حق کو رات دن حق تعالے کے ساتھ مشغول رہنا چاہیئے ایک روز ارشاد فرمایا کہ طالب حق کو چاہیئے کہ رات دن حق تعالے کے ساتھ مشغول رہے اور کسی حال میں غافل نہ رہے کیونکہ زندگی کے سانسوں کی تعداد انسان کے جسم فانی میں محدود ہے ~

غافل از احتیاط نفس یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

مشغولی الی اللہ کے اوقات ایک روز ارشاد فرمایا کہ خدا کے ساتھ مشغولیت کے سات اوقات ہیں۔ تین وقت دن میں اور چار وقت رات میں۔ دن کے اوقات میں

(۱) صبح سے اشراق تک (۲) اشراق سے چاشت تک۔ (۳) نماز عصر سے مغرب تک اور رات کے اوقات یہ ہیں (۱) مغرب سے عشاء تک (۲) عشاء سے تہجد تک (۳) تہجد سے صبح کاذب تک (۴) صبح کاذب سے صبح صادق تک۔

دل کی صفائی کن باتوں سے ہوتی ہے ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ ابو سیف چشتیؒ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ ان پانچ باتوں کے التزام سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

(۱) مسواک کرنا۔

(۲) تلاوت کلام پاک۔ اور اگر قرآن نہ پڑھ سکے تو جس قدر ممکن ہو روزانہ سورہ اخلاص پڑھا کرے۔

(۳) صوم دوام۔ اور اگر ہمیشہ روزے نہ رکھ سکے تو ایام بیض کے روزے قضا نہ ہوں۔

(۴) قبلہ رو بیٹھنا۔

(۵) ہر وقت باوضو رہنا۔

ذکر جلی و خفی ایک روز ارشاد فرمایا کہ سالک کو چاہیئے زبانی ذکر کیا کرے تاکہ ذکر جلی کی کثرت سے ذکر خفی حاصل ہو جائے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شروع میں پہلے تین دفعہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ کر چوتھی مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰه پھر پانچویں، چھٹی اور ساتویں بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ کر مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰه کہیں پھر آٹھیں نویں بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ کر دسویں بار مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰه کہیں اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ذکر کرتے وقت سالک کو چاہیئے کہ دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہے اور کہتے وقت سر کو اس طرح حرکت دے کہ دائیں طرف سے بائیں طرف لے جائے اور سالک اپنے ذہن میں تصور کرے کہ جو چیز سوائے اللہ تعالیٰ کے ہے اس کو میں نے اپنے دل سے دور کر دیا۔ اس کے بعد سر دائیں طرف سے بائیں طرف لے جا کر لَآ اِلٰهَ کہے اور اِلَّا اللّٰه کہتے وقت یہ تصور ہر کہ سوائے حق جل و جلال کے کوئی نہیں اس کے ذکر اسم ذات (اللہ) میں مشغول ہو جائے اور اسم

ذات کا ذکر اس حد تک کرے کہ اللہ اللہ کی آواز دل کے کانوں سے سنائی دینے لگے۔

ذکر خفی ارشاد فرمایا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سانس روک کر اللہ اللہ کا ذکر کریں جس وقت دم گھٹنے لگے سانس لے کر پھر مشغول ہو جائیں اس طرح شغل کرنے سے دل روشن ہو جاتا ہے اور جو کدورت دل کے ارد گرد ہوتی ہے جس نفس کی آگ سے سوخت ہو کر دل پاک صاف ہو جاتا ہے۔

نیکی اور بدی کا فلسفہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ میرے پیر مرشد نے فرمایا ہے کہ میں نے ایک کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ تمام برائیاں ایک گھر میں جمع ہیں اور اسکی کنجی دنیا کی دوستی ہے۔ اور تمام نیکیاں ایک مکان میں جمع ہیں اور اس کی کنجی دنیا کی دشمنی ہے۔

دنیا دار کے گھر میں راحت نہیں ہوتی ایک روز ارشاد فرمایا کہ میرے حضرت شیخ قدس سرہ' نے فرمایا ہے کہ دنیا دار کے گھر میں راحت نہیں۔ راحت فقیر کے گھر میں ہوتی ہے اس لئے کہ دنیا پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔

ایام بیض کے روزے ایک روز ارشاد فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ جنت سے زمین پر اتارے گئے تو ان کا سارا بدن سیاہ ہو گیا تھا جس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی حکم ہوا کہ مہینہ کی ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ تاریخ کو روزہ رکھا کرو تو ان کا تہائی بدن سفید ہو گیا۔ دوسرے روز ایک حصہ اور سفید ہو گیا۔ تیسرے روز تمام بدن اصلی حالت پر آ گیا۔

خدمت خلق ہی طریقت ہے ایک روز ارشاد فرمایا کہ غریبوں اور بھوکوں کو کھانا کھلانا ہر مذہب میں پسندیدہ عمل ہے۔ بھوکوں کا پیٹ بھرنے اور ان کو آرام پہنچانے اور ان کا دل ہاتھ میں لینے سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک درویش نے حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیرؒ سے دریافت کیا کہ خدا تک پہنچنے کے کتنے راستے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ موجودات کے ذرات کے برابر خدا تک پہنچنے کے راستے ہیں مگر لوگوں کے دلوں کو آرام پہنچانے سے زیادہ کوئی نزدیکی راستہ

نہیں۔

درد مند دلوں کی دوا ایک روز ارشاد فرمایا کہ اصفہان میں ایک بادشاہ تھا۔ اس کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی تھی وہ بادشاہ ہمیشہ خدا سے مانگا کرتا تھا۔ آخر دعا قبول ہوئی اور حق تعالیٰ نے اس کو ایک نہایت جمیل فرزند عطا فرمایا۔ بادشاہ کو اپنے بیٹے سے اتنی محبت تھی کہ وہ ایک لمحہ کو بھی بیٹے کو آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتا تھا۔ ایک روز کا واقعہ ہے بادشاہ محل میں گیا تھا۔ شہزادہ تفریح طبع کے لئے شکار کو چل دیا۔ راستے میں گانا ہو رہا تھا۔ گانے کی آواز جونہی شہزادے کے کانوں میں پڑی بیہوش ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ خدمتگار ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر محل سرائے میں لے آئے۔ شہزادہ بیمار ہو گیا۔ بادشاہ نے اطراف و جوانب کے طبیبوں کو بلا کر دکھایا۔ مگر کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ شہزادے کو کیا بیماری ہے۔ شہزادے کی یہ حالت ہوگئی کہ اس نے کھانا پینا ترک کر دیا۔ ہر وقت بیہوش پڑا رہتا تھا جب ہوش آتا تھا یہی کہتا تھا میرا دل جل رہا ہے۔ یہ کہہ کر پھر بیہوش ہو جاتا آخر اسی حالت میں شہزادہ مر گیا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کا شکم چاک کر کے دیکھو اس کے پیٹ میں کیا بیماری تھی فرمان شاہی کے مطابق شہزادے کا شکم چاک کیا گیا تو اسکے پیٹ میں سے ایک سرخ رنگ کا پتھر نکلا۔ طبیب حیران تھے کہ یہ پتھر کیسا ہے؟ بادشاہ کو چونکہ شہزادے سے بیحد محبت تھی بادشاہ نے حکم دیا کہ اس پتھر کے دو نگینے یادگار کے لئے بنائے جائیں۔ نگینے تیار ہو گئے ایک خزانہ میں رکھوا دیا اور ایک کو انگوٹھی میں جڑوا کر انگلی میں پہن لیا۔

بادشاہ شہزادے کے غم و سوگ سے فارغ ہو گیا۔ ایک روز بادشاہ کے سامنے گانا گایا جا رہا تھا بادشاہ کی نظر جو انگوٹھی پر پڑی تو وہ نگینہ خون ہو کر بہہ گیا تھا۔ بادشاہ حیران تھا یہ کیا ماجرا ہے؟ حکماء کو بلا کر دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ نگینہ کے خون ہو جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ حضور ﷺ کا عاشق تھا۔ اگر ہمیں اس کی زندگی میں یہ بات معلوم ہو جاتی تو اس کے سامنے غزلیں گائی جاتیں۔ ان کے ذریعہ ہی یہ پتھر اندر ہی اندر پگھل جاتا اور شہزادہ کو صحت کل ہو جاتی۔ اس کے بعد بادشاہ

نے خزانہ سے دوسرا نگینہ منگوا کر گانا شروع کیا وہ بھی خون بن کر بہہ گیا۔

یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا کہ گانا دردمندوں کے واسطے دوا ہے جو شخص صاحب ذوق ہوتا ہے۔ حقانی شعر سن کر اسے ذوق پیدا ہوتا ہے اور اگر صاحب ذوق نہ ہو تو سماع اس کے لئے بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے۔

سماع اور اسکی حلت و حرمت ایک روز ارشاد فرمایا کہ میرے پیرو مرشد کی مجلس میں سماع کا تذکرہ تھا حضرت شیخ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ نظام الملتہ والدین حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ سماع کی چار قسمیں ہیں (۱) حلال (۲) حرام (۳) مکروہ (۴) مباح اس کی تفصیل یہ ہے کہ:-

(۱) اگر صاحب وجد کا دل زیادہ تر حق سبحانہ کی طرف ہے تو اس کے لئے سماع مباح ہے۔

(۲) اور اگر دل مجاز کی طرف ہے تو یہ سماع مکروہ ہے۔

(۳) اور اگر بالکل حق سبحانہ کی طرف ہے تو سماع حلال ہے۔

(۴) اور اگر بالکل مجاز کی طرف ہے تو اس کے لئے سماع حرام ہے۔

چہار عالم ایک روز ارشاد فرمایا کہ جو درویش چار عالم کو نہیں جانتا وہ درویش نہیں اور اس کو لباس فقیری پہننا زیبا نہیں دیتا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کے اوراد میں لکھا ہے کہ چار عالم سے ایک عالم ناسوت دوسرا ملکوت تیسرا جبروت چوتھا لاہوت ہے۔

عالم ناسوت حیوانات کا مقام ہے اس کے فعل حواس خمسہ کے ہیں جیسے کھانا پینا۔ سونگھنا۔ سننا۔ جب سالک اس عالم سے ریاضت و مجاہدات کے بعد گزرتا ہے تو ان تمام صفات سے گزر کر دوسرے عالم میں پہنچتا ہے اس دوسرے عالم کا نام عالم ملکوت ہے۔

عالم ملکوت فرشتوں کا مقام ہے جن کا فعل تسبیح و تہلیل۔ قیام رکوع اور سجود

ہے۔ سالک اس مقام سے گزر کر پھر تیسرے عالم میں آتا ہے اس کا عالم کا نام جبروت ہے۔

عالم جبروت۔ یہ عالم روح کا مقام ہے۔ روح کا فعل صفات حمیدہ ہے مثلاً ذوق۔ محبت۔ اشتیاق۔ طلب۔ وجد۔ سکر۔ صحواور۔ پھر سالک ان صفات سے گزر کر چوتھے مقام پر پہنچتا ہے اس کو عالم لاہوت کہتے ہیں۔ جب طالب اس مقام میں پہنچتا ہے تو اپنی خودی سے جدا ہوجاتا ہے اس مقام کو لامکان بھی کہتے ہیں۔ اس عالم کے بارے میں گفتگو اور جستجو کا کام نہیں۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ عالم ناسوت نفس کی صفت ہے۔

عالم ملکوت دل کی صفت ہے۔ عالم جبروت روح کی صفت ہے اور عالم لاہوت نظر رحمٰن کی صفت ہے۔

محبت الٰہی کا معیار ایک روز ارشاد فرمایا کہ ایک مجلس میں میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی ؒ نے فرمایا کہ محبت اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز تم کو سب سے زیادہ محبوب ہو وہ اپنے محبوب پر قربان کردو۔ حضرت ابراہیم ؑ نے حق تعالیٰ کی محبت میں اپنے محبوب بیٹے اسمٰعیل کو قربان کردیا۔ حکم ہوا۔ ابراہیم تو ہماری دوستی میں ثابت قدم نکلا اپنے بیٹے کو قربان نہ کر۔ میں نے اس کے اوپر فدا کرنے کے لئے بہشت سے ایک دنبہ بھیجا ہے اس کی قربانی کر اور اپنے بیٹے اسمٰعیل کو چھوڑ دے۔ اس کے بعد حضرت پیر و مرشد چشم پر آب ہوئے۔ ہائے ہائے کرکے رونے لگے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ محبت میں سچا وہی آدمی ہے کہ اگر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں یا آگ میں جلادیا جائے تو وہ اس وقت بھی ثابت قدم رہے۔ جو آدمی ایسا نہ ہوگا وہ محبت میں ثابت قدم نہ ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا دلیل العاشقین میں ہے کہ جب حضرت خواجہ منصور حلاج ؒ کو سولی پر چڑھانے کا حکم بادشاہ نے دیا تو آپ رقص کرنے لگے سولی کے سر پر آکر مخلوق کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے کہ محبت اور عشق کی دو رکعت نماز کے لئے وضو اپنے ہی خون سے کرنا پڑتا ہے جو دار پر چڑھنے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ حضرت شبلی ؒ نے سوال کیا کہ محبت میں کامل کس کو

کہتے ہیں حضرت خواجہ منصور نے جواب دیا کہ محبت میں کامل وہی آدمی ہے کہ اگر اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دیا جائے تو وہ محبوب کے لئے اپنا خون بہادے۔ پہلے دن اس کو قتل کریں اور وہ دم نہ مارے۔ دوسرے دن جلا کر خاک کردیا جائے تو سانس نہ مارے تیسرے روز اس کی خاک کو دریا میں بہادیا جائے تو چوں نہ کرے۔ محبت میں اس قدر ثابت قدم اور سچا رہے گا وہی شخص مقام محبت کے قابل ہے۔

حضرت بختیار کاکی کی فضیلت ایک روز ارشاد فرمایا کہ سبع سنابل میں حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری سے منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ میں بوقت تدفین حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی مزار پر موجود تھا مجھے بطور کشف کے نظر آیا کہ منکر نکیر حضرت قطب القطاب کے سامنے آکر موٴدب بیٹھ گئے۔ اسی اثنا میں ایک دو فرشتے آئے۔ حق تعالیٰ کا سلام خواجہ صاحب کو پہنچایا اور ایک کاغذ سبز روشنائی کا لکھا ہوا نکال کر خواجہ صاحب کے ہاتھ میں دیا۔ اس کاغذ میں لکھا ہوا تھا۔ اے قطب الدین میں تم سے خوش ہوں اور میں نے تمہاری برکت سے حضرت محمد ﷺ کی امت کے سب گنہگاروں کی قبروں سے عذاب اٹھالیا اس لیے کہ جب زندوں نے تم سے نفع حاصل کیا مرے بھی تم سے نفع حاصل کریں۔ اس کے فوراً بعد دو فرشتے اور آئے حضرت خواجہ صاحب کو حق تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور منکر نکیر سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ہمارے قطب سے سوال نہ کرو۔ میں نے اپنے قطب سے خود سوال کرلیا ہے اور وہ سوال کا جواب ہم کو دے چکے ہیں۔ تم واپس آجاؤ۔

امام بخاری کے شیخ کا سماع سننا ایک روز ارشاد فرمایا کہ امام ابراہیم بن سعد بہت بڑے عالم حدیث ہیں وہ حضرت امام شافعی اور امام بخاری کے استاد تھے وہ اپنے شاگرد طالب علموں کو حدیث سنانے سے پہلے ان کو محفوظ کرنے کے لئے سماع سنایا کرتے تھے اور ان کے لئے دف سجائی جاتی تھی۔

خدا تک پہنچنے کی راہ وہ تمام علوم جن میں غیر خدا گھسا ہوا ہو اللہ سے جدا ہونے کی علامات ہیں۔ جیسے ایک شہر سے دوسرے شہر تک جانے کا راستہ ہوتا ہے اس میں بلندی بھی ہوتی ہے نشیب بھی صحرا بھی ہوتا ہے۔ اور سرسبز وادی بھی منزل مقصود سے آگے ہوتی ہے جو شخص بلندی کی لذت میں پھنس کر رہ جاتا ہے یا اتار کی مشقت سے گھبرا جاتا ہے یا چٹیل میدان اور پیاس کی سوزش سے گھبرا جاتا ہے یا چشموں کی تروتازگی اور سبزے سے دل لگا بیٹھا ہے وہ منزل مقصود پر پہنچنے سے رہ جاتا ہے اور جو شخص راہ کی لذتوں یا کلفتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے منزل مقصود کی دھن میں برابر چلتا رہتا ہے وہ منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ کی راہ میں چلنے کو اگر درمیانی حالات کی دشواریوں نے ان کے حالات کے بدلنے والے خدا سے پھیر دیا تو اس کی غرض فوت ہو جائے گی۔ اس کا رشتہ خدا سے ٹوٹ جائے گا اور اگر راہ کی تمام گھاٹیوں کو خواہ وہ مزیدار ہوں یا تلخ پس پشت ڈال کر آگے بڑھتا رہا تو اعلیٰ درجہ پر کامیاب ہو گا۔

کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے؟ ایک روز ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ سے مناجات کی تو نے مجھے کلیم بنایا اور محمد ﷺ کو حبیب بنایا۔ الٰہی کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے؟ ارشاد ہوا اے موسیٰ کلیم وہ ہے کہ وہ مجھے دوست رکھے اور حبیب وہ ہے کہ میں اسے دوست رکھوں۔ اے موسیٰ کلیم وہ ہے کہ دنوں میں روزے رکھے اور رات کو عبادت میں بسر کرے۔ اور چالیس روز اسی طریقہ پر گزارے تب اس کے بعد طور سینا پر آئے تب ہمارے ساتھ کلام کر سکے اور حبیب وہ ہے کہ اپنے فرش پر خواب استراحت میں آرام فرمائے۔ میں جبرئیل امین کو اس کی طلب کو بھیجوں پھر اسے پلک مارنے سے پہلے جناب قدس میں بلاؤں اور اسے ایسے مرتبہ پر پہنچاؤں جس کا فہم کسی مخلوق کا ادراک نہ کر سکے۔

مرشد کی محبت ایک روز ارشاد فرمایا کہ مرشد کی محبت عین اللہ و رسول کی علامت ہے۔ مرشد رسول اللہ ﷺ کا سچا نائب ہوتا ہے۔ عاقل کو چاہیئے کہ کام کے انجام پر نظر رکھے اور دشمنان ظاہری کے لئے دعائے ہدایت کرے۔ فقیر کو چاہیئے کہ گوشہ

خاموشی میں بیٹھ کر اپنے کام میں مشغول رہے۔

پیر پرستی، درحقیقت خدا پرستی ہے ایک روز ارشاد فرمایا کہ پیر پرستی ہی درحقیقت خدا پرستی ہے۔ ایک روز حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق ؓ سے دریافت کیا اے عمر تم مجھے دوست محبوب سمجھتے ہو؟ حضرت فاروق ؓ نے کہا ہاں یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا کیا اپنی جان سے بھی زیادہ تم مجھے محبوب اور عزیز سمجھتے ہو۔ حضرت فاروق ؓ نے فرمایا حضور ﷺ! جان سے زیادہ محبوب تو نہیں سمجھتا۔ انسان کے لئے اپنی جان سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا جب تک تم مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ سمجھو گے۔ تم ایماندار نہ بن سکو گے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ ایمان کے ساتھ خود پرستی جمع نہیں ہو سکتی اور خدا پرستی بغیر پیر پرستی کے نصیب نہ ہوگی پیر پرستی ہی درحقیقت خدا پرستی ہے۔ اگر کوئی شخص دو برس تک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰه کا قائل نہ ہو۔ وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمر فاروق ؓ حضور ﷺ کے سچے عاشق تھے۔ فوراً ہی کھڑے ہو کر فرمایا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہوں ایک جان کیا سو جان اپ پر فدا ہیں۔

فقر۔ زہد۔ قناعت کی تعریف ایک روز ارشاد فرمایا کہ فقر کی تعریف یہ ہے کہ ضرورت کے قابل بھی نصیب نہ ہو۔ جو شخص اس ناداری پر مسرور ہو اور ضرورت سے زیادہ کو ناپسند سمجھتا ہو۔ وہ اصطلاح طریقت میں زاہد کہلاتا ہے۔ اور اگر زائد سے نہ کراہت ہو نہ رغبت تو اس کا نام رضا ہے اور اگر زائد کی طلب نہ ہو مگر محبوب یہی ہو کہ زائد ملے تو اس کو قانع کہتے ہیں۔ اور زیادہ کی رغبت ہو مگر اس کی طلب عاجز ہونے کی وجہ سے چھوڑ دی ہو تو اس کا نام حریص ہے اور اگر ضروریات کا محتاج ہو اور میسر نہ آئے تو اس کا نام مضطر ہے۔

ان سب میں سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ مال کا وجود عدم برابر ہو جائے اصطلاح طریقت میں اس کا نام استغنا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جن روایات میں فقر کی فضیلت آئی ہے وہاں یہی درجہ استغنا مراد ہے۔

انبیا علیہم السلام کے سچے جانشین کون ہیں؟ ایک روز ارشاد فرمایا کہ تفسیر بحر مواج کے مصنف شیخ شہاب الدین دولت آبادی نے حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار کی خدمت میں لکھا کہ حدیث العلماء ورثه الانبیاء (یعنی عالم لوگ انبیاء کے وارث ہیں) اس سے علمائے ظاہر مراد ہیں یا علمائے طریقت؟ حضرت شاہ مدار نے جواب میں تحریر فرمایا کہ علمائے ظاہر کا علم اکتسابی ہے۔ یہ لوگ کسب اور کوشش سے علم حاصل کرتے ہیں۔ جو چیز کسب اور کوشش سے حاصل ہوتی ہے وہ میراث نہیں ہوتی۔ فقراء کا علم وہبی یعنی خدا کی بخشش ہے۔ خود بخود دل میں القا ہوتا ہے۔ فقراء تمام انسانوں کے سردار اور تمام مخلوق سے اشرف ہیں اس لئے انبیاء علیہم السلام کے واقعی جانشین اولیائے کرام ہیں علمائے ظاہر نہیں۔

شیاطن کا تکبر ایک روز ارشاد فرمایا کہ شیطان زہد و ریاضت کے سبب پہلے آسمان سے دوسرے پر اور دوسرے سے تیسرے پر سماوات سے گزر کر ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کا بادشاہ اور افسر اعلیٰ بن گیا۔ سب فرشتے اس کے تابع فرمان تھے۔ ہزار ہا برس تک فرشتوں کو سبق پڑھاتا رہا۔ تمام فرشتے ادنے و اعلیٰ اس سے تعلیم پاتے تھے= خدا تعالیٰ کے قرب اور نزدیکی میں فرشتے اس سے مدد و اعانت حاصل کرتے تھے چنانچہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت میکائیل نے حضرت جرائیل سے پوچھا کہ اگر ہم سے اتفاقاً کوئی خطا قصور سرزد ہوجائے تو اس کو کس طرح بخشوائیں۔ کس کو شفیع بنائیں۔ حضرت جرائیل نے جواب دیا کہ ہم عزازیل کو شفیع بنائیں گے۔ اس کی سفارش کی برکت خدا تعالیٰ ہمارا گناہ معاف فرمادے گا۔ یہ تھا عزازیل کا اعزاز مگر جس وقت خدا تعالے نے فرمایا کہ تم سب آدم کو سجدہ کرو تو شیطان نے حسد کے مارے سجدہ نہ کیا اور مغرور شان میں کہنے لگا کہ میں تو اس مٹی کے پتلے کو سجدہ نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے غضبناک ہوکر ستر ہزار من کا طوق لعنت اس کی گردن میں ڈال کر فرشتوں کی صف سے باہر نکال دیا۔

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ شیطان نے ٦ لاکھ برس خدا کی اطاعت کی تھی۔ تمام روئے زمین پر کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہی تھی جہاں اس نے سجدہ نہ کیا ہو۔

شیطان نے عجب اور تکبر کی وجہ سے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا راندہ درگاہ ہوگیا۔ جو لوگ خدا کی اطاعت نہیں کرتے نماز نہیں پڑھتے ان کے لئے یہ واقعہ جائے عبرت ہے۔

فرمان مرشد فرمان خدا سمجھو ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ پیر نے جو بات جس طرح فرمائی ہو۔ مرید اس کو من جانب خدا تصور کرے اور کوئی بات سمجھ نہ آئے تو اپنے فہم کا قصور جانے صفائی اور تزکیہ حاصل ہونے کے بعد اس بات کا اسی طرح محل صواب میں ہونا ظاہر ہوجائے گا۔ دیکھو سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کو ان کے پیرو مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے ایک دعا تسلیم فرمائی تھی حضرت سلطان المشائخ وہ دعا ہمیشہ بطور ورد پڑھا کرتے تھے اس دعا میں بعض اعراب بظاہر(حسب قوائد صرف و نحو) غلط معلوم ہوتے تھے۔ بعض علمائے ظاہر ان کی تصیح بھی کیا کرتے تھے۔ مگر حضرت محبوب الٰہی وہ دعا اسی طرح پڑھتے رہے اور انہوں نے قواعد و صرف و نحو کا کوئی خیال نہ کیا۔ حتیٰ کہ ایک روز آپ نے اپنے کسی مرید کو دعا تعلیم فرمائی۔ اس مرید نے عرض کیا۔ حضرت یہ اعراب غلط ہے۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اگر میں یہ اعراب غلط تصور کروں تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ میرے پیرو مرشد نے غلطی کی یہ بات محال ہے۔ بالا آخر علماء نحو کی چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ حضرت سلطان المشائخ جو اعراب پڑھا کرتے تھے وہی اعراب حسب قواعد نحو صحیح تھا۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ سالک راہ خدا کو ایسی باتوں کے درپے نہ ہونا چاہئے جن سے پیرو مرشد کی غلطی یا تنقیص ظاہر ہوتی ہو۔ شیخ کے کلام کو خدا کا کلام تصور کرنا چاہئے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

آجکل دل مسخ ہوجاتے ہیں ایک روز ارشاد فرمایا کہ لطائف قشیری میں مذکور ہے کہ گزشتہ انبیاء کی امتوں کے جسم اور چہرے اور قلب مسخ ہوجایا کرتے تھے۔ لیکن ہمارے نبی کی دعا کی برکت سے اب جسم اور چہرے مسخ نہیں ہوتے لیکن قلب

مسخ ہو جاتا ہے۔ قلب کا مسخ ہو جانا ایک بہت بڑی مصیبت ہے۔

جنات کی شرارت ایک روز ارشاد فرمایا کہ میں اور مولانا برہان الدین ساوی" غیاث پور سے لوٹ کر آرہے تھے۔ مولانا موصوف نے مجھ سے قصہ بیان کیا کہ ہمارے اصطبل خانہ میں ایک ہٹا کٹا نوجوان رہا کرتا تھا۔ اس کی شادی بھی ہوگئی تھی مگر وہ اپنی بیوی کے پاس نہ جاسکتا تھا۔ لوگ حیران تھے کہ یہ جوان اپنی بیوی سے ہمبستر نہیں ہوتا اس کی صحت روز بروز کیوں خراب ہوتی جارہی ہے؟ لوگوں نے اس سے دریافت کیا مگر اس نے بتانے سے انکار کردیا۔ بالآخر دوستوں کے مجبور کرنے پر اس نے بتایا کہ روزانہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی آدمی مجھے پکڑ کر میرے دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے باندھ دیتا ہے اور میری بیوی کے ساتھ جو طبیعت میں آتا ہے کرتا ہے مجامعت سے سے فارغ ہو کر میرے ہاتھ کھول کر رخصت ہو جاتا ہے۔ اس آدمی کی غیر موجودگی میں اگر کسی وقت بیوی کو ہاتھ لگانا چاہتا ہوں تو غیب سے ایک ہاتھ ظاہر ہو کر اتنی زور سے چانٹا رسید کرتا ہے کہ کئی کئی روز تک میرے سر میں درد رہتا ہے جس اصطبل خانہ میں یہ واقعہ رونما ہوتا تھا وہ ہمارے شیخ کی خانقاہ کے متصل تھا۔ ہم لوگوں نے یہ واقعہ حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی" کی خدمت میں عرض کیا حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کسی ایسے آدمی کا انتظام کرو جو رات کو کشمیری دروازے کے باہر جا کر سوئے۔ اس نوجوان نے عرض کیا حضرت میں سو جاؤں گا۔ حضرت شیخ نے کاغذ پر کچھ لکھ کر اس نوجوان کو دیتے ہوئے فرمایا کہ فلاں رات کو کشمیری دروازے کے باہر رہنا۔ اول تجھے ہولناک آواز سنائی دے گی پھر کچھ صورتیں ہاتھیوں۔ بندروں اور شیروں کی نظر آئیں گی۔ مگر ان سے ذرا بھی خوف نہ کھانا آخر میں ایک مرد سفید پوش گھوڑے پر سوار آئے گا۔ اس کے پیچھے کچھ سفید پوش سوار بھی ہونگے یہ کاغذ سفید پوش سوار کو دکھانا۔

یہ نوجوان حضرت پیرو مرشد کا مکتوب ہاتھ میں لیکر کھڑا ہو گیا۔ آخر میں جب سفید پوش سوار آیا اور اس کی نظر مکتوب پر پڑی تو فوراً گھوڑے سے اتر کی غیاث پور کی سمت سجدہ ریز ہوا اس نوجوان سے کہنے لگا کہ ابھی تمہارا مجرم پکڑوا دیتا ہوں۔

سفید پوش سوار نے وہ سب جو مختلف صورتوں شکلوں میں گزرے تھے واپس بلائے اور کہا کہ ان میں اپنا مجرم پہچان لے۔ نوجوان نے کہا ان میں سے نہیں ہے۔ سوار نے حکم دیا کہ ہمارا کوئی شخص رہ تو نہیں گیا۔ تلاش کرنے پر پتہ چلا کہ ہاں ایک پوشیدہ ہے۔ چنانچہ اس کو حاضر کیا گیا۔ اس کے منہ پر کپڑا لپٹا ہوا تھا تاکہ اس کو شناخت نہ کیا جاسکے۔ اس نوجوان نے پہچان کر کہا۔ ہاں یہی میرا مجرم ہے۔ سفید پوش سوار نے کہا دیکھ یہ گھر حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کے خدام کا ہے تو اس حرکت سے باز آجا۔ اس جن نے جواب دیا۔ میں اس عورت پر عاشق ہوں میں ہرگز باز نہ آؤں گا۔ سفید پوش نے اسی وقت جلاد کو بلا کر اس بدکردار کا سر قلم کرادیا اور نوجوان سے کہا کہ اپنے شیخ سے ہمارا سلام کر کے کہنا کہ آپ کے حکم کی تعمیل کردی گئی اس بدکردار کو قتل کردیا۔

مصیبت کی شکایت نہ کرنی چاہئے ایک روز ارشاد فرمایا کہ انسان کی بھی عجیب حالت ہے جب اس پر کوئی افتاد پڑتی ہے تو اس پر ہائے واویلا کر کے لوگوں سے شکایت کرتا ہے وہ یہ نہیں سمجھتا کہ مخلوق نہ تیری دوست بن کر فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ دشمن بن کر لوگوں سے شکوہ شکایت کرنے کے تو یہ معنی ہیں کہ اس آدمی نے مخلوق پر اعتماد کیا اور ان کو تصرفات الٰہی میں شریک ٹھہرایا ظاہر ہے کہ اس شریک کا وبال بڑھے گا اور وہ ان باتوں سے اللہ سے اور دور ہو جائے گا۔

جب تقویٰ نہیں تو کوئی عزت نہیں ایک روز ارشاد فرمایا کہ ابن آدم کی ہستی کیا ہے۔ وہ ایک ذلیل پانی (قطرہ منی) سے پیدا ہوا ہے۔ اسے اپنی حقیت پر غور کرنی چاہئے اور خدا کے سامنے اظہار و عجز وذلت کر کے اس کے حکم کی اطاعت کرنی چاہئے۔ اگر تقویٰ نہیں تو نہ خدا کی نظر میں اس کی کوئی عزت ہے نہ اس کے نیک بندوں کی نظر میں۔ توبہ کرو۔ تقویٰ تمام امراض کی روحانی دوا ہے۔

ریاکاری شرک ہے ایک روز ارشاد فرمایا کہ موجودہ زمانہ میں علم کی برکت جاتی رہی۔ خال خال ہی باقی رہ گیا۔ جو شخص عبادت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کا قلب مخلوق کی پرستش میں مشغول ہے ایسا آدمی مشرک، منافق ہے کیونکہ وہ آدمی ریاکاری اس

علیم و خبیر خدا کے سامنے پیش کر رہا ہے جو سینوں کے مخفی خیالات سے واقف ہے۔
افسوس صد افسوس نماز میں کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہے (اللہ سب سے برتر ہے) لیکن وہ عملاً جھوٹا ہے اس کے قلب میں مخلوق خدا سے برتر ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اللہ سے توبہ کرے کوئی عمل مخلوق کی حمد وثناء کے لئے کرے نہ عطا و منع کے لئے کیا اسے معلوم نہیں کہ جتنا رزق مقدر میں ہو چکا ہے اس میں نہ کمی ہو سکتی نہ زیادتی۔

مسلمانو! آنیوالے ہولناک وقت سے ڈرو ایک روز ارشاد فرمایا کہ موجودہ زمانہ میں شریعت پر عمل کوئی بات نہیں رہی۔ مسلمانوں نے شریعت کے ظاہر و باطن کو یک لخت چھوڑ دیا۔ خواہشات کے پیچھے پڑ گئے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے دھوکہ کھا گئے۔ دن پر دن گزر جاتے ہیں۔ معصیت پر معصیت کرتے رہتے ہیں نہ خوشحالی میں کمی آتی ہیں نہ جسمانی تکلیف پیش آتی ہے۔ اس سے سمجھ بیٹھے کہ معصیت کوئی چیز نہیں۔ یاد رکھو حلیم کو جب غصہ آتا ہے تو سنبھالے نہیں سنبھالا جاتا خدا نے تم کو دنیا میں نہیں پکڑا تو آخرت میں ایسا پکڑے گا کہ پیچھا نہ چھوٹ سکے گا۔ مسلمانو آنے والے ہولناک وقت سے ڈرو۔ خدا سے ڈرو۔ بداعمالی چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ مظلوم کی مدد کرتا ہے ایک روز ارشاد فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی ایسے شخص پر ظلم ہوتا ہے جس کا کوئی یار و مددگار نہیں ہوتا تو خدا تعالے نے فرمایا کہ میں اس کی ضرور مدد کروں گا خواہ کچھ مدت بعد سہی۔ معلوم ہوا کہ معصیت اور ظلم پر صبر کرنا خدا تعالے کی مدد عزت اور رفعت کا سبب ہے۔

دنیا مصیبتوں کا گھر ہے ایک روز ارشاد فرمایا کہ دنیا مجسمہ آفات و مصائب ہے۔ بادشاہ ہو یا فقیر جو بھی دنیا میں آیا ہے وہ ان مصیبتوں سے بچ نہیں سکتا ان مصیبتوں سے بچنے اور ان مصیبتوں کو ہلکا کرنے کی تدبیر یہی ہے کہ صبر سے کام لیا جائے انسان کی حیات اور معیشت کا مدار چونکہ دنیا پر ہے۔ اس لئے دنیا کماؤ مگر حلال طریقہ سے اپنے اپنے مقصود کی چیزیں کھاؤ۔ مگر شریعت کے ہاتھ سے کیونکہ دنیا سے لی ہوئی چیزوں کے کھانے کی دوا یہی ہے۔ خلاف شرع غذا کا استعمال حرام ہے۔ خلاف شرع چیزیں کھانے سے روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے امراض پیدا ہو جائیں گے۔

دنیا کی مصیبتوں سے نہ گھبراؤ ایک روز ارشاد فرمایا کہ دنیا کی مصیبتوں سے گھبرانا نہ چاہئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ اپنے محبوب کو عذاب نہیں دیا کرتا۔ ہاں کبھی کبھی آزمائش کیا کرتا ہے۔" سو جس طرح حضور ﷺ خدا کے محبوب ہیں اسی طرح حضور ﷺ کی امت بھی محبوب ہے۔ خدا تعالے ایمان اور محبت خدا اور رسول کے دعوے کا امتحان لینے کے لئے کبھی کبھی مومن کو مرض یا تنگدستی میں مبتلا کردیتا ہے یہ جانچنے کے لئے کہ وہ سچا اور پکا ہے یا نہیں۔ سچا مومن اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو ضرور کسی مصلحت کے پیش نظر مصیبت میں مبتلا فرمایا ہے۔ اس لئے وہ ہر مصیبت پر راضی اور صابر رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو ظالم قرار نہیں دیتا اسے اس تکلیف کا احساس بھی نہیں ہوتا۔

مقام قرب ایک روز ارشاد فرمایا کہ مومن سوائے خدا کہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس کے قلب اور باطن کو ایک خاص قسم کی قوت عطا کی جاتی ہے جو اس کو تمام عالم سے مستغنی اور بے نیاز بنادیتی ہے اللہ تعالیٰ چپکے چپکے ان کو اپنی طرف بلا کر اپنی ذات میں واصل کردیتا ہے۔ وہ بظاہر دنیا میں مشغول نظر آتے ہیں مگر ان کے قلوب ہر وقت خدا کے پاس رہتے ہیں۔ خدا تعالے ان کو اپنے بندوں میں سے منتخب کرلیتا ہے ان کی قلبی کیفیات سب سے جدا اور ان کے بدن سراپا نور ہوجاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ وہ دنیا کو ترک کردیتے ہیں جملہ مرغوبات سے بے رغبت بن جاتے ہیں۔ وہ روحانی مدارج طے کرتے چلے جاتے ہیں۔ تنہائی سے مانوس ہوجاتے ہیں گھاس پات کھا کر گزارہ کرتے ہیں۔ اگر ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین کے خزانہ کی کنجیاں اور دین و دنیا کا جو کچھ بھی مال و اولاد اور عیش لے لو تو وہ رو رو کر عرض کرتے ہیں ؎

آنکس کہ ترا شناخت جان راچہ کند
فرزند و عیال خانمان راچہ کند

اس مقام پر پہنچ کر حق تعالے ان کے دلوں کو اپنا قرب عطا فرماتا ہے اور ان کے اجسام پیغمبروں۔ صدیقوں اور شہیدوں کے اجسام کے ساتھ رکھے جاتے ہیں۔

زندگی کو غنیمت سمجھو ایک روز ارشاد فرمایا کہ اپنی زندگی کو غنیمت سمجھو- نہ معلوم وقت پیغام آج آجائے۔ مرنے کے بعد کی زندگی کی قدر سمجھو جو توڑ چکے ہو بنالو جس کو نجس کر چکے ہو دھو ڈالو جس کو بگاڑ چکے ہو سنوار لو- اپنی شرارت سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ- اور اس کے اطاعت شعار بندے بن جاؤ-

تخلیق انسانی کا مقصد ایک روز ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو نہ حرص و ہوا کے لئے پیدا کیا ہے- نہ کھیل کود کے لئے- نہ کھانے پینے سونے اور نکاح کرنے کے لئے- اس کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ خدائے وحدہ کی عبادت کرے- مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرے- افسوس مسلمان آخرت سے غافل ہوگئے گویا ان کو مرنا ہی نہیں- ان کو قیامت کے دن محشر میں آنا ہی نہیں- خدا تعالیٰ کو حساب کتاب دنیا ہی نہیں پل صراط سے گزرنا ہی نہیں- ان حالتوں میں ایمان و اسلام کا دعویٰ کہاں تک حق بجانب ہے-

خدا کے نزدیک ظاہر کا کوئی اعتبار نہیں ایک روز ارشاد فرمایا کہ آجکل لوگ خدا کو محض عادت کی بنا پر یاد کرتے ہیں- مسلمانوں کا کوئی حال بھی اس زمانہ میں درست نہیں- مسلمان شہادت توحید دیتا ہے کہتا ہے لا الہ الا اللّٰہ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں مگر یہ دعوے غلط ہیں ان کے دلوں میں معبودوں کا ایک بڑا گروہ موجود ہے- کسی کا معبود اس زمانہ کا بادشاہ ہے- کسی کا وزیر ہے کسی کا کوتوال ہے- کسی کا روپیہ پیسہ ہے- کسی کو اپنے مال و دولت پر گھمنڈ ہے کسی کو اپنی قوت بازو پر زور ہے- کسی کو اپنے دماغ- عقل اور بصیرت پر ناز ہے- غرض یہ ہے کہ جس سے نفع کی توقع ہے یا خرابی کا خدشہ ہے وہی معبود ہوا ہے- مسلمان اپنے نفع نقصان- عطا و منع میں مخلوق پر نظر رکھتا ہے- اس کی نظر کرم کی خواہش رکھتا ہے- اس کی ناخوشی سے ڈرتا ہے مبادا وظیفہ یا تنخواہ نہ بند ہو جائے- جب مسلمان لا الہ الا اللّٰہ میں پورا پورا اثبات کرتا ہے اور اسی نفی و اثبات پر وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اگر وہ واقعی اللہ عزو جل جلالہ کی معبودیت کا مقر ہے تو اہل مال- حاکم اور مالدار مخلوق پر وہ کیوں اعتماد کرتا ہے- خدا کے ساتھ اسی قسم کے اعتقاد و یقین کا نام ایمان ہے پس

جب اس نے خدا کی معبودیت میں غیر خدا کو شریک ٹھہرالیا وہ مسلمان کہاں رہا۔ یاد رکھو کہ خدا کے نزدیک ظاہر کا کوئی اعتبار نہیں۔ منافق بھی کلمہ لا الہ الا اللّٰہ مگر وہ مسلمان نہیں کہلائے جاتے۔ اس لئے لا الہ الا اللّٰہ پہلے دل سے کہو پھر زبان سے کہو اور اسی پر اعتماد اور بھروسہ کر کے شریعت پر عامل بن جاؤ۔

اسلام کی حقیقت ایک روز ارشاد فرمایا کہ جب تک دل میں اسلام نہ ہو اور اس حقیقت کی تحقیق نہ ہو یعنی مسلمان اپنے کو خدا کے حوالے نہ کروے اس وقت تک وہ مسلمان صحیح معنے میں مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں اگر دل میں ایمان نہ ہو اور خدا کی سپردگی نہ ہو تو اس مسلمان کی مثال خالی اور ویران مکان کی ہے یا اس پنجرہ کی ہے جس میں پرندہ نہ ہو۔ مسلمان وہی ہے جو مخلوق سے کنارہ کش ہو کر خدا کے حضور میں کھڑا ہو جائے اور دنیا سے ایسا بے تعلق ہو جائے جیسا ننگا آدمی کپڑے سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔

دنیا کی مثال ایک روز آہستہ ارشاد فرمایا کہ دنیا کی مثال بازاری عورت کی سی ہے اول اول وہ تم کو اپنے جسم پر آہستہ آہستہ قدرت دیتی ہے جب دیکھ لیتی ہے کہ تم اس پر شیدا ہو کر اس کی مٹھی میں آگئے ہو اور اب اس کے جال سے نکل کر نہیں جاسکتے تو وہ تم کو چاروں طرف سے گھیر کر اس طرح لپیٹ لیتی ہے جیسے ڈبہ میں مکھی اور آخر میں وہ تم کو ذبح کر ڈالتی ہے اس وقت آنکھ کھلتی ہے مگر بے سود۔

مومن کا ایمان کب کامل ہوتا ہے ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنی نفس کے لیے چاہتا ہے۔ پس جس مسلمان نے اپنے نفس کے لیے لذیذ کھانے نفیس کپڑے اچھے مکان حسین عورتیں اور ہر قسم کے مال و دولت کو محبوب سمجھا اور اپنے بھائی کے لیے ان چیزوں کو پسند نہ کیا تو وہ کمال ایمان کے دعویٰ میں جھوٹا ہے تمہارا پڑوسی فقیر ہو اس کے متعلقین حاجت مند ہو تمہارے پاس اتنا مال موجود ہو جس میں زکواۃ واجب ہو۔ تجارت میں کبھی خاصا نفع ہو ضرورت سے زیادہ مال موجود ہو اس پر بھی اپنے پڑوسی کی خیر خبر نہ رکھنا اس کے

معنی ہیں کہ تم اس کے فقر و افلاس پر راضی ہو یہ بات کمال ایمان کے خلاف ہے۔ افسوس کہ تم سیر ہو کر کھاتے ہو تمہارا پڑوسی بھوکا رہتا ہے اس پر ایمان کا دعویٰ جھوٹ بالکل جھوٹ۔ مثل مشہور ہے کہ یا تو خالص یہودی بن یا توریت کی محبت مت بگھار اس لیے اسلام کی تمام شرائط کا پابند رہنا ضروری ہے اور اگر یہ بات نہیں تو اسلام کا دعویٰ ہی فضول ہے۔

خدا اور رسول کی محبت کا دعویٰ ایک روز ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کا کسی بردہ فروش کی دکان پر گزر ہوا ایک خوبصورت کنیز پر نظر پڑی دل ہاتھوں سے نکل گیا اور یہ شخص اپنی جگہ سے سرک نہ سکا یہ آدمی کوئی بڑا امیر کبیر تھا بیش قیمت گھوڑے پر سوار تھا نفیس اور بیش قیمت کپڑے زیب تن تھے۔ سونے کی جڑاؤ تلوار حمائل تھی ایک غلام آگے آگے رہتا تھا۔ الغرض یہ سوار اس کنیز کو خریدنے کے لیے آگے بڑھا۔ مالک سے قیمت دریافت کی مالک نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ اس کنیز پر تم عاشق ہو گئے ہو۔ عاشق اپنے معشوق کی طلب میں اپنا سب کچھ خرچ کر دیا کرتا ہے سو اگر تم یہ کنیز حاصل کرنا چاہتے ہو تو یہ گھوڑا۔ تلوار اور جسم کے کپڑے بھی اتار ڈالو۔ عاشق صادق گھوڑے سے اتر پڑا تلوار سامنے رکھدی اور جسم کے کپڑے بھی اتار دیئے۔ مالک دکان سے ایک کپڑا استعار لے کر ستر پوشی کی اور اس کنیز کو ہمراہ لیے ننگے سر ننگے پاؤں اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس امیر کبیر نے قیمت ادا کی تب کنیز ہاتھ آئی۔ اگر اسے اپنے مطلوب کی قدر نہ معلوم ہوتی تو وہ کبھی اتنی قیمت ادا نہ کرتا اور نہ اتنی قیمت کا ادا کرنا اس کے لیے سہل ہوتا۔

اللہ والوں کی شان ایک روز ارشاد فرمایا کہ اللہ والوں کی یہ شان ہے کہ وہ جس پر اپنی نظر اور کرم کی نظر ڈالتے ہیں اسے کندن بنا دیتے ہیں خواہ وہ یہودی یا عیسائی کیوں نہ ہو۔ اگر مسلمان ہوتا ہے تو ان کی نظر سے اس کے ایمان و یقین میں استقامت کی زیادتی ہو جاتی ہے۔

بات یہ ہے کہ جب قلب درست ہو جاتا ہے تو نظر بھی درست ہو جاتی ہے۔

ان کی نظر میں وہ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ خاک کو اکسیر بنا دیتے ہیں۔

ایک حدیث کی تشریح ایک روز ارشاد فرمایا کہ ایک روایت میں ہے تحفہ المومن الموت (موت مومن کے لیے تحفہ ہے) موت مومن کے لئے اس لئے تحفہ ہے کہ دنیا مومن کے لیے جیل خانہ ہے۔ جیل خانہ سے رہائی بہت بڑی نعمت اور تحفہ ہے۔

ایک واقعہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت انس ؓ نے فرمایا ہے کہ میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت جبرئیل ؑ نے آکر بشارت دی کہ آپ کی امت کے فقیر بہشت میں مالداروں سی ۵۶۰ سال پہلے داخل ہوں گے۔ دوپہر کا وقت تھا حضور ﷺ کو بہت خوشی ہوئی۔ فرمایا کہ کوئی آدمی ہے جو ہمیں اشعار پڑھ کر سنائے ایک بدو نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا سناؤ بدو نے پڑھنا شروع کیا۔

لَقَدْ لَسَعَتْ حَیتہِ الھَویٰ کَبِدِی
فَلَا طَبِیْبَ لَھَا وَلَا رَاقِیْ
اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ شِغفت به
فعِنْدہٗ رُرقیتی وَ تِرْیَاقِیْ

یہ اشعار سنکر حضور ﷺ کو وجد آگیا ردائے مبارک دوش مبارک سے گر پڑی۔ اس مجلس میں حضرت معاویہ ؓ بھی موجود تھے۔ کہا یارسول اللہ یہ تو بڑا اچھا کھیل تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دور ہو اے معاویہ جو آدمی حبیب کا ذکر سن کر حرکت میں نہ آئے وہ اچھا نہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ کی ردائے مبارک پارہ پارہ کر کے حاضرین میں تقسیم ہوگئی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ حالت سماع میں جب فقیر اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارتا ہے تو اسی وقت ہاتھوں کی شہوت ہاتھوں سے نکل جاتی ہے اور جب زمین پر پیر مارتا ہے تو پیروں کی شہوت نکل جاتی ہے اور جب نعرہ مارتا ہے تو باطنی شہوت باہر ہو جاتی ہے لیکن حالت سماع میں نعرہ مارنا اسی وقت جائز ہے جب باطن مٰیں وجد کا غلبہ ہو کر حالت بے قابو ہو جائے۔

شیخ دلی امراض کا طبیب ہوتا ہے ایک روز پیری مریدی کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ مشائخ دلوں کے طبیب ہوتے ہیں۔ مرید کو خرقہ پہننا اسی وقت روا ہے جب کہ وہ مستقیم الحال ہو اور راہ سلوک کے تمام نشیب و فراز طے کرچکا ہو۔ اگر طبیب ہی مریض کے مرض سے لاعلم اور جاہل ہو وہ کب مریض کا علاج کر سکتا ہے۔

طریقہ تصوف اور خرقہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ استغفار طریقت میں ایک اہم سنت ہے جنت میں ایک لغزش کی پاداش میں جب حضرت آدمؑ کے جسم سے خواجگی اور خلافت کا جامہ اتار لیا گیا اور حضرت آدمؑ برہنہ کھڑے رہ گئے تو آدمؑ نے استغفار پڑھنا شروع کیا۔ حکم ہوا آدم اب فقیر بن کر درختوں سے درخواست کرو جو درخت تمہیں اپنے پتے پیش کرے ان پتوں کو جمع کر کے لباس بنا کر تن پوشی کرلو۔ زمین پر آنے کے بعد ۳۶۰ برس تک آدمؑ چشم پر آب رہے اور ننگ دھڑنگ پھرتے رہے۔ طویل گریہ وزاری کے بعد جب طریقہ صفا مکمل طور پر حاصل ہوگیا تو آدمؑ نے اس عرصہ میں جو چیتھڑے جمع کئے تھے ان کو سی کر لباس تیار کیا۔ آخر وقت میں یہی لباس حضرت شیثؑ کو پہنایا گیا اور ان کو خلافت عطا کی گئی۔ اس کے بعد طریقہ تصوف میں خرقہ رواج ہوگیا۔ آدمؑ نے دنیا میں سب سے خانقاہ کعبتہ اللہ تعمیر کی۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی عمر ایک کمبل میں گزار دی۔ یہ کمبل آپ کو حضرت شیثؑ نے عطا فرمایا تھا۔ عیسیٰؑ بھی ساری عمر کملی پہنے رہے۔ آخر میں سید الانبیاء حضور احمد مجتبےٰ ﷺ نے بھی کملی پہنی حضور ﷺ کا یہ طریقہ تھا جس صحابی پر آپ کی نظر عنایت ہوتی تھی اس کو ردا یا پیراہن مبارک عطا فرمایا کرتے تھے اور وہ صحابہ طبقہ میں صوفی شمار ہوتا تھا۔

شریعت کے بغیر طریقت قبول نہیں ایک روز ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طلب کی راہ میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ شریعت کے بغیر طریقت کی راہ ہاتھ نہیں آسکتی طریقت حاصل ہوجانے کے بعد حقیقت حاصل ہوتی ہے۔ پس جو شخص شریعت سے بے بہرہ ہے وہ طریقت اور حقیقت سے بھی بے بہرہ ہوتا ہے۔ جو لوگ نادانی اور جہالت سے بغیر علم شریعت کے طریقت میں قدم رکھتے ہیں ان کا انجام یہ

ہوتا ہے کہ دولت ایمان بھی ان کے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے اور شیطان کے جال میں پھنس کر نہ ادھر کے رہتے ہیں نہ ادھر کے۔

بناء ارکان طریقت ایک روز ارشاد فرمایا کہ ارکان طریقت کی بنیاد اس حدیث قدسی پر ہے۔ لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا اجتبیه کنت له سمعا وبصر اوید اولسانا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو دوست رکھتا ہے تو حق تعالیٰ اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا کرتا ہے جو شفیق ماں اپنے بیٹے کے ساتھ کیا کرتی ہے پھر وہ شخص مخدوم خلائق بن جاتا ہے لوگ اس کے پاؤں کی خاک کا سرمہ بنا لیتے ہیں۔ ان کے توسل سے دعا قبول ہوتی ہے۔ مشکلات حل ہوتی ہیں۔ بلائیں رفع ہوجاتی ہیں اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ بصرہ میں امساک باراں ہوا۔ مخلوق کی نظریں آسمان پر لگی ہوئی تھیں۔ دونوں ہاتھ دعا کے لئے بلند تھے بارش نہ ہوئی۔ ایک روز کوئی آدمی ادھر سے گزرا۔ لوگوں کو دست بدعا دیکھ کر دریافت احوال کیا' اس مرد خدا کو مخلوق کی عاجزی و انکساری دیکھ کر رحم آیا کھڑا ہوگیا اور خدا تعالے سے گویا ہو"اے خدا اس راز کے صدقہ سے جو میری آنکھوں میں ہے بارش عطا فرما۔" اسی وقت بادل گھر آیا چھما چھم بارش ہونے لگی۔ کسی شخص نے اس مرد خدا کی دعا کے الفاظ سن لئے تھے فی الفور اجابت دیکھ کر اس مرد خدا کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ گھر پر پہنچکر وہ شخص عرض گزار ہوا۔ اے شیخ آپ سے میری کچھ درخواست ہے؟ شیخ نے جواب دیا۔ ہاں بھائی کہو کیا بات ہے۔ اس آدمی نے کہا آپ نے دعا میں یہ الفاظ کہے تھے میں آپ سے آنکھوں کا راز دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ نے جواب دیا کہ میں نے ان آنکھوں سے بایزید بسطامیؒ کو دیکھا ہے یہ سب خدا کی نوازش و عنایت کے کرشمے ہیں۔

شریعت اور طریقت کی مثال ایک روز ارشاد فرمایا کہ شریعت دین کا وہ طریقہ ہے جو انبیاء علیہم السلام نے مقرر کیا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لیکر حضور خاتم النبین ﷺ تک جتنے انبیاء و رسل آئے انھوں نے سب سے پہلے مخلوق کو توحید کی دعوت دی۔ ہر نبی کے زمانہ میں جو اس وقت کی مروجہ زبان تھی اسی زبان میں وہ

تعلیم دیتے رہے۔ ضروریات زمانہ کے مطابق احکام شرائع میں اختلاف رہا لیکن مذہب اور شریعت کی بنیاد ہر زمانہ میں توحید رہی۔ اس کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام نے مخلوق کو طریقہ عبودیت سکھایا۔ انبیاء علیہم السلام نے دین کا جو طریقہ رائج کیا وحی خداوندی پر مبنی تھا۔ حق تبارک و تعالے نے اشاعت دین کے سلسلہ میں جو ارشاد فرمائے اصطلاح شریعت میں ان کا نام وحی ہے۔ اس میں انبیاء علیہم السلام جن جن باتوں کے کرنے کی تعلیم دی یا جن باتوں کے کرنے سے روکا اس مجموعہ اوامرو نواہی کا نام شریعت ہے۔

اس بیان سے شریعت کی حقیت معلوم ہوگئی۔ اس کے آگے دوسرے درجہ پر طریقت سے ظاہری احکام شریعت کی غرض و غایت تزکیہ و صفائی ظاہر ہے۔ طریقت میں باطن کا تزکیہ و تصفیہ ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھنی چاہئے کہ نماز کیلئے کپڑوں کا نجاست سے پاک ہونا شرط ہے تو یہ تو حکم شریعت ہے حکم طریقت یہ ہے کہ نمازی کا دل ہر قسم کی کدورت اور بغض سے پاک صاف ہو۔ پس جو شخص شریعت پر عمل کرتے ہوئے طریقت پر کاربند ہوجاتا ہے حق تعالیٰ نے اس کو زمرہ عوام سے نکال کر طبقہ خواص میں شامل فرمادیتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور شریعت و طریقت کی تعلیم کی غرض و غائیت تزکیہ ظاہر کے ساتھ درحقیت تزکیہ باطن ہے۔ گویا شریعت طریقت کی پہلی سیڑھی اور طریقت حقیقت کی پہلی سیٹرھی ہے۔

<u>دعا اور دعا مانگنے کا طریقہ</u> ایک روز ارشاد فرمایا کہ خدا سے دعا کرنا عبادت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ دعا کیا کرتے تھے۔ دعا کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دعا سے پہلے بھی درود پڑھنا چاہئے اور دعا ختم کرنے کے بعد بھی۔ بزرگان دین نے کہا ہے کہ اگر کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو سنت اور فجر کے درمیان سورہ فاتحہ چالیس بار پڑھیں اور دفع شر کے لئے سورت تبت یدا ہزار بار پڑھیں اور سورہ انعام اکتالیس مرتبہ پڑھنا بھی قضائے حاجت کے لئے موثر ہے۔ سورہ اخلاص ہزار بار پڑھنے کی بھی یہی خاصیت ہے۔

اگر کوئی آدمی کسی مشکل میں مبتلا ہو اور اس کے حل کی کوئی تدبیر سمجھ میں نہ

آتی ہو تو عشا کی نماز کے بعد یا فتاح ۱۰۰ مرتبہ پڑھنا چاہئے۔ حق تعالیٰ اس کی مشکل حل فرمادے گا۔

ہر قسم کی مشکلات حل کرنے کے لیے سورہ یٰسین اکتالیس بار پڑھنا بھی مجرب ہے۔

اخلاق کی تعلیم ایک روز ارشاد فرمایا کہ مرید کو تہذیب اور اخلاق میں پوری پوری جدو جہد کرنی چاہئے۔ مذموم عادات و اخلاق کو محمود عادات و اخلاق میں تبدیل کرنا چاہئے اور اگر اس طرف توجہ نہ کی گئی تو سخت مصیبتیں پیش آنے کا خطرہ ہے۔

بات یہ ہے کہ دنیا میں جتنے بھی درندے وحشی جانور اور حیوانات ہیں ان تمام جانوروں کی بعض مخصوص صفات ہیں۔ وہ صفات انسانوں میں بھی انفرادی طور پر موجود ہیں۔ دنیا میں جس شخص کی جو عادت ہوگی وہ اسی جانور کی صورت میں قیامت کے دن مبعوث ہوگا جس جانور کی یہ صفت ہوگی۔ مثلاً اگر دنیا میں کسی شخص پر غصہ کا غلبہ ہو تو وہ قیامت کے دن کتے کی صورت میں محشور ہوگا۔ اور اگر کسی میں کبر اور غرور ہوگا تو اس کا قیامت کے دن چیتے کی شکل میں حشر ہوگا اگر دنیا میں کسی شخص پر شہوت کا غلبہ ہوگا تو وہ قیامت کے دن خنزیر کی شکل میں اٹھے گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن آذر (پدر حضرت ابراہیم کو دوزخ میں ابراہیم علیہ السلام اس نظارہ کو دیکھ کر فرمائیں گے اے خدا اس سے زیادہ آج کے دن میری اور کیا رسوائی ہوگی کہ میرے باپ کو دوزخ میں بھیجا جا رہا ہے میں نے دنیا میں تجھ سے دعا کی تھی کہ روز قیامت مجھے رسوا نہ کرنا۔ حق تعالیٰ اسی وقت آذر کی بجو کی شکل بنادیگا۔ دنیا میں آذر پر بجو کی صفت کا غلبہ تھا۔ آذر دنیا میں اگرچہ انسانی روپ میں تھا مگر اس کی صفات مخصوصہ بجو کی سی تھی اس لئے قیامت کے دن اس کو بجو بنا دیا جائے گا۔ اصحاب کہف کے کتے کو انسانی صورت دے دی جائے گی۔ اور وہ اصحاب کہف کے ساتھ انسانی شکل میں جنت میں جائے گا۔

شقاوت یا سعادت ایک روز ارشاد فرمایا کہ ازل میں ہر شخص کے متعلق طے ہوچکا ہے۔ کہ اس کا انجام کار شقاوت ہوگا یا سعادت۔ حق تعالیٰ نے گناہ کی کنجی ہر شخص

کے ہاتھ میں دے رکھی ہے۔ اب ہر شخص دیکھ لے سوچ لے سمجھ لے کہ اس کے ہاتھ میں دوزخ کی کنجی ہے یا جنت کی۔ اگر گناہ کی کنجی ہاتھ میں ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ اس کا انجام شقاوت ہے۔

قضائے حاجات کے لئے نماز ایک روز ارشاد فرمایا کہ قضائے حاجات اور کفایت مہمات کے لئے جمعہ کی شب کو چار رکعت اس ترکیب سے پڑھیں۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار لَآ اِلٰہ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْن فاستجبنا له ونجيناه من العم و كذالک ننجی المومنين دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار رَبِّ اِنِّی مسنی الضروانت ارحم الراحمین تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد افوضَ اَمْرِی اِلَی اللّٰه بَصیر بالعباد۔ چوتھی رکعت میں ایک سو ایک بار حسبِی الله وَنِعم الوكيل نِعمَ المولٰی وَنِعمَ النصير پڑھیں۔ سلام کے بعد رب اِنی مغلوب فانتصر سو بار پڑھیں یہ نماز فتوحات کے لئے بھی نہایت سریع الاثر ہے۔

ثواب آیۃ الکرسی ایک روز ارشاد فرمایا کہ جو شخص آیت الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے حق تعالیٰ مشرق سے مغرب تک تمام مردوں کی قبروں کو انوار سے پر کردے گا۔ مردوں کا درجہ بڑھے گا اور پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں ساٹھ پیغمبروں کا ثواب لکھا جائے گا اور اس آیت کے ہر حرف کے بدلے ایک فرشتہ پیدا ہوگا جو قیامت تک تسبیح پڑھتا رہے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

وضو اور طہارت کا بیان

سالک کو راہ طریقت پر جن عادات و رسوم کی پابندی لازمی ہے ان میں سے ایک ہمیشہ باوضو رہنا ہے۔ صوفیائے کرام اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھتے ہیں۔ اگر کسی عذر کی بنا پر پانی استعمال کرنے سے مجبور ہوں تو وہ کم از کم تیمم کو ترک نہیں کرتے۔ صوفیائے کرام کے نزدیک ہر نماز کے لئے تجدید وضو ضروری ہے۔ فرائض تو فرائض نماز چاشت کے لئے تجدید و وضو بہتر اور افضل سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ صوفیا کرام اپنا مسکن و مقام عام طور پر دریا کے کنارے یا کسی حوض یا تالاب کے نزدیک مقرر کرتے ہیں۔

کنویں کا پانی استعمال کرنے میں بھی حسب ذیل احتیاطیں پیش نظر رکھتے ہیں کہ کوئی شخص جوتی پہنے ہوئے یا ننگے پیر پھرنے والا بغیر دھوئے کنویں کی من پر نہ چڑھ جائے۔ وہ اس کو بھی اچھا تصور نہیں کرتے کہ ڈول کنویں پر لوگوں کے پیروں میں پڑا رہے بلکہ احتیاط کے طور پر پانی بھرنے کے بعد ڈول کو کسی اونچی جگہ رکھ دینا یا کھونٹے پر رکھ دینا زیادہ مناسب ہے۔ صفائی اور پاکیزگی کے خیال سے پانی بھرنے کے بعد کنویں کا منہ بند کر دینا مناسب ہے تاکہ اس میں چیل' کوے اور دوسرے پرندوں کی بیٹ گرنے نہ پائے۔

صوفیائے کرام کے نزدیک وضو کرتے ہوئے پانی کا زیادہ خرچ کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے پانی کے زیادہ استعمال سے بچنے اور دوسرے شخص کو ثواب میں شریک کرنے کی نیت سے وہ بہ نسبت خود وضو کرنے کے دوسرے شخص سے وضو کرانے کو پسند کرتے تھے دوسرے سے وضو کرانے میں پانی بھی کم خرچ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ نازک مزاج اور کمزور جسم کے صوفیائے

کرام ہمیشہ روزہ رکھنے اور کم غذا کھانے کے باعث اس درجہ کمزور ہوجاتے ہیں کہ بعض اوقات ان کو پانی سے بھرا ہوا لوٹا اٹھا کر چلنا مشکل ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر وضو کرنے سے کسی دوسرے شخص سے امداد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث شریف میں مسواک کر کے نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ اس لئے صوفیائے کرام کے نزدیک وضو میں مسواک کرنا بہت ضروری ہے۔ وضو کرتے ہوئے دل اور زبان ذکر الٰہی سے معمور رہنی چاہئے اس لئے کسی وقت بھی ذکر الٰہی سے تغافل صوفیا کے نزدیک موت کے مترادف ہے۔

بہرحال ہر فرض کے واسطے تجدید وضو افضل ہے۔ اور اگر غسل ممکن ہو تو اس کا کہنا ہی کیا ہے۔ شیخ الاسلام و المسلمین حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ بغیر غسل کئے نماز نہیں پڑھا کرتے تھے وضو کرتے وقت آستین چڑھا کر دامن سمیٹ کر تہہ بند یا پاجامہ کو اونچا کر کے بیٹھنا چاہئے تاکہ وضو کا پانی کپڑوں پر نہ ٹپکے۔ اگرچہ ماء مستعمل (وضو کے پانی) کے بارے میں علمائے مذاہب کا اختلاف ہے۔ کہ وہ پاک ہے یا ناپاک لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عضو پر سے گزرتے ہی ناپاک ہوجاتا ہے۔ فارغ ہو کر رومال یا تولیہ سے اعضا خشک کر کے دو رکعت تحیتہ الوضو ضرور پڑھنا چاہئے۔ وضو کرنے کے بعد فرض پڑھنے سے پہلے سوائے تحیتہ الوضو اور سنتوں کے اور کوئی کام نہ کرنا چاہئے۔ نیز وضو کرتے ہوئے بلاضرورت بات چیت سے پرہیز اولیٰ ہے۔

استنجا کرتے وقت دستار یا ٹوپی اتار کر کوئی دوسرا کپڑا سر سے لپیٹ کر بیت الخلاء میں جانا چاہئے۔ لیکن اس حالت میں بھی حضور یا تصور ترک نہ کرنا چاہئے۔ استنجا کرتے وقت ذکر قلبی منع نہیں ہے۔ اگر حضور میں استغراق تام نہ ہو تو کم از کم ایسی حالت میں اپنے آپ کو سب سے بدتر اور ذلیل خیال کرنا چاہئے۔

بے وضو کسی حالت میں نہ سونا چاہیئے۔ اگر سوتے ہوئے آنکھ کھل جائے تو وضو کر کے دو رکعت تحیتہ الوضو پڑھ کر سو جانا چاہئے باوضو رہنے سے دل کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ طبیعت کا ملال دور ہوتا ہے۔ چہرے پر نور پیدا ہوجاتا ہے شیطانی آفتوں سے بچنے کے لئے وضو مومن کا ہتھیار ہے۔

فرض اور دیگر نمازوں کے متعلق ہدایات

حضور سرور عالم ﷺ کے ارشادات اقدس کے مطابق نماز اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ اس لئے کئی سا لکین راہ طریقت کو فرض نماز اول وقت میں ادا کرنا لازم ہے۔ فجر اور عصر کی نمازوں میں اول وقت کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ان دونوں نمازوں کے بعد ایسے مخصوص وظائف ہیں جن کو طلوع اور غروب آفتاب سے پہلے پڑھ لینا ضروری ہے۔

صبح کی فرض نماز پڑھنے کے بعد اوراد وظائف سے فارغ ہو کر اشراق کی نماز پڑھ کر تلاوت کلام پاک میں مشغول ہو جانا چاہئے۔ اشراق کی نماز کے بعد مشائخ سلسلہ کے ملفوظات یا کتب سلوک و طریقت کا مطالعہ زیادہ بہتر ہے۔ اشراق کی نماز اور مطالعہ وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز چاشت پڑھنی چاہیئے۔ بعض بزرگان دین چاشت کی نماز اشراق کے بعد اس طریقہ سے پڑھتے ہیں کہ پھر دن چڑھے چار رکعات نماز اشراق اور چار رکعتیں چاشت کی زوال سے پہلے پہلے۔

زوال کے بعد قیلولہ کرنا چاہئے تاکہ رات کے قیام (نماز) میں سستی پیدا نہ ہو۔ فجر کی نماز کے بعد سے نماز اشراق تک اور عصر کی نماز کے بعد سے مغرب بلاسخت ضرورت کے کسی سے بات نہ کرنی چاہئے اس پابندی سے حضرات مشائخ مستثنیٰ ہیں۔

جس طرح فجر کی سنتوں کی ادائیگی میں یہ احتیاط شرط ہے کہ فرض نماز سے پہلے ادا ہو جائیں۔ اسی طرح عصر کی سنتوں میں بھی احتیاط لازم ہے۔ اگر کسی وقت کسی سبب سے عصر کی سنتیں فرض سے پہلے نہ پڑھ سکیں تو فرض کے بعد خلوت میں جا کر پڑھ لینی چاہئے۔ ایسی صورت میں اگر چار رکعت نہ پڑھ سکیں تو دو رکعت پڑھ لینا بھی کافی ہے۔

سلطان المشائخ المحبوبین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے خلفا اور مرید (جو اپنے وقت کے زبردست عالم اور فاضل وقت تھے) طلوع صبح صادق کے بعد ان نوافل کو جو رات میں پڑھنے سے رہ جاتے تھے۔ بلاکراہت ادا کرتے تھے اس

لئے طلوع صبح صادق کے بعد جب تک آسمان پر رات کی سیاہی باقی رہے گی فوت شدہ نوافل ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فجر اور عشاء کی نمازوں میں اگرچہ فقہائے کرام نے طوال مفصل کو بیان کیا۔ ان دونوں نمازوں میں اگر طویل قرات حضوری قائم رہے تو بہتر ہے ورنہ اگر یکسوئی منقطع ہوجانے کا احتمال ہو خیالات پریشان ہوجانے کا اندیشہ ہو یا کسی ضرورت کے پیش آجانے کا خدشہ ہو۔ ان حالات میں بجائے طوال مفصل کے چھوٹی چھوٹی سورتیں یا مختصر قرات بہتر ہے (نماز در حقیقت وہی نماز ہے جس میں شروع سے آخر تک حضوری ہو۔ اس لئے حضوری قائم رکھتے ہوئے حالات کے مطابق قرات میں تخفیف یا تطویل جائز ہے)

نماز میں معنی قرآن کے خیال پر زیادہ زور نہ دینا چاہیئے تاکہ دل میں پریشانی پیدا نہ ہو۔ نماز میں جہاں تک ممکن ہو دل کو ایک سو اور ایک ہی خیال پر رکھنا چاہیئے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد گرامی ہے۔ اعبد ربک کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک (اپنے رب کی اس طرح عبادت کرو۔ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ بات میسر نہ ہو کہ اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ بات میسر نہ ہو کہ اس کو دیکھ رہے ہو۔ تو اتنا ضرور سمجھنا چاہیئے کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔) دل کو یکسو رکھنے کیلئے نوافل پڑھنے سے بہتر مراقبہ ہے۔ الغرض جس عبادت میں جس شخص کو ذوق حاصل ہو۔ وہی اس کے لئے افضل ہے۔

نماز باجماعت

سالک رہ طریقت آبادی میں ہو یا صحرا میں اس کو ہر فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنی چاہیئے۔ صحرا نشین اولیاء کرام مردان غیب کے ساتھ جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے اگر صحرا میں کسی دوسرے شخص کی شرکت جماعت میں ممکن نہ ہو تو بوجہ مجبوری تنہا نماز بھی درست ہے یہ سمجھ کر کہ کراما کاتبین تو میرے

ساتھ نماز میں شریک ہوں گے نماز باجماعت کا ترک شریعت کے نزدیک نہایت ہی مذموم ہے۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے۔ کہ ہر شخص میں اتنی قابلیت کہاں ہے کہ فرشتے اس کے مقتدی بن کر نماز پڑھیں بالغرض اگر فرشتوں اور ارواح بزرگان دین کا نماز میں شریک ہونا تصور بھی کرلیا جائے تو فضیلت نماز باجماعت سے محرومی ایک بڑی محرومی ہے۔ البتہ اگر مردان غیب میں شرکت کریں تو یہ جماعت معتبر ہوگی ورنہ نہیں۔

قبولیت دعا کے اوقات

سالک کو اس بات کا بھی دھیان رکھنا چاہیئے کہ وہ کسی ایسے وقت کو ضائع نہ کرے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ طلوع صبح صادق کا وقت قبولیت دعا کا وقت ہے۔ بعض فجر کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک کا وقت ہے۔ بعض نے چاشت کا وقت بیان کیا ہے۔ بعض کے نزدیک وقت زوال۔ بعض کے نزدیک ظہر اور عصر کا درمیانی وقت ہے اور بعض کے نزدیک عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک کا وقت ہے بعض حضرات وقت مقبول مغرب کے بعد سے عشا تک۔ اور بعض کے نزدیک نصف شب۔ بعض کے نزدیک آخر شب صبح صادق سے پہلے کا وقت ہے۔

بہرحال طالب کو اوقات مذکورہ ذکر۔ شغل۔ مراقبہ۔ تلاوت کلام الٰہی یا نوافل میں صرف کرنا چاہیئے شب قدر کی طرح دعا کی قبولیت کا وقت بھی پوشیدہ ہے جس کو یہ وقت نصیب ہوجائے وہ بڑا ہی سعادت مند ہے۔

مکروہ اوقات میں کیا کرنا چاہیئے

مکروہ اوقات میں نماز پڑھنا اس لئے منع ہے۔ کہ طلوع غروب یا زوال کے وقت قہر الٰہی جوش میں آتا ہے۔ صوفیا کا خیال ہے کہ جوش غضب کو فرو کرنے کے لئے طاعت و عبادت اور بھی ضروری ہے۔ اس لئے کہ بندہ اور غلام کا منصب یہی ہے کہ آقا کو غیظ و غضب کی حالت میں دیکھ کر اس کی خوشامد میں زیادہ کوشش کی

جائے۔ علاوہ ازیں عاشق صادق کو محل غیر محل سے کیا سروکار ہے۔ یہ صحیح ہے کہ معشوق کی مہربانی کی حالت میں محبوب کا انداز خیال ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ لیکن اگر معشوق بصد ناز و انداز گھوڑے پر سوار نیزہ تانے ہوئے سامنے سے چلا آتا ہو تو اس وقت عاشق صادق فوراً اپنا سینہ سامنے کردیگا۔ اور اس انداز قہر و جلال سے اس کو جو لذت حاصل ہوگی اس کا بیان تحریر سے باہر ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں۔ کہ ان اوقات میں مشرکین شیاطین کی پرستش کرتے ہیں مسلمانوں کو ان کی مخالفت کرنی چاہیئے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ مشرکین کی مخالفت میں ہمیں اطاعت و عبادت الٰہی میں سرنگوں ہونا چاہیئے۔

بعض صوفیائے کرام اول سوجاتے ہیں اور بعد نصف شب نماز عشاء پڑھکر ذکر و مراقبہ میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ اس تدبیر سے دن کی تکان اور سستی و کاہلی دور ہوکر عبادت میں خوب لطف آتا ہے۔ اور بعض مشائخ کا یہ طریقہ معمول ہے کہ عصر کی نماز سے عشا تک سوائے عبادت کے اور کوئی کام نہیں کرتے کسی سے بات تک نہیں کرتے۔ اور روزہ ایک گھونٹ پانی سے افطار کرکے وظائف میں مشغول ہوجاتے ہیں عشا کی نماز کے بعد کچھ تھوڑا بہت کھالیتے ہیں۔ بعض حضرات تو افطار مسنون کے بعد کھاتے پیتے ہی نہیں صرف سحری پر اکتفا کرتے ہیں اور نوافل میں اتنا وقت نہیں گزارتے جس سے ذکر و مراقبہ میں کمی ہوجائے بعض حضرات تمام شب تلاوت کلام پاک میں مشغول رہتے ہیں۔ رات کے فرصت کے وقت میں اگرچہ تلاوت کلام میں کلام نہیں مگر چونکہ صوفی اور طالب صادق کے لئے سب سے بڑا مشغلہ مراقبہ ہے اس لئے مراقبہ پر زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔

تہجد یا قیام شب

تہجد کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ یقظته بعد نومته او نومته بین الیقظیتین او یقظته بین النومین (تہجد بیداری ہے نیند کے بعد یا نیند ہے دو بیداریوں کے درمیان یا ایک بیداری ہے دونوں نیندوں کے درمیان) تہجد کی پہلی تعریف کی تفسیر یہ ہے کہ

اول شب میں سو رہیں اور نصف شب کے قریب بیدار ہو کر باقی تمام شب عبادت میں مصروف رہیں۔

دوسری صورت کی تشریح یہ ہے کہ ثلث اول اور ثلث آخر میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہیں اور ثلث ثانی میں آرام کریں۔

تیسری صورت کی تفصیل یہ ہے کہ اول شب کچھ دیر سو کر بیدار ہو جائیں اور صبح صادق سے کچھ دیر پہلے آرام کر لیں۔

قیام لیل یا تہجد کی یہی تین صورتیں ہیں۔ نماز تہجد کی بہت بڑی فضیلت ہے حضور سرور عالم ﷺ ہمیشہ تہجد پڑھا کرتے تھے۔ نماز تہجد ادا کرنے سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے اور مرنے کے بعد قبر منور اور روشن رہتی ہے۔

طالب صادق کو رات کو غفلت کی نیند نہ سونا چاہیئے۔ طالب صادق کی حالت تو ان لوگوں جیسی ہونی چاہیئے جن کی نسبت کہا گیا ہے اکلھم کاکل المریض ونومھم کنوم الغریق (ان کا کھانا مریض کے کھانے جیسا ان کی نیند ڈوبنے والے کی نیند جیسی ہوتی ہے) میں بچشم خود دیکھا ہے کہ سلطان محمد تغلق نے چند آدمیوں کے پیروں میں شگاف دے کر درختوں پر الٹا لٹکا دیا تھا مگر ایسی حالت میں بھی ان پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گئے صوفی کی نیند بھی ایسی ہونی چاہیئے۔

ایک غریب صوفی صاحب بے دینی و زندقہ کے الزام میں ماخوذ ہو گئے ہاتھ پیر کاٹ کر ڈال دیا۔ صوفی صاحب سو گئے خواب میں غسل کی حاجت پیش آئی۔ خواب سے بیدار ہو کر لوگوں سے کہا مجھے نہانے کی حاجت ہو گئی ہے۔ میرے اوپر پانی بہا دو۔ حاکم بہت پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ اگر یہ شخص بے دین ہوتا تو غسل کے واسطے اہتمام نہ کرتا۔

آداب خواب

حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد اقدس ہے تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ (میری آنکھیں سوتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا) صوفی کی نیند بھی ایسی ہی ہونی چاہیئے۔ صوفی کے لئے

غفلت کی نیند سونا زیبا نہیں صوفی کو ایسی نیند نہ سونا چاہیئے جس میں اپنے وجود کی خبر نہ رہے۔ مشہور ہے کہ مبتلائے فراق کو رنج و غم کے سبب اور واصل کامل کو لطف و لذت وصل سے نیند نہیں آتی مگر اہل یقین کو خوب نیند آتی ہے۔ ان کا دل رنج و تشویش سے خالی رہتا ہے۔ اطمینان کے سبب سے وہ خوب سوتے ہیں۔ مگر یہ بات اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب تمام عمر شب بیداری میں گزاری ہو اور انکی طبیعت بیداری کی عادی بن گئی ہو۔

علمائے طریقت نے نیند کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

جس نیند سے خدا سے غفلت ہو وہ یقیناً مذموم ہے۔ شب بیدار آدمی کو نیند سے عبادت میں مدد ملتی ہے۔ دنیا میں مبتلا اور ذکر الٰہی سے غافل لوگوں کی غفلت میں اضافہ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں چلنے والے سے کھڑا رہنے والا سے بیٹھنے والا اور بیٹھنے والے سے لیٹنے والا بہتر ہوگا۔ اس لئے اگر نیند اوپر کی تینوں اقسام میں سے ہو تو نیند کی افضلیت میں کوئی کلام نہیں شیطانی نیند اسیران حرص و ہوا اور اہل وساوس ہی کو آتی ہے۔ عارف کو خواب میں غسل کی حاجت عوام کی حاجت سے اس لئے افضل ہے کہ یہ چیز عوام کے لئے محض ذریعہ تکلیف ہے اور عارف کو لیے باعث راحت۔

مرید اور طالب صادق کو شب بیداری میں بہت کوشش کرنی چاہئے کھانے پینے میں بھی کمی لازمی ہے۔ مرید اور طالب صادق کو دل صاف کرنے پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ بدون صفائی قلب کے شب بیداری مشکل ہے جب دل صاف اور زندہ ہوجائے گا تبھی بدون صفائی قلب کے شب بیداری مشکل ہے جب دل صاف اور زندہ ہوجائے گا تبھی جمال خداوندی اس پر جلوہ زیر ہوگا۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی سہل بن عبداللہ تستری ؒ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ سہل ؒ دنیا میں روزہ سے آئے اور روزہ ہی میں واصل بحق ہوئے۔ سہل ؒ وہ شخص تھے جن کا قول ہے کہ روز ازل میں حق تعالٰی کا روحوں سے الست بربکم فرمایا اور ان کا (بلیٰ) جواب دینا مجھے یاد ہے۔ بات یہ ہے کہ صوفی چشم ظاہر سے جو دیکھتا ہے اس میں تو

غلطی کا امکان ہے مگر جو خواب میں نظر آتا ہے اس میں غلطی نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ بعض مشائخ قصداً اس غرض سے سوتے ہیں کہ ان کو جو بات معلوم کرنی ہے۔ خواب میں معلوم ہوجائے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ خواب کو بیداری پر ترجیح دیتے ہوں۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ خواب خدا کا فعل ہے۔ خدا کے فعل میں تمہارا کوئی عمل و اختیار نہیں ہے اس لئے بیداری سے خواب یقیناً افضل ہے۔

ایک روز مولائے کائنات شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خاتون جنت محو استراحت تھے۔ چادر سینہ سے اتر گئی تھی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جگانے تشریف لائے دروازہ میں داخل ہوتے ہی آنکھیں بند کر کے فرمایا الصلوۃ الصلوۃ (نماز کے واسطے اٹھو) مولا علی خواب سے بیدار ہوئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسے سوتے ہو کہ نماز کا وقت بھی آخر ہوگیا۔ عرض کیا سلانے والے نے سلا دیا ہم سو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب سن کر یہ آیت پڑھی وکان الانسان اکثر جدلا مولائے کائنات کے پاس اس وقت اس کے سوا اور کوئی جواب ہی نہ تھا اور نہ اس کے سوا کوئی جواب دے سکتے تھے جن کی تمام عمر شب بیداری میں گزرتی ہو وہ اگر بہ اقتضائے بشریت سو رہیں اس قسم کا جواب دے سکتے ہیں۔

حضور آقائے نامدار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خضر نے ملاقات کی ہے یا نہیں اس مسئلہ میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت ابراہیم تیمی نے تعلیم مسبعات عشر کی حضرت خضرؑ سے روایت کی ہے اس کی نسبت کہا گیا ہے کہ حضرت خضرؑ کی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی ملاقات تھی۔ ایک روایت میں الفاظ مذکور ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں! اگر خضرؑ زندہ ہوتے تو مجھ سے ملاقات کرتے۔ اس روایت میں بھی محدثین نے کلام کیا ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے جب ذوالقرنین نے دیوار یاجوج ماجوج بنائی تو حضرت خضر کو اس دیوار کا محافظ مقرر کیا گیا تھا۔ قرب زمانہ بعثت حضرت خضرؑ سو گئے اور سو برس تک سوتے رہے۔ بیدار ہوئے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو کر وصال بھی فرما گئے۔

اس روایت کو نقل کرنے سے میرا مقصد یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کو نیند منجانب اللہ ہی ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں اصحاب کہف کا قصہ مذکور ہے کہ وہ تین سو نو سال تک سوتے رہے خواب سے بیدار ہو کر انہیں محسوس ہوا کہ وہ پورا دن بھی نہ سوئے تھے۔ اصحاب کہف کی نیند بھی منجانب اللہ تھی اور اللہ کی ایک نشانی تھی۔

اس لئے طالب صادق کو سوتے وقت آنکھیں بند کر کے مراقبہ میں مشغول ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ وہم وخیال خواب میں نظر آئے خلل سے محفوظ رہے۔ اگر کوئی بات معلوم کرنی ہو تو قصداً سو جانا بہتر ہے۔ خواب میں جو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ وہ بیداری سے حاصل نہیں ہوتی اور جو لطف بیداری میں ہے وہ خواب میں حاصل نہیں ہوتا۔ طالب صادق کو خواب اور بیداری دونوں سے بہرہ اندوز ہونا چاہیئے۔ خواب میں بہت سے بزرگان دین کو دیدار الٰہی حاصل ہوا ہے۔ حضور میں زیادتی کے لئے اپنی حالت میں تفرقہ اچھا نہیں۔ موت کے واسطے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔

(قیلولہ) دوپہر کی نیند

حدیث میں قیلولہ یعنی دوپہر کو سونے کی فضیلت وارد ہے کیونکہ دوپہر کی نیند قیام شب میں معین و مددگار ہے۔ دوپہر کو آدھ گھنٹہ سو جانے سے رات کو طبیعت میں کسل اور سستی پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے مرید اور طالب صادق کو دوپہر کو کچھ دیر آرام ضرور کرنا چاہیئے۔ نیند آجائے تو بہتر ہے نہ آئے تو صرف لیٹا رہنا بھی نیند کے قائم مقام ہے۔ شب بیدار حضرات اشراق کی نماز پڑھ کر کچھ دیر ضرور آرام کرتے ہیں۔ اس وقت کے آرام سے ادائیگی نوافل اور اوراد میں کسل نہیں ہوتا بعض حضرات طلوع صبح صادق کے بعد کچھ دیر آرام کرتے ہیں اس وقت سو جانے میں اندیشہ ہے کہ فجر کی نماز فوت نہ ہو جائے اس لیے صبح صادق کے وقت کا خواب ان لوگوں کے لئے ہی بہتر ہے جن کو فجر کی نماز فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ جو حضرات رات بھر بیدار رہ کر دن میں آرام نہیں کرتے ان کی پیشانی پر اگرچہ شب بیداری کا

نور نمایاں ہوتا ہے۔ مگر رخساروں پر زردی چھا جاتی ہے۔ آنکھیں بوجھل ہو جاتی ہیں جس سے دیکھنے والے کو شب بیداری کا پتہ چل جاتا ہے۔ صوفی کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کوئی ایسی علامت پیدا نہ ہونی چاہیئے جس سے عوام میں شہرت یا ناموری پیدا ہو خواص کو چھوڑ کر عام حالات میں سالک کو رات کے تین حصے کرنے لازم ہیں۔ ایک حصہ نیند کے لئے دوسرا اور اوووظائف کا تیسرا مراقبہ کا۔ ان دونوں پروگراموں میں جس سے زیادہ دلچسپی ہو اس میں زیادہ وقت صرف کرنا چاہیئے۔

خواب اور اس کی تعبیر

مرید کو خواب دن میں نظر آئے یا رات میں۔ اپنے مرشد کے سوا کسی دوسرے شخص سے ذکر نہ کرنا چاہیئے۔ خواب بیان کرنے کے بعد تعبیر دریافت کرنے کی حاجت نہیں۔ اگر پیرو مرشد خود ہی تعبیر بیان کردے تو پس اس کو مراد سمجھے ورنہ خاموش ہو جانا چاہیئے۔ جس طرح مسافر کو اثنائے سفر میں پہاڑ دریا جیسی قسم کی چیزیں نظر آتی ہیں اسی طرح اثنائے سلوک میں بھی سالک کو آفتاب ستارے اور مشائخ کرام کی صورتیں نظر آتی ہیں۔ کبھی کبھی ہاتف کی آواز بھی سنائی دیتی ہے۔

اگر مرید خواب میں بکری کے بچے کو اپنے اوپر حملہ آور دیکھے تو پیر کو اس کی یہ تعبیر دینی چاہیئے کہ مرید پر شہوت کا غلبہ ہے۔ اس کا علاج کرنا چاہیئے۔ جس حیوان کی جو خصلت ہو۔ مثلاً کتے اور چیونٹی کا حرص و بخل اور سانپ بچھو وغیرہ کی ایذا رسانی ان حیوانات کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر یہی ہے کہ مرید کو اپنی انہی خصائل کے اصلاح کرنی چاہیئے۔

خواب میں ہر ایک قسم کا نور مشاہدہ کرنے کی بھی جداگانہ تعبیر ہے۔ اگر خواب یا بیداری میں کسی شخص کا حال معلوم ہو جائے۔ تو اس کو کسی شخص پر ظاہر نہ کرنا چاہیئے ورنہ اندیشہ ہے کہ غیب کی طرف سے اس قسم کی باتوں کا راستہ بند کر دیا جائے۔

روزہ اور اس کا بیان

فرضی روزہ کے علاوہ نفلی روزں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ان میں ایک قسم صوم

و دوام ہے (ہمیشہ روزہ رکھنا) طریقہ سلوک میں ہمیشہ روزہ رکھنا نہایت عمدہ اور بہتر ہے۔ بعض صوفیا کے نزدیک صوم داوٗدی بہتر ہے۔ روزانہ روزہ رکھنے سے روزہ کی عادت ہو جاتی ہے۔ صوم داوٗدی میں چونکہ ایک دن روزہ ایک دن افطار رہتا ہے اس لئے یہ نسبت صوم و دوام کے صوم داوٗدی نفس پر زیادہ شاق گزرتا ہے۔ میرے نزدیک صوم دوام اور صوام داوٗدی برابر ہیں۔ سالک دونوں میں سے جس ایک کی بھی عادت ڈال لے بہتر ہے۔ بعض صوفیا ہفتہ میں پیر جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھا کرتے ہیں۔ بعض بزرگوں نے سال بھر میں نو روزہ ذی الحجہ کے اور دس محرم کے اور چھ شوال کے پسند کئے ہیں۔

سالک راہ طریقت کے لئے ایام بیض یعنی تیرہویں۔ چودھویں پندرہویں تاریخ کے روزے رکھنے لازمی ہیں۔ ترک نہ کرنے چاہیئے اگر ضعف پیری یا بیماری لاحق ہو تو اور بات ہے بعض صوفیا کا یہ معمول ہے کہ دن بھر کچھ نہیں کھاتے غروب آفتاب سے پہلے کچھ کھالیا کرتے ہیں روزہ کی نیت خود ستائی کے خطرے سے نہیں کرتے۔ میرے نزدیک ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ کم کھانے سے مقصد صفائی قلب ہے۔ صفائی قلب روزے سے حاصل ہو یا فاقہ سے بہرحال جس طرح حاصل ہو وہ ٹھیک ہے۔

روزہ دین کا اہم ترین رکن ہے اس لئے روزہ کی ادائیگی میں شرائط کی پوری پوری پابندی لازمی ہے۔ میرے نزدیک صوم و دوام بہتر ہے۔ مگر افطار کے لئے اہتمام کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ غیب سے فتوحات حاصل ہوں اسی پر اکتفا کیا جائے۔ لیکن دفع تشویش کے لئے افطار کے لئے کچھ رکھ چھوڑنا بھی برا نہیں اگر سالک طے کا روزہ رکھ سکے تو صوم ودوام ضرور رکھنا چاہیئے۔ روزہ سے دل کی صفائی بہت جلد ہوتی ہے۔ اور اس کا ثواب بھی بہت ہے۔ اللہ و تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجزِیْ بِہٖ (روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کا بدلہ ہوں)

روزہ میں بہت سے فوائد ہیں دن بھر کھانے پینے کا خیال نہیں آتا۔ بدگوئی اور فضولیات سے حفاظت رہتی ہے۔ آخرت کا اکثر خیال رہتا ہے شہوت بھی کم ہو جاتی

ہے۔ طالب کے لئے شہوت حد درجہ مضر ہے اس لئے اس کو روزہ کی پابندی کا خاص دھیان رکھنا لازم ہے روزہ سے جو ضعف پیدا ہوتا ہے وہ بھی سالک کے حق میں نہایت مفید ہے روزہ کی حالت میں بے ہوشی سے حضوری کا خاص مقام حاصل ہوتا ہے اس کے علاوہ ہمیشہ روزہ رکھتے دیکھ کر بچوں کو بھی روزہ رکھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ روزہ افطار کرنے کے بعد شکم سیری سے بچنا چاہیئے۔ کم کھانے سے نیند کم آتی ہے۔

طے کا روزہ یا صائم الدہر رہنے کی ترکیب

طے کا روزہ یا صائم الدہر رہنا ابتدا میں دشوار ہے اس لئے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنے کے بعد اور سوم دوام کا عادی بننے کے بعد طے کا روزہ دشوار نہیں۔ صوم دوام میں بجائے نماز مغرب کے عشاء کے بعد کھانا کھانا چاہیئے۔ لیکن اس صورت میں بھی بتدریج تاخیر اختیار کرنی چاہیئے اس سے دو یا تین روز بعد بغیر کھائے پئے گزارنے مشکل نہ ہوں گے۔ دو یا تین دن نہ کھانے پینے کی عادت ہو جانے سے ایک مہینہ یا چھ مہینہ یا پورا سال بغیر کھائے پئے گزارنا سہل ہوگا۔ اور اس نوبت پر پہنچ کر عمر بھر کھانے پینے کی احتیاج باقی نہ رہے گی۔ مگر واضع رہے کہ یہ تدابیر اسی وقت مفید ہو سکتی ہے جب ان روزوں سے ضروری امور چلنے پھرنے میں حرج واقع نہ ہو اور اگر حرج واقع ہو تو ان کا ترک کرنا بہتر ہے۔ بعض لوگ گرم اور پیاس لگانے والی چیزیں کھا کر پانی نہیں پیتے۔ چند روز ایسا کرنے سے پانی پینے کی عادت کم ہو جاتی ہے۔ کم کھانے پینے سے نیند نہیں آتی۔

سلوک میں چار چیزوں کی تقلیل کا حکم ہے۔ سالک کو کم کھانا۔ کم بولنا۔ کم سونا اور لوگوں سے کم ملنے کا عادی بننا چاہیئے۔ ان چاروں چیزوں میں سے ہر ایک دوسرے کا معاون و مددگار ہے۔ طالب اور عاشق صادق پر بغیر کھائے پئے مہینے یا سال گزر جاتے ہیں۔ نہ ان کو کھانے پینے کی خبر رہتی ہے۔ نہ ان کی قوت میں ہی کمی یا فرق آتا ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّی یُطْعِمُنِی وَیَسْقِینِی (میں اپنے

رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہی مجھے کھلا دیتا ہے وہی مجھے پلا دیتا ہے۔) حضور سرور عالم ﷺ کے اس ارشاد اقدس سے اسی کیفیت کی طرف اشارہ ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔

کم کھانے کی عادت ڈالنے کے طریقہ

قلت طعام کی عادت ڈالنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مثلاً ایک پاؤ کھاتا ہے تو ایک پاؤ چنے تول کر رکھ لے اور اپنی خوراک میں ایک چنا روزانہ کم کردیا کرے۔ اس تدبیر سے سال بھر میں ۳۶۰ چنوں کی برابر خوراک کم ہوجائے گی کسی قسم کا ضعف بھی پیدا نہیں ہوگا۔

بعض لوگ اپنی خوراک کے وزن کے لئے ایک ہری لکڑی وزن کرکے رکھ لیتے ہیں اور اسی لکڑی کے برابر وزن کرتے رہتے ہیں جوں جوں لکڑی سوکھتی جاتی ہے خوراک میں کمی ہوتی جاتی ہے اس تدبیر میں خرابی یہ ہے کہ چند روز میں لکڑی کا وزن نصف رہ کر خوراک میں کمی ہوجانے سے ضعف پیدا ہوجاتا ہے' غذا میں روزانہ کم کھانے سے ضعف اور لاغری آجاتی ہے اس لئے قلت طعام اختیار کرنے کے لئے چنے والی ترکیب سب سے بہتر ہے۔

اعتکاف

صوفیائے کرام کے نزدیک اعتکاف کی خاص رعایت اور ہدایت ہے بعض چالیس روز کا اور بعض پورے تین چلوں کا اعتکاف کرتے ہیں۔ خاندان کبرویہ کے بزرگ بیس شعبان سے تیس رمضان تک یعنی پورے چالیس روز کا اعتکاف کرتے ہیں۔ اس اعتکاف کا نام ان کے نزدیک اربعین محمدی ﷺ ہے اس کے بعد یکم ذیقعدہ سے دس ذی الحجہ تک کا بھی اعتکاف کیا جاتا ہے۔ اس اعتکاف کا نام اربعین موسوی ہے اور یکم رجب سے دس شعبان تک کے اعتکاف کا نام اربعین عیسوی ہے۔ یہ تینوں صوفیا کے نزدیک نہایت ضروری ہیں ان چلوں میں ذکر اور مراقبہ کثرت کے ساتھ ہوتا ہے۔ دیگر نوافل یا تلاوت پر زور نہیں دیا جاتا سنت موکدہ اوت تحیتہ

الوضو کے علاوہ کچھ نہیں پڑھتے کتب فقہ مثلاً ہدایہ میں رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف مسنون لکھا ہے مگر میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے کوئی ایسی روایت نہیں دیکھی کہ وہ آخر رمضلن میں اعتکاف کی رعایت کرتے ہوں اسی سبب سے بعض مشائخ آخر رمضان کا اعتکاف نہیں کرتے اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ آخر رمضان کے اعتکاف کرنے سے شہرت اور ناموری ہوتی ہے جو لوگ مسجدوں یا خانقاہوں میں رہتے ہیں اور وہاں نماز باجماعت ہوتی ہے تو ان متبرک مقامات پر شرائط اعتکاف کے ساتھ قیام بھی اعتکاف میں شمار ہوتا ہے۔

اعتکاف تین قسم کے ہوتے ہیں (۱)اعتکاف معین (یعنی آخر رمضان کا اعتکاف) (۲)اعتکاف دوام جس کا ذکر سطور بالا میں گزرا (۳)اعتکاف قلب اہل دل اپنے خانہ دل میں اعتکاف کرتے ہیں۔

حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ وہ رمضان المبارک میں ہی پورے مہینے کے روزے رکھا کرتے تھے اور کسی مہینہ میں نہ پورے روزے رکھتے۔ نہ پورے مہینے افطار کرتے تھے نہ کوئی دن روزہ کے واسطے مخصوص فرماتے تھے۔ صوفیائے کرام ایام بیض روزوں کی پابندی میں سنت کا اتباع بھی پیش نظر رکھتے ہیں اور اپنے اور ادووظائف کی رعایت بھی۔

نکاح کرنا بہتر یا نوافل پڑھنا

حضرت امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں کہ خلوت میں نوافل ادا کرنے سے نکاح کرنا بہتر ہے امام شافعی ؒ کے نزدیک نکاح کرنے سے نوافل پڑھنا افضل ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اقدس ہے۔ خیر هذا الامته اکثر هم نساء اس امت میں وہ شخص بہتر ہے جس کی بہت سی بیویاں ہوں۔

امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں وارد ہے کان ازهد الناس وله اربعته نسو ة وثمان عشر ة سریته آپ سب سے بڑے زاہد تھے آپ کی چار بیویاں اور اٹھارہ لونڈیاں تھیں۔ معلوم ہوا کہ شادی کرنا دنیا داری میں داخل نہیں۔

حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ نے اسی برس کی عمر میں چار شادیاں کیں۔
محمد حسینی اپنے تجربے کے موافق کہتا ہے کہ جس نے ایک عورت سے شادی کی وہ پوری دنیا کا محتاج ہوگیا۔ تم بھی تجربہ کر کے دیکھ لو پہلے تو تمہیں صرف اپنی ضروریات کا فکر تھا۔ اب دوسرے کا بھی ہوگیا یہ صحیح ہے کہ تمہیں لذت و خواہش کی پرواہ نہیں مگر دوسرے کو تو ہے۔ بیاہ شادی کرنے سے تمہاری قوت روز بروز زائل ہو کر جمال زوال کی صورت میں تبدیل ہو جائے گی اگر تم مر گئے تو تمہاری بیوہ کسم پرسی کی حالت میں زندگی کیوں کر گزارے گی۔ اس خیال کو دل سے نکال دو خدا اور رسول نے تم کو نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ مگر یہ غور کرو کہ تم فرائض کس قدر انجام دے رہے ہو جو اس مباح کے پیچھے پڑو۔ اگر تم عارف ہو اور تجلیات کا مشاہدہ کر چکے ہو تو خوب جانتے ہو کہ بہت سی باتوں کو وہ فرماتے ہیں مگر تم نہیں کرتے حق تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ وہ حضوری تھے یعنی انہوں نے شادی نہیں کی تھی (کہا جاتا ہے کہ ان میں قوت باہ نہ تھی) میں کہتا ہوں تم بھی صوفی ہو قلت طعام کے سبب تمہارے اندر قوت باہ کہاں سے آئی لہٰذا تم بھی انہیں کے حکم میں ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میری عمر کے صرف دس پندرہ روز رہ گئے ہیں تب بھی شادی کرلوں کیونکہ میں تجرد کی حالت میں خدا سے ملنا نہیں چاہتا۔ یہ بات بہت اچھی ہے تم بھی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جان دو مگر یہ دیکھ لو تمہاری بیوی پر تمہارے مرنے کے بعد کیا گزرے گی۔

میرے عزیز جہاں تک ہو سکے اس کام سے باز رہو۔ میری بات سنو میں تم کو تنبیہہ کرتا ہوں کہ جب سالک اس فعل کا مرتکب ہوا وہ منزل مقصود سے دور رہ گیا اگر تم عارف ہو تو قسم ہے خدا کی اس کام سے تمہاری تجلیات میں ذوق آجائے گا اور تم شہود غائب سے شاہد موجود کے ساتھ راضی ہو جاؤ گے۔

صوفی کو لازم ہے کہ کمال حاصل کرنے کے بعد بھی اپنے اوراد میں سے کوئی ورد ناغہ نہ کرے۔ حضرت جنید بغدادیؒ مرتے وقت بھی تسبیح پڑھنے میں مشغول تھے

سبب دریافت کرنے پر فرمایا کہ اس وقت میرا نامہ اعمال لپیٹا جا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی کام کے ساتھ میرا خاتمہ ہو ہمارے مشائخ رضوان اللہ علیہم سے باوجود کمالات کے کبھی ایک وقت کا وظیفہ بھی فوت نہیں ہوا۔ پیرو عارف ہر چیز میں اسی کو دیکھتا ہے۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ بزرگان دین کے مقررہ طریقہ کو چھوڑ کر امتیازی صورت اختیار کی جائے۔

کھانے پینے کے آداب

کھانا کھاتے وقت سالک کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر جاری رکھنا چاہیئے کھانے کے ہر لقمہ اور پانی کے ہر گھونٹ پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔ بعض بزرگوں کے متلق یہ بھی منقول ہے کہ وہ ہر لقمہ پر ایک قرآن شریف ختم فرمایا کرتے تھے (یہ ان کی خاص کرامت ہے)

سالک کو بھوک بڑھانے کے لئے سفوف مشتی طعام کا استعمال زیبا نہیں اور نہ یہ زیبا ہے کہ قسم قسم کے مزے مزے کے کھانے دیکھ کر خوب پیٹ بھر کر کھائے۔

میزبان کو لازم ہے کہ اپنے مہمان کو اپنی حثیت کے موافق سریع الھضم کھانا کھلائے ثقیل اور ریاح پیدا کرنے والا کھانا کھلانے سے پرہیز کرنا چاہییے مہمان کو بھی چاہیئے کہ جو کچھ اسکے سامنے آئے بخوشی کھائے ایسی فرمائش نہ کرنی چاہئے جس کو پورا کرنے میں میزبان کو تکلیف یا دقت کا سامنا ہو۔

مہمان کو خالی ہاتھ نہ جانا چاہیئے کچھ نہ کچھ ضرور لے جائے۔ اگر برتن بطور تحفہ لے جائے تو اس کو خالی لے جانا مناسب نہیں۔

کھانا کھاتے وقت روٹی کے ٹکڑے کر کے ڈالنا اچھا نہیں۔ جب ایک روٹی کھا چکے تب دوسری روٹی توڑنی چاہئے۔ درویشوں کا قاعدہ ہے کہ وہ کئی آدمی مل کر کھاتے ہیں۔ تو روٹیوں کے ٹکڑے کر لیتے ہیں یہ پردہ پوشی کی بہت اچھی صورت ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس نے کتنی روٹیاں کھائیں۔ ابدال نوالہ چبا کر تھوک دیتے ہیں اور پانی کا گھونٹ پی لیتے ہیں۔ پانی کے ساتھ کھانے کے جس قدر ریزے

پیٹ میں چلے جاتے ہیں اسی پر بس کرتے ہیں۔

دعوت میں شریک ہونے کے آداب

اگر کسی دعوت میں جانے کا اتفاق ہو تو اپنے ساتھ کسی دوسرے شخص کو لے کر نہ جانا چاہئے اگر مصلیٰ بردار خادم ساتھ ہو تو اس کو مجلس میں اپنے برابر نہ بٹھائیں بشرطیکہ میزبان اس بات سے ناراض ہو۔ اگر راستہ میں باتیں کرتے کرتے لوگ ساتھ ہولیں تو مکان دعوت کے دروازے پر ان سب کو رخصت کردینا چاہئے اگر کوئی دوسرا آدمی ساتھ میں اندر چلا آئے تو میزبان کو اس کی اطلاع کردینی چاہئے اگر میزبان اجازت دے تو اس کو شریک طعام ہونا جائز ہے ورنہ نہیں۔ اگر میزبان اجازت نہ دے تو برا نہ ماننا چاہئے۔

مجلس طعام میں صدر مقام پر بیٹھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جانا مناسب ہے۔ اگر میزبان صدر مقام پر بیٹھنے کے لئے اصرار کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ تمام جگہ گھیر کر یا امتیازی شان کے ساتھ بیٹھنا مناسب نہیں۔

اگر مجلس میں آپ ہی صدر مجلس ہیں تو بلا تکلف صدر مقام پر بیٹھ جائیں مگر جب تک اور لوگ کھانا شروع نہ کریں۔ آپ کو بسم اللہ کرنے میں سبقت نہ کرنی چاہئے۔ کھانے سے بے رغبتی کا اظہار متکبرین کا طریقہ ہے لقمے اوسط درجہ کے خوب چبا چبا کر کھانا چاہئے اور آہستہ آہستہ کھانا چاہئے تاکہ کوئی مہمان شرم و حیا سے بھوکا نہ رہ جائے۔

کھانا اپنے آگے سے کھانا چاہئے۔ ادھر ادھر ہاتھ نہ چلانا چاہئے اگر دسترخوان پر روٹی سالن۔ چاول مٹھائی موجود ہو تو پہلے روٹی سالن اس کے بعد چاول اور آخر میں مٹھائی وغیرہ کھانا چاہئے اور اگر دسترخوان پر دلیا بھی موجود ہو تو اس کو کھانے سے پہلے پی لینا ہی بہتر ہے۔

مجلس میں اگر پرہیز کی مجبوری ہو تو خاص کھانا کھانا جائز ہے اپنے کھانے میں دوسروں کو بھی شریک کرنا چاہئے کیونکہ

(جو آدمی تنہا کھاتا ہو وہ سب لوگوں سے برا ہے) کھانا اس طرح نہ کھانا چاہئے کہ ہاتھ اور ہونٹ لت پت ہو جائیں- تین انگلیوں سے نوالہ بنا کر کھانا چاہئے- کھیر- بریانی، پلاؤ، زردہ پیٹ بھر کر نہ کھانا چاہئے کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی تعریفوں کے پل باندھنا مناسب نہیں اور اگر کھانا حسب مرضی نہ ہو تو اس کی مذمت کرنا تو بہت ہی برا ہے-

اگر میزبان کی مرضی کا کھانا نہ ہو تب بھی اس کو مہمانوں کی خاطر سے شریک طعام ہونا چاہئے کھانے کی برائی مہمانوں کے سامنے نہ کرنی چاہئے کھانے کے عیب و ہنر باروچی کو علیحدگی میں بتلانا چاہئے تاکہ وہ آئندہ خراب کھانا پکا کر مال خراب نہ کرے-

کھانا کھانے کے لئے بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پیر کو بچھا کر دایاں پاؤں کھڑا کر کے بیٹھ جائیں- یہ طریقہ نشست سنت ہے- مشائخ اور بزرگوں کے سامنے با ادب بیٹھنا چاہئے- کھانا کھانے کے بعد لوگوں کے سامنے سلفچی یا طشت میں کلی غرارہ یا خلال نہ کرنا چاہئے-

صوفیائے کرام کے لئے کھانے کا وقت دن میں قریب زوال اور رات کو بعد نماز عشاء مناسب ہے دو وقت سے تیسرے وقت نہ کھانا چاہئے- مجلس طعام سے رخصت ہوتے وقت میزبان سے مصافحہ کر کے مختصر الفاظ میں شکریہ ادا کرنا چاہئے دعوت کو قبول یا انکار کرنے میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے- کہ فراخ دل کی دعوت کو رد نہ کیا جائے بخیل اور مشتبہ یا حرام کاروبار والے کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دینا چاہئے-

اجنبی فقیروں کی دعوت کرنے سے یاران طریقت کو کھانا کھلانا بدرجہا بہتر ہے- اور اگر ان میں کوئی رشتہ دار ہو تو اس کو مقدم سمجھ کر حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہئے- اور اپنے کسی عزیز کی خدمت کرنے کا چرچا نہ کرنا چاہئے سوائے خدا کے کسی کو علم نہ ہو-

مرید ٹوپی کے علاوہ ہر ایک کپڑا اپنے مرشد کے حضور نذر کر سکتا ہے اگر ٹوپی

بالکل نئی ہو تو اس کو پیش کرنے میں بھی مضائقہ نہیں۔

مرید ہونے کی شرطیں اور اس کے ابتدائی فرائض

طالب راہ حق کو اس میدان میں قدم رکھنے کے بعد حسب ذیل شرائط کی پابندی لازمی ہے۔

(۱) متبدی کے لئے سب سے پہلی شرط مرشد اور ہادی کی جستجو ہے۔

(۲) یہ کہ طالب صادق جواں مرد اور صاحب ہمت ہونا چاہئے۔ جو اپنے دل سے دنیاوی تعلقات کو منقطع کر سکے (۳) اپنی ریاضت و مجاہدہ کو کسی شمار میں نہ لانا (۴) خلوت اور تنہائی اختیار کرنا (۵) عورت سے علیحدگی اشد ضرورت کے علاوہ بیوی کے پاس نہ جانا (۶) اکل حلال اور صرف اتنی غذا کھانا جس سے عبادت کرنے کی قوت جسم میں برقرار رہے (۷) بڑی مستعدی سے پیرو مرشد کی تعمیل حکم میں سرگرم رہنا (۸) کم سونا (۹) جب دو کام سامنے آئیں ان میں سے بہتر کو اختیار کرنا (۱۰) نفس کی خواہشات کی مخالفت کرنا (۱۱) اپنی آباؤ اجداد کے علم و فضل پر فخر نہ کرنا (۱۲) علمی مباحثوں سے اور مناظرہ سے علیحدہ رہنا (۱۳) وضو اور طہارت میں وہم نہ کرنا اور تزکیہ نفس اور خدا کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا (۱۴) اپنے لئے کوئی خاص ہیئت اور لباس یا وضع اختیار نہ کرنا (۱۵) فرصت کے اوقات میں بھی خالی نہ رہنا۔ مراقبہ اور حضوری سے دل کو خالی نہ رکھنا طالب کو ہر وقت اللھم زدنی اور ھل من مزید کا غلغلہ بلند کرنا چاہئے۔ خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ وہی ہے جو مرشد بتائے حضور سرور عالم ﷺ کے راستہ کی تلاش کرنی چاہئے۔ طالب اپنا مقصد پیش نظر رکھے اس کے سوا اور جو کچھ ہے وہی اس کے لیے کفر و جنہم ہے کشف و کرامات کے پیچھے طالب کو نہ پڑنا چاہئے۔ یہ چیزیں طالب کے لئے حجاب عظیم ہیں۔

مریدوں کی قسمیں

(۱) ایک طالب وہ شخص ہے جو اپنی عقل اور سمجھ سے غذا کی طلب میں مصروف و سرگرداں رہتا ہے اور اپنے علم و عقل سے سمجھتا ہے کہ خدا واجب الوجود

قدیم اور سب سے بڑا ہے۔ یہ شخص چونکہ حکمت کی راہ سے طالب ہوا ہے اس لئے عاشق صادق نہ کہلائے گا۔

(۲)عاشق کے اندر جو طلب ہوتی ہے وہ خدا ہی کی طرف سے اس میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر عاشق سے دریافت کیا جائے تو معشوق پر کیوں شیدا ہے وہ یہی جواب دے گا کہ میں نہیں جانتا۔

مرید ہونے کا بہتر وقت بلوغ سے چالیس سال کی عمر تک ہے پیرانہ سالی میں مرید ہونے سے کیا حضور حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ نیکیوں کے سبب درجات میں بلندی حاصل ہو جائے۔ عمر جوانی کا زمانہ راہ طریقیت اختیار کرنے کیلئے خوب ہے۔ خدا توفیق عطا فرمائے۔ ایام جوانی میں پوری ہمت کے ساتھ اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

جس طرح ایک عاشق مجازی ہر وقت وصل کی جستجو میں سرگرداں رہتا ہے۔ جان و مال سے دریغ نہیں کرتا طالب کو بھی یہی لازم ہے کہ مسجد یا صحرا میں خلوت اختیار کرے کبھی کبھی نیک اور بزرگوں کی صحبت میں میں جایا کرے جو کچھ اپنے پاس ہو ان کی خدمت میں رہ کر صرف کرے۔ ان سے راستہ سیکھے۔ نیکیوں کے کسی راستہ کو نہ چھوڑے۔ نماز' روزہ' وظیفہ' ذکر' مراقبہ میں تساہل نہ کرے۔

مرید کے لئے چند ہدایات

اگر ارادت میں لغزش ہو جائے تو ارادت کو ترک نہ کرنا چاہئے اگر ارادت قائم ہے تو چند روز میں لغزش کا اثر جاتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ اپنی خطا پر شرمندگی اور اس کی رحمت سے امید رکھنی چاہئے۔

سن رسیدہ مرید کے لیے یہی کافی ہے کہ پانچوں وقت نماز باجماعت ادا کرے اور وظائف میں مصروف رہے۔ اور خلوت میں آنکھ بند کر کے مراقبہ میں مشغول رہے۔ مشغولی کا جو طریقہ پیر نے بتایا ہو اس پر عمل کرے۔ اگر طالب کی دل میں پیر کی محبت ہے تو اسے ضرور کچھ نہ کچھ حاصل ہوگا بوڑھے طالب کو نار نور اور کشف و

ظہور کا طالب نہ بننا چاہئے اپنے مقصود اصلی پر نظر رکھنی چاہئے۔
آنکھیں بند کر کے دھیان جمانا چاہئے کہ میرا محبوب نہایت حسن و جمال لطف و کمال کے ساتھ مجھ پر جلوہ گر ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔
انا عندظن عبدی میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ جیسا گمان میرے متعلق رکھے گا ویسا ہی یہاں مستحق ہوگا۔ بوڑھے طالب کو نابالغ بچہ کی طرح اپنی ضد میں اڑ جانا چاہئے خدا کے سوا کسی اور چیز پر راضی ہی نہ ہونا چاہئے ان تدبیروں سے طالب کا دل ضرور روشن ہو جائے گا۔
اگر طالب سن رسیدہ ہو تو اس کے واسطے مراقبہ ہی بہتر ہے نابالغ بچہ کو مجاہدہ کی تعلیم کرنا بے سود ہے۔ نابالغ بچہ کا اس دشوار گزار صحرا سے گزرنا مشکل ہے۔ اگر کسی وقت طالب عشق مجازی میں مبتلا ہو جائے تو اس کی خلاصی کی تدبیر یہی ہے کہ معشوق کو بھی اس راستہ پر لگائے ورنہ خیالات فاسد دور کرنے کے لئے سفر اختیار کرے اور جبر سے کام لے ورنہ یہ موقع طالب کے لیے خطرناک ہے۔
اگر بادشاہ کے دل میں ذوق طلب پیدا ہو تو اسے سلطنت و ریاست چھوڑ کر خلوت اختیار کرنی چاہئے۔ اگر شاہی ملازم اس میدان میں قدم رکھے اور شاہی خدمات اور اوراد وظائف کی ادائیگی مانع نہ ہوں تو بہت اچھا ہے ورنہ دل ہی دل میں وظیفہ پڑھ لینا کافی ہے۔ ایسے طالب کے لئے دل ہی دل میں پڑھنا مفید ہے۔ بادشاہ یا نواب کو دن کو رعایا پر احسان اور مسلمانوں کے کام انجام دینے چاہئیں۔ اور رات کو مراقبہ میں مشغول رہنا چاہئے۔ اگر بادشاہ کو طلب صادق ہے تو اس کو حضرت ابراہیم ادہمؒ اور معاویہ بن یزید کی تقلید میں سلطنت چھوڑ کر خلوت اختیار کرنی چاہئے۔
اگر ایسا نہ ہوسکے کوئی اور سلطنت کو سنبھالنے والا نہ ہو تو بادشاہ خود ہی امور سلطنت کو انجام دے اور امور شرعی انجام دینے کے لئے کسی دیانت دار عالم باعمل کی خدمات حاصل کرے۔ فقراء ضعفاء اور یتامی بیوگاں کی خبر گیری فرض جانے بیت المال کے انتظام کے لئے دیانت دار اور خدا ترس اہلکاروں کو تفتیش پر مقرر کرے۔ ان لوگوں کی خدمت انجام دینا ہی بادشاہ کی فضیلت اور بارگاہ خداوندی میں اس کا

تقرب ہے۔ بادشاہ کو ہر وقت اعلائے کلمتہ اللہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اور قہر و جلال خداوندی کو سامنے رکھ کر نفس کے حملوں کو ناکام بنانا چاہئے۔ بادشاہ کے دل میں جس قدر شکستگی ہو اسی قدر خدا سے قرب ہو گا۔

طالب کے واسطے یہ خطرہ بھی برا ہے کہ وہ اُپنے آپ کو طالب سمجھے مرشد کو چاہئے کہ عورت کو مراقبہ اور تصور کی تعلیم نہ کرے عورت کو زینت و آرائش ترک کر کے ظاہری عبادت سے زیادہ حصہ لینا چاہئے اگر عورت کا شوہر موجود ہو تب بھی اس کو ترک زینت لازم ہے عورت کو بہ نسبت اوراد کے نوافل زیادہ پڑھنے چاہئے۔

اگر طالبہ بڑھیا اور سن رسیدہ ہو تو اس کے لئے نماز پڑھنا اور تسبیح پڑھنا سب کاموں سے بہتر ہے۔ روزے بھی رکھنے چاہئیں طالب کو گوشہ خلوت میں بیٹھے رہنا گھر کے کونہ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کئے جائے تمام عبادتوں سے بڑھ کر اس میں اثر پائے گی۔

طالبہ کو عابدہ زاہدہ پارسا ظاہر کرنے کے لئے جھاڑ پھونک سے پرہیز کرنا چاہئے ان باتوں سے وہ منزل مقصود کو نہ پہنچے گی یہی حکم مردوں کے لئے بھی ہے۔

طالب مرد عورت کو اگر خواب میں کسی ایسی بات کا حکم کیا جائے جو اس کی خواہش کے موافق ہو تو اس پر عمل نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر ایسی بات کا حکم ہو جو مرضی کے خلاف ہو تو اس پر عمل کرنا چاہئے۔

اگر عورت اس مرتبہ پر پہنچ جائے جو حضرت رابعہ بصری اور بی بی فاطمہ سام کا تھا تو اس کو ہماری ان نصیحتوں کی پابندی کی ضرورت نہیں۔

شیخ کی خدمت میں حاضری کے آداب

شیخ یا پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب کو عاشق کی طرح یا تو پیر کے چہرہ انور پر نظر رکھنی چاہئے یا اپنے پیروں پر نگاہ رکھ کر کھڑا رہے اگر بیٹھے تو سینہ پر نظر رکھے۔ شیخ کے سامنے نہ دوڑ کر چلنا چاہئے نہ بہت آہستہ شیخ کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کرنا ہو تو نہایت ادب کے ساتھ پیش کرے شیخ کے سامنے حاضر ہو کر از راہ

تعظیم اپنا سر زمین پر اس طرح رکھنا چاہئے کہ عمامہ کا پہونچ زمین پر ٹک جائے پیشانی زمین پر نہ لگے حضرت شیخ چراغ الدین قدس سرہ کے حضور میں اسی طرح کیا جاتا تھا۔

واپسی میں شیخ کی طرف پشت نہ کرنی چاہئے جس طرح دل شیخ کی طرف متوجہ ہے چہرہ بھی متوجہ رہنا چاہئے۔ البتہ جو شخص ہر وقت شیخ کی خدمت میں حاضرباش ہو اس کو دو تین قدم الٹا چل کر پشت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں شیخ کے سامنے بیٹھ کر ادھر ادھر تاکنا گھڑی گھڑی اٹھنا بیٹھنا بے ادبی ہے جب شیخ اٹھیں مرید کو اٹھ جانا چاہئے۔ شیخ کے سامنے بیٹھ کر اونگھنا نہایت برا ہے۔ اگر نیند کا غلبہ ہو تو علیحدہ کسی گوشہ میں سو جائے شیخ کے سامنے وظیفہ پڑھیں تلاوت کریں اور نہ شیخ کو تنہا چھوڑ کر نفل پڑھنے کے لئے جانا چاہئے شیخ کے سامنے پان بھی نہ کھانا چاہئے اگر شیخ کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہو تو نہایت تمیز اور ادب کے ساتھ

امور بشری میں شیخ کو اپنے مثل تصور کرنا چاہئے لیکن امور خداوندی میں شیخ کو مثل پیغمبر ماننا چاہئے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ مقام ولایت میں گناہ مراجعت کی دلیل ہے۔ اور مقام محبت میں نقص محبت کی اور مقام معرفت میں کمال معرفت دلیل ہے۔ شیخ عارف ہے اور عارف کا نفس بھی عارف ہوتا ہے۔ نفس جب عرفان کے میدان میں جولانی کرتا ہے اس وقت اس کی بندش مشکل ہو جاتی ہے۔

امور بشری میں شیخ کو اپنے مثل تصور کرنا چاہئے لیکن امور خداوندی میں شیخ کو مثل پیغمبر ماننا چاہئے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ مقام ولایت میں گناہ مراجعت کی دلیل ہے۔ اور مقام محبت میں نقص محبت کی اور مقام معرفت میں کمال معرفت کی دلیل ہے۔ شیخ عارف ہے اور عارف کا نفس بھی عارف ہوتا ہے۔ نفس جب عرفان کے میدان میں جولانی کرتا ہے اس وقت اس کی بندش مشکل ہو جاتی ہے۔

شیخ کی مجلس سے بغیر ضروری کام کے باہر نہ جانا چاہئے اور جب شیخ اس کی طرف دیکھیں تو اپنی نظر نیچی کرلیں۔ پیر کی آنکھوں سے آنکھیں نہ ملائے۔ شیخ سے بجز دعا کے کوئی سوال نہ کرنا چاہئے اگر شیخ خود ہی قلبی تڑپ و گرفتگی طبیعت کے حال پر مطلع ہو جائیں تو بہتر ہے ورنہ مرید کو اپنے متعلق کوئی ایسی بات نہ کہنی چاہئے اگر

مرید کو غزل یاد ہو تو پیر کے سامنے نہ گائے۔ اگر شیخ کی فرمائش ہو یا مرید قوال ہو تو اور بات ہے شیخ کی مجلس کو مجلس حق تصور کرنا چاہئے۔

شیخ کے سامنے زیادہ آمدورفت بھی اچھی نہیں شیخ کے احکام کی تعمیل فرض جانیں پیران علوم سے واقف ہوتا ہے جن کی مرید کو خبر بھی نہیں ہوتی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سنا ہوگا۔ شیخ کے تصرفات کو بھی ایسا ہی تصور کرنا چاہئے تم کو نہیں معلوم کہ پیروں سے کیا کیا باتیں ظہور میں آتی ہیں جن کی حکمت سے وہ خود ہی واقف ہوتے ہیں۔

شیخ سے غافل ہونا بڑی محرومی ہے شیخ حق کے راستہ کی رہنمائی میں استاد اور ماہر ہوتا ہے۔ جس جگہ تم سو سال مجاہدہ سے نہیں پہنچ سکتے پیر تم کو ایک منٹ میں وہاں پہنچا جاسکتا ہے وہ راستہ کی دوری و نزدیکی و نشیب و فراز سے خوب واقف ہوتا ہے اس واسطے وہ جو کچھ فرمائے بلا تامل بجالانا چاہئے۔

اگر شیخ اپنے کسی خاص کام کا حکم دیں اس کو اپنے حق میں خاص رحمت تصور کرنا چاہئے رفتار گفتار وضع قطع میں پیر کا اتباع کرنا چاہئے ایک لحظہ بھی شیخ کے تصور سے خالی نہ رہنا چاہئے۔ اکثر پیر کا نام ورد زبان رکھے۔ مرید کو ہر وقت پیر کو غیب کے مشاہدہ میں سمجھے اور اپنے اوپر پیر کی تجلی کا تصور کرتا رہے۔ اگر ایسا ہی کرتا رہا تو ایک وقت وہ ہوگا کہ پیر اس کی خدمت میں سامنے آجائیں گے اور پیر کے دل پر حق کی تجلی ہو رہی ہے اس کا عکس اس کے دل پر جلوہ گر ہوگا۔

مرید ہمیشہ اپنے آپ کو پیر کی حراست میں تصور کرے اور اپنے ہر کام کو پیر اور خدا کی اعانت پر موقوف جانے اگر اس بات کی مداومت کی تو جدھر دیکھے گا پیر ہی پیر نظر آئیں گے۔ پیر صورت و معنی رکھتا ہے مرید کو پیر کی صورت سے متعلق ہونا چاہئے۔ کیونکہ معنی کا فیض بھی صورت ہی کے ساتھ ہے۔ جب مرید صورت کو لازم پکڑے گا تو معنی کا فیض خود بخود مرید پر جلوہ گر ہوگا۔

پیر کے مرتبہ کو سمجھنا بہت بڑا کام ہے۔ کم از کم اتنا اعتقاد ضرور رکھنا چاہئے کہ پیر جو کچھ کرتے ہیں خدا کے حکم سے کرتے ہیں پیر سے بڑھ کر کوئی ولی نہیں اور اگر

اپنے پیر کے پیر بھی موجود ہوں تب بھی یہی سمجھنا چاہئے کہ مجھ کو جو فیض اپنے پیر سے پہنچ سکتا ہے وہ پیر کے پیر سے نہیں پہنچ سکتا۔ اگر مرید سچے دل سے پیر کا طالب ہے تو پیر خود بخود مرید پر مہربان ہوں گے۔ حضرت خواجہ فریدالدین اور حضرت قطب الدین اور حضرت خواجہ معین الدین کی حکایت تم نے سنی ہوگی۔

ایک دفعہ حضور سرور عالم ﷺ نے معاذؓ سے دریافت فرمایا۔ معاذ تم رات کو کیا کرتے ہو؟ عرض کیا۔ یارسول اللہ رات کی ایک چوتھائی میں حضور پر درود پڑھتا ہوں اور باقی تمام شب خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ تم ٹھیک کرتے ہو یوں ہی کیا کرو۔ بتاؤ خدا کی عبادت بہتر ہے یا درود شریف؟

حضور ﷺ نے کیوں عبادت سے روکا اور درود شریف پڑھنے کا حکم دیا۔ اس کی حکمت یہ تھی کہ حضور جانتے تھے کہ معاذ خود راستہ طے نہیں کرسکتا اگر مجھ کو واسطہ بنائے گا جلد منزل پر پہنچ جائے گا یہی معاملہ پیرو مرید کا قیاس کرنا چاہئے۔

یہ بات اچھی طرح غور سے سمجھ لینی چاہئے کہ پیر ایک بشر ہے اور خدا تمام نسبتوں اور اضافات سے منزہ ہے اس لے بہ تقاضائے بشریت کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہئے جس سے پیر کو غصہ آجائے پیر کے کام میں ہرگز تاخیر نہ کرنی چاہئے۔ پیر کے دوستوں اور ہم نشینوں کو بھی کسی قسم کا رنج نہ دینا چاہئے۔

حضرت امام مالکؒ کے نزدیک خدا کی جناب میں گستاخی کرنے کے بعد توبہ کرنے سے توبہ مقبول ہے۔ مگر حضور ﷺ کی جناب میں ناسزا کہنے کی سزا قتل ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں جو شخص اشارتاً یا صراحتاً اپنے پیر کی توہین کرتا ہو اس سے بالکل بیزاری اور ایسی نفرت چاہئے جیسے زاہد شیطان سے نفرت کرتا ہے۔ ورنہ اگر تم ذرا بھی اس کی طرف مائل ہوئے تو بے غیرت کہلاؤ گے۔ شیخ اگر اپنا پہنا ہوا کپڑا مرید کو عنایت کریں تو اس کو بہت احتیاطؔ سے محفوظ رکھے عیدین یا کسی متبرک دن اس کی زیارت کیا کرے اور اس کو اپنا شفیع تصور کرے۔ پیر کی نشست گاہ کے ساتھ وہی آداب ملحوظ رکھے جو پیر کے ساتھ ملازم ہیں۔ یعنی اس کے اوپر نہ بیٹھے ادب کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا ہو۔ اس کی طرف پشت نہ کرے الٹے پیروں

واپس ہو اور یہ خیال کرے کہ پیرو مرشد وہاں تشریف رکھتے ہیں اگرچہ پیرو مرشد انتقال کر گئے ہوں۔ کیونکہ پیر کی روح کو طی مکان حاصل ہوتا ہے ایک ہی وقت قبر میں بھی ہیں اور مجلس میں بھی اور خدا کے حضور میں بھی ہر ذکر و شغل میں ربط شیخ کو مستحکم کرنا چاہئے۔

امور بشریت میں پیر کی اتباع کی ضرورت نہیں مثلاً پیر کی چار بیویاں ہوں تو تمہارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تم بھی چار نکاح کرو پیر کی نسبت خیال کرنا چاہئے وہ جو کچھ کرتا ہے بحکم الہٰی کسی مصلحت سے کرتا ہے غرض ہر بات میں پیروی ٹھیک طریقہ سے کرنا چاہئے۔ مرید کو لازم ہے کہ پیر کو شجر موسیٰ تصور کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے کلام سنا تھا۔ مرید کو چاہئے کہ شیخ کے کلام کو سنے اور اس کو محال تصور نہ کرے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جب بندہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا ہے تو میرے ساتھ سنتا ہے میرے ساتھ بولتا ہے میرے ساتھ دیکھتا ہے (الحدیث) عاقل کے لئے اشارہ کافی ہے۔

اگر شیخ کوئی بات بیان کریں تو مولویوں سے اس کی تحقیق نہ کرنی چاہئے خدا تعالیٰ کا حکم ہے فاسئلو اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی اگر تم کسی بات کو نہ جانتے ہو تو اہل ذکر سے دریافت کرو۔ اہل ذکر سے مراد اولیاء اللہ ہیں علماء ظاہر نہیں

ہمارے یہاں پیرو مرشد کی حیثیت عاشق و معشوق کی ہوتی ہے معلم اور متعلم کی نہیں۔ پیر سے بہتر سمجھنا تو بہت بڑی بات ہے ہم جنید یا بایزید کے متعلق بھی نہ کہیں گے کہ وہ ہمارے پیر سے بڑھ کر تھے۔ غرض یہ کہ پیر سے ایسی محبت ہونی چاہئے کہ اپنے زن و فرزند اور جان و مال سب سے زیادہ عزیز جانے پیر خدا کا سفیر اور خدا کا امین ہے۔ تم کو جو کچھ ملے گا اسی کے ہاتھ سے ملے گا۔ جو شخص پیر کے تعمیل فرمان میں کوتاہی کرے وہ شخص نیک بخت نہیں متوسط اور منتہی کیلئے ہر ایک بات پیر سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ابتدا میں جو خواب دیکھے پیر کے سامنے عرض کرے تعبیر دریافت کرنے کی ضرورت نہیں اگر خود ہی بیان فرمادیں تو خوب ہے۔

نہ پیر کا راز کسی سے بیان کرنا چاہئے اور نہ پیر سے خاص اسرار معلوم کرنے

کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ پیر کی زیارت سب کی زیارت سے بہتر سمجھنا چاہئے جس مجاہدہ کا پیر حکم دیں اس کو مزید نعمت تصور کریں۔

مرید کا اعتقاد ایسا مستحکم ہونا چاہئے کہ کسی کرامت کو دیکھنے کی ضرورت نہ رہے اپنے دل کو پیر کے سپرد کردے اور پیر ہی سے اپنے دل کی خیریت چاہے۔ پیر مثل دودھ پلانے والی عورت کے ہے بچہ اپنی ماں سے جدا ہونے کے بعد ضائع ہو جاتا ہے۔ دودھ چھٹ جانے کے بعد بچہ کو مربی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بچہ اپنے نقصان کو نہیں جانتا اور سن تمیز کو پہنچنے تک موذی اور مہلک چیزوں سے اپنی حفاظت نہیں کر سکتا حد بلوغ پر پہنچنے کے بعد بھی کسی ایسے حکیم و دانا کی ضرورت رہتی ہے جو اس کی ناجائز خواہشات سے روک تھام رکھے۔ مرید چونکہ شیر خوار بچہ کے مثل ہے اس لیے اس کو ہر وقت شیخ کی تربیت کی ضرورت ہے اگر شیخ سے جدا ہوگا ہلاک ہو جائے گا مرید کو جب نور یا نار اور کوئی صورت نظر آنے لگتی ہے تو وہ وقت گویا دودھ چھٹنے کا ہے اور سن تمیز کو پہنچ کر مقام توسط میں آکر تلون پیدا ہوتا ہے۔ غرور سرور کا یہی وقت ہوتا ہے غرور پیدا ہوا اور وہ راستہ سے ہٹا بلوغ کو پہنچ کر تجلیات شروع ہو جاتی ہے۔ یہ زمانہ مستی و دیوانگی کا ہوتا ہے۔ ہدایت اور گمراہی خدا کی طرف سے ہے ہزاروں عارف لوگ اس مقام پر غرق ہو گئے ہیں اپنے شیخ کی خدمت میں (۱۷) سال رہا اور اپنی نسبت بہت کچھ گمان ہوتا ہے۔ مگر بعد کو معلوم ہوا کہ ابھی بہت سے ایسے کام کرنے باقی ہیں جو ان کے سامنے ہی کرنے تھے۔ میں نے پیر پرستی ایسی کی تھی کہ مجھے ہر وقت یہی تصور رہتا تھا کہ پیر میرے سامنے موجود ہیں اور وہ ہر وقت میری تربیت کے واسطے موجود ہیں۔ یہ میرا بیان نقل نہیں بلکہ اپنا مشاہدہ و معائنہ ہے۔

حضور سرور عالم ﷺ نے صحابہ کرام کی کہاں تک تربیت کی تھی۔ پھر بھی حضور سرور عالم ﷺ کے بعد ان میں کیا کیا اختلافات نہیں ہوئے۔ اگر یہ ارشاد نہ ہوتا کہ میرے اصحاب کے ذکر کے وقت خاموش ہو جاؤ تو میں کچھ بیان کرتا یہی معاملہ پیر و مرشد کا بھی ہے جس کے دل میں جاہ و مرتبہ کا خیال ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو کامل سمجھ کر یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ اب مجھے پیر کی حاجت نہیں رہی وہ حقائق سے

محروم رہ جاتا ہے۔

مرید اگر ارشاد و تلقین کی قوت بھی رکھتا ہو تب بھی پیرو مرشد کے سامنے اس کام سے باز رہنا چاہئے۔ جب تک پیرو مرشد اس خدمت پر مامور نہ کریں یا خدا و رسول کی طرف سے اجازت حاصل نہ ہو کبھی سجادہ تلقین پر نہ بیٹھنا چاہئے۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اپنے پیر کو چھوڑ کر دوسرے سے طلب کرنا ارتداد ہے۔ اس واسطے جو کچھ طلب کرنا ہو اپنے پیر سے طلب کرے۔

مرید کو لازم ہے کہ اپنے پیرو مرشد کو اپنے جسم کی جان جاں تصور کرے اور پیر کی طرف سے کبھی بدگمان نہ ہو اپنے پیر ہی سے کام رکھے اور تادو ابدال سے ملاقات کے درپے نہ ہو حقائق و معارف کی جو بات اپنے پیر سے سنے تو اس کو اپنا اصول نہ بنائے اور نہ اس میں سے شاخیں نکالے پیر جو بات تعلیم کرے اس پر عمل کرے اور کبھی اقتضائے بشریت پیر سے لغزش ہوجائے تو اس کو حجت قرار نہ دے۔ پیر کی لغزش حجت قرار دینا بدبختی کی نشانی ہے۔

حضرت ابراہیم خواص ؒ اور حضرت حسین کی حکایت تم نے سنی ہوگی۔ ابراہیم خواص ؒ یوسف حسین ؒ کے مرید تھے ایک دفعہ خواب میں دیدار پروردگار سے مشرف ہوئے۔ آواز آئی یوسف سے کہہ دینا کہ وہ مردود حضرت الٰہی سے زیادہ رنج و محنت نہ اٹھایا کرے۔ ابراہیم خواص ؒ اس خواب سے بہت پریشان ہوئے۔

پیرو مرشد سے عرض کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ دوسرے تیسرے دن بھی یہی خواب دیکھا پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے پیر نے ان کی صورت دیکھتے ہی فرمایا۔

ابراہیم کچھ یاد ہو تو سناؤ۔ انہوں نے غزل پڑھنی شروع کی پیرو مرشد پر اس قدر وجد و شوق پیدا ہو کہ خون کے آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے۔ ہوش میں آئے تو فرمایا۔ ابراہیم تم نے مجھے بہت سی آیات قرآنی سنائیں مگر جو اثر تمہاری غزل سے پیدا ہوا بیان سے باہر ہے تم نے دیکھا کہ اس نے ہمارے ساتھ کیا کر رکھا ہے اگر لوگ ہم کو زندیق ملحد اور بے دین کہیں تو کہہ سکتے ہیں کیونکہ خدا خود کہتا ہے کہ یوسف مردود حضرت ہے۔ ابراہیم یہ کلام سن کر فوراً جنگل کی طرف چل دیئے وہاں حضرت

خضر سے ملے انہوں نے فرمایا ابراہیم کی طرف سے بد اعتقاد نہ ہونا وہ زخم خوردہ عزت ہے۔

خدمت شیخ

مرید پر سب سے پہلے دو فرض عائد ہوتے ہیں۔ اول پیر کی تلاش دوم اس کے حکم کی پیروی۔ اگر مرید کی زبان سے ایک بار بھی کلمہ یہ نکل جائے کہ میں پیر کا مرید نہیں ہوں وہ اسی وقت ارادت سے خارج ہو جائے گا۔

مرید کو پیر کے سامنے فضول باتیں نہ کرنی چاہئے عیب جوئی اور گلہ کا بھی یہی حکم ہے خواہ اس پر کتنا ہی ظلم کیوں نہ کیا گیا ہو۔ اپنے عیوب کو اظہار بھی پیر کے سامنے نہ کرنا چاہئے۔

خدمت شیخ میں حاضری کی توفیق چونکہ شیخ کی عنایت سے ہی ہوئی ہے اس لئے مرید کو ہروقت اپنے پیر کی درازی عمر اور قرب خداوندی کی دعا کرنی چاہئے اور اگر پیر و مرشد وصال فرما چکے ہوں تو ایصال ثواب سے ان کی روح کو خوش کرنا چاہئے۔ اور ہروقت اپنی زبان پر پیر و مرشد کا نام رکھنا چاہئے۔

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا ہے الشیخ فی قومه کالنبی فی امته اس لئے شیخ کا درجہ اپنی مریدوں میں ایسا ہی ہے جیسا نبی کا امت میں ہوتا ہے۔

مرید کو کسی خاص لباس کا پابند نہ ہونا چاہیئے جو کپڑا جس وقت میسر ہو پہن لے کبھی کبھی اپنے کپڑے فقیروں کو دے دیا کرے یا سماع میں قوال کو۔

عوارف میں ہے۔ الشیخ صور :: یستسف منسا المطالب الالهیته یعنی تم کو جو کچھ خدا سے طلب کرنا ہے وہ شیخ سے طلب کرو اور جو آلہیت تم چاہتے ہو وہ شیخ کی صورت میں تم کو نصیب ہوگی۔

اور جن باتوں کے تم خدا سے منتظر ہو مثلاً لطف و کرم جمال و جلال اور ان سب کو شیخ ہی کی طرف سے سمجھو مرید کو پیر کو چھوڑ کر خانہ کعبہ نہ جانا چاہئے۔ اگر پیر کسی مصلحت سے بھیج دیں تو اور بات ہے۔ اگر تمہارے پیر محقق و عارف ہیں اور تم نے

ان سے اجازت چاہی تو وہ اجازت تو دے دیں گے مگر دل میں یہ بات کہیں گے افسوس اس احمق نے ہم کو نہ پہنچانا۔

اگر مرید ابدال ہو جائے تو پیر سے نہ بیان کی حاجت ہے اور نہ ان کی خدمت میں اس صفت سے حاضر ہونا چاہئے۔ اگر پیر عارف ہیں مرید کو ہر وقت ان کی ضرورت رہے گی۔ ابدالیت کی طیرو سیر سے کیا کام چل سکتا ہے اگر ابدال کسی شخص کا مرید ہونے آئے تو شیخ اس کو یہ نصیحت ضرور کردیں کہ وہ بری حالت میں کسی کے سامنے ظاہر نہ ہو اگر ظاہر ہو تو لوگ اس کے ساتھ بری طرح پیش آئیں تو ان سے انتقام نہ لے۔

شہوت اور ہوا میں پھنس کر مرید برباد ہو جاتا ہے۔ مرید کو ایسے امور میں جو تقاضائے بشیرت سے متعلق ہوں پیر کے اتباع کی ضرورت نہیں۔ کسی بزرگ کے کشف و کرامات کو دیکھ کر اپنے پیر سے بد عقیدہ نہ ہونا چاہئے اور اگر کسی بزرگ سے کچھ حاصل ہو تو اپنے پیر کا طفیل تصور کرے۔

مرید کو کواکب اور جنات کی تسخیر کے درپے نہ ہونا چاہئے یہ سب کے سب دنیاوی جھگڑے ہیں۔ امامت سے بھی بچنا چاہئے گوشت حلوا اور مزیدار چیزیں بھی روزانہ کھانی چاہئیں۔ مجلس اور محفل میں اپنے لیے کوئی خاص جگہ مقرر کرنا بھی برا ہے۔ راستہ چلتے ادھر ادھر نہ دیکھنا چاہئے۔ اگر کوئی خلاف شرع نظر آوے تو اس کو دل سے ناپسند سمجھنا چاہئے جو اور اوواشغال پیر نے مخفی رکھے ہوں مرید ان کو آشکارانہ کرے نہ پیر سے کسی راز کو دریافت کرے اس لئے کہ اگر اس کا دریافت کرنا پیر کے منشا کے مطابق ہوا تو خیر ورنہ اس پر سخت بلا نازل ہو گی۔

اگر مرید کسی ایسی مجلس میں حاضر ہو جہاں حضرت خضر ابدال و اوتاد اور اس کے پیر بھی تشریف رکھتے ہوں تو مرید اپنے پیر ہی سے غرض رکھے اور کسی طرف متوجہ نہ ہو۔

اگر خواب میں کوئی بات نظر آوے اور وہ اسی طرح وقوع میں آئے تو اس کو کرامت نہ سمجھنا چاہئے۔ عوام الناس کے ساتھ بھی ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے۔

مرید کو یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ اس کے پیر اور اس سلسلہ کے تمام مشائخ مامون العاقبت ہیں کیونکہ پیر ایسے مقام پر پہنچتا ہے جہاں وہ مامون العاقبت ہو جاتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو مریدوں کو شجرہ لکھوا۔نے اور مسند خلافت عطا کرنے سے کیا فائدہ تھا۔

مرید کو چاہئے کہ جو چیز پیر کی منظور نظر ہو مرید اس پر نظر نہ ڈالے۔ پیر کی بیویوں اور لونڈیوں کو اپنی ماں سمجھنا چاہئے۔ جب تک مرید پیر کی صحبت سے پوری طرح فیضیاب نہ ہوجائے علیحدگی اختیار نہ کرنی چاہئے حتیٰ کہ اگر مرید کو علم حاصل کرنے کا شوق ہو اور پیرو مرشد بھی اجازت دے دیں تو فقہ و تفسیر کے علاوہ معقولات وغیرہ میں اپنا وقت ضائع نہ کرے۔

سماع کی مجلس میں مرید کو پیروں کی طرح مجلس کا چکر لگا کر پھر اپنی جگہ آجانا زیبا نہیں۔ مرید کے واسطے یہی بہتر ہے کہ وہ خانقاہ کے ایک گوشہ میں بفراغت ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔

پیرو مرشد سے خلافت و اجازت حاصل کرنے کے بعد فوراً ہی اپنے کو شیخ تصور نہ کریں اور نہ لوگوں کو مرید کریں اگر کسی کو مرید بھی کرے تو یہ سمجھ کر کہ یہ کام عاریتاً میرے سپرد ہے مجھ کو پیر کے فرمان کی تعمیل ضروری ہے ہاں اگر پیرو مرشد اس کام سے خوش ہوں تو اس کو آگے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مرید اگر کسی مجلس میں حاضر ہو۔ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے اگر لوگ اصرار کر کے صدر مقام پر بٹھائیں تو انکار پر اصرار نہ کرنا چاہئے کیونکہ اصرار میں ایک طرح کی خودنمائی ہے مرید کو ایسی بات ہرگز اپنی زبان سے نہ نکالنی چاہئے جس سے کسی کو رنج پہنچے۔ نکتہ چینی نہ کرے اگر کسی سے دوستی ہے تو اس کا حق ادا کرے اہل دل کے معاملہ پر عمل کرے۔

پیرو مرشد کے انتقال کے بعد

اگر پیرو مرشد انتقال فرماگئے ہوں تو مزار شیخ کے ادب و احترام کا وہی حکم ہے جو ان کی حالت میں تھا۔ پیرو مرشد کے مزار پر کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہئے جس سے

ذرا بھی بے حرمتی ہوتی ہو۔ شیخ کے مزار کے گرد چکر لگانا شیخ کے قلب کی حرمت و تعظیم ہے۔

شیخ کا قلب خدا کا عرش کہلاتا ہے۔ مزار شریف پر پھول رکھنے چاہئیں خوشبو سے ارواح خوش ہوتی ہیں۔ مزار شریف کے آگے صرف اتنی دیر ٹھہرنا چاہئے جتنی دیر میں صورت یٰسین پڑھی جاسکتی ہے۔ مرید کو چاہیئے کہ جتنی دیر بیٹھے یا تو مزار کو تکتا رہے یا آنکھیں بند کر کے شیخ کا تصور کرے۔ عبادت میں مشغول رہنا سب سے افضل ہے۔

اپنے پیرو مرشد کے مزار کے سامنے کسی شخص کی تعظیم نہ کرنی چاہیئے ہاں جس شخص کی تعظیم شیخ اپنی حیات میں کرتے ہوں پیر کی حیات میں بھی دوسروں کی تعظیم کا یہی حکم ہے۔ مرید کو پیر کے مکان یا مزار کی سمت کی بھی حرمت ملحوظ رکھنی چاہیئے۔ اس طرف نہ پیر پھیلانے چاہئیں نہ تھوکنا چاہئے بغیر وضو کے شیخ کے کپڑے یا جوتے کو ہاتھ میں نہ لینا چاہیئے۔

پیر کے انتقال کے بعد جو ان کے خلیفہ یا جانشین ہوں۔ ان کی خدمت و اطاعت بھی ضروری جانے۔ پیر کے وصال کے بعد اگر ان کے دوسرے پیر کوئی ایسی چیز بتائیں جو پہلے شیخ نے بتائی تھی تو اس کو بلا تامل شروع کر دینا چاہیئے۔

مرید کو کبھی اپنی ناموری یا شہرت کا خیال بھی نہ لانا چاہیئے۔ کیونکہ شہرت کا طالب کافر ہے اور شہرت کے خوف سے عبادت کا تارک منافق ہے اگر ذکر مراقبہ کی طرف رغبت زیادہ ہو تو اس درجہ مشغول نہ ہونا چاہیئے کہ مقررہ اوراد و وظائف میں ناغہ ہوجائے اور نہ ذکر و مراقبہ کو ہی کسی روز ناغہ کرنا چاہیئے بزرگوں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ کھانے پینے بات کرنے میں بھی مراقب رہتے ہیں۔

شریعت ' طریقت اور حقیقت

یہ عقیدہ سراسر غلط ہے کہ شریعت طریقت اور حقیقت ایک دوسرے سے مغائر یا جداگانہ حقیقت رکھتے ہیں دیکھو بادام کے اندر تین چیزیں ہوتی ہیں پوست مغز

اور روغن- یہ تینوں ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ ایک دوسرے کا خلاصہ ہے پوست کا خلاصہ مغز ہے اور مغز کا خلاصہ روغن - اس طرح شریعت کا خلاصہ طریقت اور طریقت کا خلاصہ حقیقت ہے-

سالک کے لئے مفید اور ضروری ہدایات

جب تک پیرو مرشد باحیات ہو تو کسی دوسرے شیخ کی طرف مرید کو متوجہ نہ ہونا چاہئے اور اگر پیر سے کوئی بات خلاف ظاہر ہو تو اس کو دیکھ کر بداعتقاد نہ ہونا چاہئے- انبیاء سے بھی لغزش ہوئی ہیں مگر درجہ نبوت سے نہیں گرے پیر سے بھی اگر لغزش ہو جائے تو وہ درجہ ولایت سے نہیں گرتا توبہ کرنے سے اپنی ولایت پر قائم رہتا ہے-

مرید کو ناموری اور شہرت کا خیال بھی دل میں نہ لانا چاہئے- شہرت میں ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ خدا کی طرف سے کہیں یہ جواب نہ مل جائے کہ اگر تو نے ہمارے واسطے محنت و مشقت اٹھائی تو کیا ہوا ہم نے اپنے بندوں کو تیری طرف متوجہ کردیا تھا وہ تیری تعظیم و توقیر کرتے تھے محبت کا پہلا امتحان یہی ہے کہ مخلوق اس کی طرف مائل ہو-

مرید کو اہل دنیا کی صحبت سے پرہیز بھی لازم ہے- اگرچہ وہ اقرباء ہی کیوں نہ ہو- فقیری اختیار کرے تو کسی کے سامنے سر نہ جھکائے اور اپنے فقر و فاقہ پر شکر کرے- امیر اور ذی عزت لوگوں کی عزت مسلمانوں کی موافقت کے سبب سے کرے مال و دولت کی وجہ سے تعظیم کرنا جائز نہیں-

اگر پیر کسی نامشروع کام کا حکم دے تو مرید کو اس کام سے اس انداز سے پرہیز کرنا چاہئے کہ پیر کو خبر نہ ہو اور وہ یہ نہ سمجھیں کہ مجھ سے بداعتقاد ہوگیا- اور اگر پیر کو ایسا کام کرتے دیکھو تو اس کی ذلت اور اہانت کے درپے نہ ہو- اگر مرید پیر کو شراب نوشی کرتے دیکھے اور یہ سمجھے کہ میرے پیر کا یہ فعل نہیں یا شراب شراب نہیں ہے تو یہ اس کے کمال اعتقاد کی دلیل ہے-

مرید کو نماز روزہ اور معاملات کے مسائل سے واقفیت ضروری ہے۔ زیادہ علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں مگر عربی زبان حاصل کرنا بہت بہتر ہے اسی کے ساتھ سلوک کے مسائل کا بھی مطالعہ ضروری ہے۔ سلوک میں دو یا تین علوم ہیں۔ ایک خاص علم سلوک دوسرے بزرگان سلف کے حالات و حکایات اخبار و سیر کا معلوم ہونا ہے۔ علم سلوک سے راستہ کے حالات و حکایات کے مطالعہ سے عالی ہمتی پیدا ہو کر راستہ کی مشکل آسان ہو جاتی ہیں۔ راستہ کی مشکلات پر عبور بجز مشقت اور مجاہدے کے نہیں ہو سکتا۔

سالک کو تمام وقت ایک ہی کام میں خرچ نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ مختلف کام نماز روزہ تلاوت اور درود خوانی میں مصروف رہنا چاہئے۔ سالک کو ہر دروازے پر ٹکریں مارنی چاہئیں نہ معلوم کون سا دروازہ اس کے واسطے کھل جائے اسکے اس کام کے اندر مسکینی خوش خلقی اور حق کی رعایت کرنا ضروری امور ہیں۔

سالک کو تالیف اور شعر گوئی میں وقت ضائع نہ کرنا چاہئے ہر وقت اپنے مقصود کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ سب سے بڑا کام حضور قلب ہے مگر اس کے ساتھ نیکی کے پہلو کو فروگذاشت نہ کرنا چاہئے۔

اگر ہر کام میں حضور قلب نہ ہو تو شیخ کے تصور ہی کو غنیمت سمجھے رہگذر اور شارع عام پر بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ایسے لوگوں سے اختلاط یا گفتگو نہ کرنی چاہئے جو دین سے بے خبر ہوں۔

اگر سالک کو کسی بندش (قبض) پیدا ہو تو اس کو اشغال ظاہری و باطنی کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ سالک کشف و تجلی اور مقصود سے پہلے کتب اہل تحقیق کا مطالعہ نہ کرے کیونکہ ان کتابوں سے جو علم حاصل ہوتا ہے صوفی اس کو حجاب اعظم کہتے ہیں۔

سالک سے اگر کسی وقت کوئی گناہ صادر ہو جائے تو کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ ہر وقت اپنے نفس کو ملامت کرتا رہے۔ اگر مرید فن موسیقی جانتا ہو اس میں مشغولی سے پرہیز کرے۔ اگر یاران طریقت میں کسی وقت تفریح کے طور پر کچھ گالیا

کرے تو حرج نہیں۔

سالک کو ہر وقت اپنا مقصد قریب سمجھنا چاہئے جب ذکر یا مراقبہ میں مشغول ہو تو یقین رکھے کہ اسی وقت مقصد حاصل ہو گا اور ناکامی سے شکستگی یا رنج پیدا ہو تو اس کو بھی غنیمت تصور کرے۔

سالک کو کسی کے نیک و بد سے تعلق نہ رکھنا چاہئے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کا کام نہیں۔ لوگوں کو اپنے ہاں دعوت پر مدعو کرنا چاہئے۔ اگر کوئی آجائے تو اس کی خاطر تواضع سے دریغ اچھا نہیں۔

کسی بزرگ کی خدمت میں حاضری کا اتفاق ہو تو ان سے کوئی چیز نہ مانگنی چاہئے اور اگر مانگے تو اس طرح جیسے چھوٹے بڑوں سے مانگا کرتے ہیں۔ اور اس کو ان بزرگ کی شفقت و عنایت تصور کرنا چاہئے اور اگر کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہو تو اس طرح عرض کرے کہ حضرت خدا کے واسطے مجھ کو ارشاد فرمایئے اور خدا کے حضور میں مجھے نیکی کے ساتھ یاد کیجئے اور کوشش کیجئے کہ وہ مجھ کو مہربانی کی نظر سے دیکھ لے۔

اگر مرید کیمیا سیمیا کے عمل جانتا ہو ان کو نہ ظاہر کرنے کی ضرورت ہے نہ لوگوں کو تعلیم دینے کی اس کیمیا گری سے تو گداگری بہتر ہے اگر اثنائے سلوک میں ان علوم کا انکشاف بھی ہو تب بھی ہرگز ہرگز ان کی طرف توجہ نہ کرنی چاہئے۔ ورنہ ایسا دھتکارا جائے گا کہ شیطان کی شاگردی کے لائق بھی نہ ہو گا۔ راست بازوں کو اکثر ایسے مواقع پیش آتے ہیں مگر یہ ان کی طرف مڑکر بھی نہیں دیکھتے۔

عبادت کے متعلق کسی حدیث یا حکایات کی صحت کے متعلق تحقیقات کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جو چیز کل ادیان و مذاہب میں بہتر و عمدہ تسلیم کی گئی ہے اس کی صحت مندی کی کیا ضرورت ہے۔ راستہ میں اگر کوئی کاغذ پڑا ہوا ہے۔ اس پر سلوک کی کوئی بات لکھی ہو تو سالک کو اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ سالک کو ہر حالت میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ ذلیل و خوار سمجھنا چاہئے اگر سالک نے اس ہدایت پر عمل کیا تو وہ بہت جلد راہ کی دشواریوں کو طے کرکے منزل مقصود پر پہنچ جائے گا۔

حج بیت اللہ یا زیارت قبر نبی اکرم ﷺ یا کسی بزرگ کی زیارت کے علاوہ سالک کو سفر نہ کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ سفر خواہش پرستی میں داخل ہوگا۔ طعام و سماع کی ہر دعوت قبول کرنا بھی اچھا نہیں۔ ان چیزوں کا مزا پڑ جانے پر مرد مجلس بن کر مقصد سے محروم رہ جائے گا۔

سالک کو بازار میں سودا خریدتے وقت نرخ مقرر کرنے پر تکرار نہ کرنا چاہئے جس دام کی جو چیز مل جائے خریدے یا کسی دوسرے سے منگوالے اگر کسی شخص سے سودا منگوائے تو اس سے بھی تحقیق و تفتیش میں وقت ضائع نہ کرنا چاہئے۔ اگر اپنا حق دوسرے کے پاس چلا جائے تو معاف کردے مگر دوسرے کا حق اپنے پاس نہ رکھے۔

سالک کو مستوں اور قلندروں کی صحبت سے باز رہنا چاہئے مرید کے پاس اگر دھونے بدلنے کے کئی کپڑے ہوں تو حرج نہیں گدڑی بنانا اور اس کو خوب مضبوط کرنا بہت اچھا ہے۔ سردی گرمی میں برابر کام دیتی ہے اور برسوں تک رہتی ہے۔

سالک کو اپنے نوکر چاکر پر قہر و غضب یا مار پیٹ نہ کرنی چاہئے جہاز کی سواری سے بچے خوف و ہلاکت کی جگہ نہ جائے۔ نہ اپنا بوجھ کسی پر ڈالے۔ عورتوں کے پاس خواہ وہ اس کی ماں بہن بیٹیاں کیوں نہ ہو زیادہ نشست و برخاست نہ رکھنی چاہئے۔ سالک کو ایسے لوگوں کے پاس نشست و برخاست رکھنی چاہئے جو سب سے زیادہ مجاہدہ کرتے ہوں۔ جو سب سے زیادہ زاہد ہوں سالک کو اگر لوگ القاب و آداب سے یاد کریں۔ تو اس پر خوش نہ ہونا چاہئے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے قبول خلق کو قبول حق سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔

سالک کو مسجد یا خانقاہ میں داخل ہوتے وقت دل کو بیدار کر کے دایاں پاؤں اندر رکھنا چاہئے۔ سالک کو تمام جہاں سے صلح کل ہونا چاہئے اور خدا سے عہد کرنا چاہئے۔ کہ جس کسی پر اس کا حق ہے اس کو میں نے معاف کردیا۔ اگر سالک کو سماع میں ذوق نہ حاصل ہوتا ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ ابھی اس کے دل میں تخم ریزی نہیں ہوئی۔

سالک کو شعبدہ بازوں کے تماشہ اور ہر ایک لہو و لعب سے پرہیز کرنا چاہئے ہم

جنسوں سے ہنسی مذاق بھی برا ہے اگر سالک کھاتے پیتے گھرانے کا فرد ہے تو دست و پابوسی اور تعظیم و تکریم سے اس کا نفس موٹا نہ ہوگا۔ جس شخص نے فقرو تنگدستی میں پرورش پائی ہو تو اس کا تعظیم و تکریم سے عجب اور خود بینی سے محفوظ رہنا مشکل ہے۔

میرے خواجہ مخدوم العالم حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ نے مجھ سے (اسی روز جب کہ میں مرید ہوا تھا) فرمایا تھا کہ اگر تجھ کو آدمؑ کی صفوت حضرت ابراہیمؑ کی خلعت حضرت موسیٰؑ کا کلام حضرت عیسیٰؑ کی معرفت اور حضور اکرم ﷺ کی قربت عنایت ہو تو اس پر بھی نہ اترانا۔

اوراد وظائف سے فارغ ہو کر جو وقت بچے اس کو مراقبہ میں گزارنا چاہئے مراقبہ سے تھک جاؤ تو اور کسی نیک کام میں لگ جاؤ راستہ چلتے وقت منہ پر کپڑا ڈال لینا چاہئے۔ تاکہ ادھر ادھر نگاہ نہ پڑے۔ اور طرح طرح کی مختلف چیزیں دیکھ کر خیالات پریشان نہ ہوں سالک کو حضور قلب کی پوری پوری کوشش کرنی چاہئے حضور قلب ہی تمام سعادتوں کا اصل ہے۔

اگر سالک کو کوئی منتر سانپ بچھو کا یاد ہو تو مسلمانوں کی تکلیف رفع کرنے کے واسطے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر سالک کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے جس سے عام طور سے لوگ نفرت کرتے ہوں تو اس کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ خدا نے اس کو فراغت و فرصت عطا فرما کر اپنے کام کے لئے موقع عطا فرمایا۔

سالک پر جو اسرار ظاہر ہوں وہ لوگوں کے سامنے بیان کرتا نہ پھرے سالک کو جس قدر عطا ہو اس سے زیادہ کی طلب کرے سالک کے اندر شک کا مادہ بھی نہ ہونا چاہئے کہ وہ جب خلوت میں بیٹھے تو جلدی سے نہ اٹھ کھڑا ہو میں نے یہ باتیں اپنے تجربہ کی بیان کی ہیں اگر مشاہدات تحریر کروں تو اس کے لئے دفتر بے پایاں درکار ہے۔

اگر سالک کے پاس لوگوں کی آمدورفت ہونے لگے۔ تو اس کے ایسی حالت میں کوئی خاص وضع اختیار نہ کرنی چاہئے۔ جیسا رہتا ہے رہا کرے خلوت میں اس فتنہ سے محفوظ رہنے کی دعا کرے ان باتوں کو دیکھ کر سالک کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کی

طرف لوگوں کی رجوعات سے وہ شیخ الوقت بن گیا ہے۔

مرید کو حقائق و معارف کی کتابوں مثلاً فصوص الحکم۔ تمہیدات عین القضاۃ ہمدانی وغیرہ کا مطالعہ نہ کرنا چاہئے۔ نہیں تو ان کتابوں کو پڑھ کر اس کے دماغ میں سودا سما جائیگا کہ وہ کامل اکمل بن گیا ہے۔ ہاں منہاج العابدین، تذکرہ الاولیا، مجموعہ ملفوظات، خواجگان چشت، عوارف، فوائد الفواد، خمتہ الاشراق، جوامع الکلم، مرصاد العباد وغیرہ کا مطالعہ فائدہ مند ہے۔

ان کتابوں کے مطالعہ سے شوق و طلب میں زیادتی پیدا ہوگی۔ مرید کو پیر کے سامنے سماع میں وجد و رقص نہ کرنا چاہئے جو بزرگ پیر کے ہم پلہ و ہم مرتبہ ہوں۔ یا پیرؒ کے دوست اور اقربا ہوں ان کے ساتھ بھی پیر ہی کے آداب ملحوظ رکھنے چاہئیں۔ پانی پر چلنا لکڑی اور تنکوں کا کام ہے۔ ہوا میں اڑنا مکھی مچھر کا کام ہے آدمی کا سب سے بڑا کام دل ہاتھ میں لینا ہے دل ہاتھ میں لینے کے معنی ہیں کہ سالک ہر شخص کا کام کر کے اس کا دل خوش کرے۔ یا دل کو اس طرح پہچانے جو واقعی اس کا حق ہے۔ حضرت خواجہ اویس قرنیؒ نے حضرت عمرؓ سے دوران گفتگو فرمایا تھا کہ عَلَيْكَ بِحِفْظَ الْقَلَبِ (دل کی حفاظت لازمی جانو) دل بدست آوردن کے پہلے معنی متبدی کے لئے ہیں اور دوسرے معنی منتہی کے لئے ہیں مرید کو نہ زیب و زینت میں کوشش کرنی چاہئے اور نہ ذلت حقارت یا شہرت کا لباس ہی پہننا چاہئے زیب و زینت یا حقارت کا لباس پہننے سے بھی عوام میں شہرت ہو جاتی ہے۔

اور اگر طالب کے دل میں شوق سلوک پیدا ہو تو اس کے لئے مناسب یہ ہی ہے کہ مدرسہ کے اوقات میں طلب علم میں مصروف رہے اور گھر آکر کتاب طاق میں رکھ کر پیر نے جو مراقبہ بتلایا ہو اس میں مشغول ہو جائے اگر پیر نہ رکھتا ہو تو حضور سرور عالم ﷺ کی مبارک صورت کے تصور میں مشغول ہو جائے۔ چند روز ایسا کرنے سے تمام خطرات دور ہو جائیں گے۔ اور حضور سرور کائنات ﷺ کے جمال با کمال سے مشرف ہوگا۔

اگر مرید اہل و عیال کی پرورش کے لئے تجارت کرتا ہو تو دوسرے تاجروں کی

طرح دل کو نہ پھنسانا چاہیئے۔ اس قسم کی باتوں سے دل مکدر اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ اگر سامان، تجارت عیب دار ہو تو اس کے عیب کو چھپا کر اس کی خوبی نہ بیان کرنی چاہیئے۔ اگر عیب ہو تو ظاہر کر دینا چاہیئے ورنہ خائن کہلائے گا۔ اس طرح خریداری کے وقت کسی چیز کا عیب ظاہر کر کے اس کی خوبی نہ چھپانی چاہیئے۔

مرید کو سفر میں بھی اوراد وظائف ناغہ نہ کرنا چاہیئے۔ فرض روزے کسی حال میں قضا نہ کرنے چاہیں۔ نفل کا اختیار ہے۔ ہو سکے رکھے ورنہ افطار کر لے۔ افطار میں بھی قلت طعام پر نظر رکھنی چاہیئے۔ پانی بھی کم پینا چاہیئے۔ اگر سالک کو کشف ارواح حاصل ہو تو ان کی ملاقات میں زیادہ وقت ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ حضرت خضرؑ اور ابدال و اوتاد سے ملاقات کو بھی مقصود نہ سمجھ لے۔ کیونکہ یہ لوگ خوشخبری دیتے ہیں کبھی کبھی ارشاد و تعلیم بھی دیتے ہیں۔

توکل اور مجاہدہ کا بیان

اگر سالک عیالدار اس قدر آمدنی کا مالک ہو جس سے بال بچے گذر راہ کر سکیں تو سالک کو سب چیزیں بیوی بچوں کے حوالے کر کے خود یاد حق کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے اور اگر بغیر اس کی محنت و مشقت کے ان کا گزر بسر نہ ہو سکے تب بھی اپنے پیشہ یا نوکری میں سے ایسا وقت ضرور نکالے جس سے بفراغت مشغول ہو سکے اور اگر ایسا وقت نہ نکال سکے تو اگر وہ راہ سلوک کا واقعی طالب ہے تو اس پر وہ پیشہ اور نوکری حرام ہے۔

کسی صاحب حرفہ سالک کے لئے کام کا بہترین وقت نماز چاشت سے ظہر تک کا ہے اگر سالک مجرد ہو بیوی بچے نہ رکھتا ہو تو کچھ کمائے یاران طریقت میں صرف کر کے انہیں کیساتھ گزارہ کرے۔

زینت و آرائش کے لئے اچھے کپڑے پہننا اچھا کام نہیں۔ سالک کو دنیاوی معاملات میں کسی کا گواہ بننا چاہیئے اور نہ گواہی دینے عدالت میں جانا چاہیئے۔ مال و اسباب ترکہ میراث کا دعویٰ بھی سالک کے لئے مناسب نہیں۔ مرید کو تو دل سے خدا سے عہد کرنا

چاہئے کہ دنیا و آخرت میں کسی معاملہ میں کسی سے جھگڑا نہ کروں گا۔ اگر کوئی شخص مال و اسباب چھین لے جائے تو بظاہر واویلا مچانا درست ہے۔ مگر دل سے معاف کر دینا بہتر ہے۔ اس راستہ میں سالک کو مظلوم بننا چاہئے۔ ظالم نہ بننا چاہئے۔ حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔ یا علی کُن مظلومًا وَلاَ تَکُنْ ظَالِمًا (اے علی مظلوم بنو ظالم نہ بنو)

حضرت صدیق اکبرؓ کی متابعت میں سالک اگر مالدار ہو تو اپنا سارا مال راہ خدا میں صرف کر دینا چاہئے۔ اور اگر حضرت عمر فاروق کی اتباع میں تھوڑا بہت اہل و عیال کے اخراجات کے لئے بچا رکھے تو بھی جائز ہے سالک کو ہرگز دل میں یہ خیال نہ لانا چاہئے کہ شام کو کیا کھاؤں گا کہاں سے کھاؤں گا۔ سالک کو نہ آئندہ کا فکر ہونا چاہئے نہ ماضی کا افسوس۔

سالک اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات کے لیے اگر کوئی پیشہ اختیار کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ سب سے بہتر پیشہ بکریاں چرانا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے بکریاں چرائی ہیں۔ دوسرا پیشہ بھی اختیار کر سکتا ہے بشرطیکہ پیشہ میں لگ کر یاد خدا سے غافل نہ ہو جائے۔

سالک کو جہاں تک ہو سکے قرض لینے سے بچنا چاہئے۔ اگر فاقہ کشی کی نوبت آئے تو اس کو غنیمت جانے۔ فاقہ سے اندرونی تصفیہ ہوتا ہے فاقہ کی حالت میں سالک کو کسی کے ہاں مہمان جانا درست نہیں اور نہ فاقہ توڑنے کے لئے اپنی ضروریات کو بیچنا چاہئے۔

فاقہ کی حالت میں موت آگئی تو درجہ شہادت کا ملے گا۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے جہاد نفس کو جہاد اکبر فرمایا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ جو شخص جہاد اکبر میں مارا جائے وہ شہید نہ ہو۔

لاتلقوا بایدیکم الی التھلکتہ میں عوام کے لئے رخصت ہے خواص کے لئے نہیں

طالب کو ہمیشہ خلوت گزیں رہنا چاہئے طالب یا تو دوست میں مشغول رہے یا

دوست کی یاد میں- ان دو کاموں کے سوا کسی اور کام میں سالک کو مشغول نہ ہونا چاہئے-

بزرگوں نے کہا ہے کہ مرید اس وقت مرید ہوتا ہے جب اس کے بائیں ہاتھ کا فرشتہ تیس سال تک کوئی بدی نامہ اعمال میں نہ لکھے

اس لئے طالب کو فحش باتوں فضولیات اور ہزلیات تک سے بچنا چاہئے طالب کو زیادہ وقت ذکر مراقبہ میں صرف کرنا چاہئے- خیالات میں یکسوئی پیدا کرنے کے لئے نشہ کی چیز کا استعمال کرنا ہرگز روا نہیں

سالک کو چاہئے کہ نفس کی خواہشات پوری نہ کرے ہاں اگر وہ خواہش مباح ہو تو اس کو اس حد تک پوری کرنا جائز ہے- جہاں تک کہ راہ چلنے میں دشواریاں پیش نہ آئیں- اور اگر خواہش نامشروع ہو تو قطعا اسکی طرف التفات نہ کرے خواہ جان ہی کیوں نہ چلی جائے-

سالک کو گھی دودھ صرف اتنی مقدار میں کھانا چاہئے جس سے دماغ میں تری اور جسم میں قوت قائم رہے- پیٹ بھر کر مزیدار چیزیں کھانا مریدوں کا کام نہیں سالک کو نفخ پیدا کرنے والی ثقیل اور دیر ہضم غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہئے سالک کے لئے یہ بڑی شرم کی بات ہے- کہ اس کو بدہضمی یا ہیضہ کی شکایت ہو جائے-

سالک کو ہروقت یاد خدا میں مشغول رہنا چاہئے- بازار میں ہو یا حجرہ کے گوشہ میں کسی وقت یاد خدا سے غافل نہ رہے سچے عاشق جہاں اور جس جگہ بھی ہوں- ہر وقت معشوق کے خیال میں غرق رہتے ہیں-

سالک کو خانقاہ میں سکونت اختیار کر کے خادمان خانقاہ کی ننگ و عار نہ اٹھانی چاہئے- اگر وہاں رہنا ہو تب بھی کھانے کے وقت ان کے سامنے جانا مناسب نہیں-

غیب کی باتوں کا معلوم کر لینا لوگ بہت بڑی بات سمجھتے ہیں- حالانکہ یہ کوئی نعمت نہیں سراسر زحمت ہی زحمت ہے-

اور یہ علم بلائے بے درماں ہے راز دل سے واقفیت سے سوائے پریشانی یا بری باتوں کے سرزد ہونے کے اور کچھ حاصل نہیں راز دل کی واقفیت سے بہت سی

قباحتوں کا سامنا ہوتا ہے۔

سالک اپنا امتحان خود اس طرح لے سکتا ہے۔ کہ جب سوتے سوتے آنکھ کھلے تو اپنے دل کیطرف غور کرے پس اگر دل میں خدا کا خیال ہو تو وہ خدا کا طالب سمجھے ورنہ سوائے بوالہوسی کے اور کچھ نہیں۔

سالک کو ہمیشہ اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور راستہ میں جس قدر مشکلات پیش آئیں صبر سے برداشت کرے ہر وقت اپنے مطلوب کو حاصل کرنے کی دھن میں لگا رہے۔ اور نہایت زاری اور عاجزی کے ساتھ طلب جاری رکھے۔ ہر وقت خدا تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہے کسی نہ کسی روز کامیابی ضرور حاصل ہوگی۔

سالک کو اگر بخار ہو جائے تو کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لانا چاہئے خطرہ تک بھی دل میں نہ آئے۔ ایسی حالت میں اگر وقت آخر آجائے تو اپنی ناکامی پر افسوس کرے درازی عمر کی دعا مانگے تو اس لئے کہ مقصد حاصل ہو جائے۔ دنیاوی لذات کے خیال سے نہیں۔

بیماری میں کوئی ورد وظیفہ ناغہ نہ کرے۔ آب و طعام ترک کرنے کے واسطے بیماری بہت اچھا ذریعہ ہے۔ بخار چڑھ جائے تو آنکھیں بند کر کے مراقبہ میں مشغول ہو جائے۔ نہایت ذوق حاصل ہوگا۔ ایک رات کا بخار بشرطیکہ فکر و مراقبہ کے ساتھ ہو ایک سال کی ظلمت و کدورت دور کر دیتا ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک روز کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ بیماری کی حالت میں وقت کو بیکار باتوں میں نہ گزارنا چاہئے۔

اگر بیماری میں بلا اختیار زبان سے اللہ اللہ جاری ہو جاوے۔ تو یہ بڑی نعمت ہے۔ اللہ کے عاشق کو بیماری سے اس لئے خوش ہونا چاہئے کہ اس نے دنیا کے تمام جھگڑوں سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کر لیا سالک بیماری کو غنیمت جانے کہ معشوق حقیقی نے یاد تو کر لیا۔ تکلیف کے ساتھ ہی سہی۔

بیماری کی حالت میں خاص طور پر سالک کو تمنا کرنی چاہئے کہ انجام کار تجلی الٰہی

بصورت رضا و حسن و جمال ظاہر ہوگی- قہر و جلال کا خیال بھی نہ لانا چاہئے- کیونکہ جس صورت سے دنیا میں تجلی ہوگی اسی صورت سے آخرت میں بھی ہوگی- کما تموتون تبعثون (تم جس حالت میں مروگے اسی حالت میں اٹھائے جاؤ گے-) ویسا ہی آخرت میں تمہارا ٹھکانا ہوگا بہشت اگرچہ امن و امان کا گھر ہے اور وہاں عذاب کا کوئی خطرہ نہیں- پھر بھی وہاں کے لوگوں کو اندیشہ ہوگا تو تجلی جلال کا ہوگا- جو لوگ ہر وقت بادشاہ کے حضور رہتے ہیں- وہ ہر وقت جلال شاہی سے خائف رہتے ہیں-

نزدیکاں   رابیش   بود   حیرانی

بہرحال مرید کو بیماری کی حالت میں خدا کی رحمت کی طرف توجہ رکھنی چاہئے-

بیماری کی حالت میں طالب کو طبیب کی ہدایات پر عمل کرنا چاہئے ایسی صورت میں دوا کا استعمال اور پرہیز سنت نبوی ہے ہاں اگر ایسی بیماری ہو جس سے جاں بر نہ ہونے کی امید ہو تو فوراً ہر طرف سے دل ہٹا کر ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہو جانا چاہئے- امید ہے کہ اس آخری وقت میں اس کا مطلب ضرور پورا ہوگا-

طالب کو کسی شخص کے سامنے حرص و طمع کی راہ سے نہ دست بستہ کھڑا ہونا چاہئے اور نہ ازراہ کسی کے پیچھے پیچھے چلنا چاہئے نہ اپنی ایسی رفتار بنانی چاہئے جس میں خونمائی کی جاتی ہو سینہ تان ک چلنا ہم لوگوں کا شیوہ نہیں اور نہ یکسوئی پیدا کرنے کے واسطے نشہ کی چیز استعمال کرنا چاہئے- ورنہ لوگوں میں بھنگڑ چرسی کہلا کر بدنام ہو جاؤ گے-

طالب کو اپنی نگاہ ہمیشہ نیچی رکھنی چاہئے راہ چلتے ادھر ادھر تاکنا اچھا نہیں- دنیا چونکہ آخرت کی کھیتی ہے اس لئے حضور عالم ﷺ نے کبھی موت کی تمنا نہیں کی بہت سے بزرگوں سے منقول ہے کہ انہوں نے زندگی کے لئے دعا کی- اس کا سبب یہی تھا کہ دنیا میں اعمال کی کھیتی بوئی جاتی ہے- آخرت میں کاٹی جائے گی- یہاں ایک دانا بوئیں گے تو وہاں سات سو دانے ملیں گے-

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں ایک گھڑی کی زندگی جنت کی چار ہزار سال کی زندگی سے بہتر ہے- کہ اس جہاں یں معشوق بے حجاب ہے اور یہاں محبوب پردہ اور

برقع میں جلوہ گر ہے معشوق مجازی کا حسن حجاب لباس میں اور ہوتا ہے اور بے حجابی میں اور پھر بھی جو لطف معشوق کو پردہ میں دیکھنے سے آتا ہے وہ بے پردہ دیکھنے سے حاصل نہیں ہوتا۔

سالک اور عاشق صادق کو اپنے مطلوب کے پیچھے ماہی بے آب بن جانا چاہئے۔ اگر مچھلی سے پوچھا جائے تو کہاں سے آئی ہے۔ تو وہ جواب دے گی پانی سے۔ اگر پوچھا جائے کہاں جاؤ گی۔ جواب دے گی پانی میں اور اگر پوچھا جائے کیا کھائے گی جواب دے گی پانی۔ پوچھو کیا پیئے گی۔ کہے گی پانی۔ غرض جس طرح مچھلی کا بدون پانی کے ایک سانس لینا بھی دشوار ہے یہی حال طالب حقیقی کا بھی ہوتا ہے۔؎

یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

خلوت اور مراقبہ کے متعلق ضروری ہدایات

سالک کو رات گزرانے کے لئے خلوت کے لئے ایسی جگہ منتخب کرنی چاہئے جو اغیار سے بالکل خالی ہو۔ سالک کے لئے خلوت بھی ایک خاص اثر رکھتی ہے حضور سرور عالم ﷺ نزول وحی سے پیشتر غار حرا میں خلوت فرمایا کرتے تھے۔ تسخیر کواکب و جنات میں بھی خلوت شرط ہے۔ مگر ہمارے اس کام میں تو خلوت، طہارت ذکر و مراقبہ سب سے مقدم ہے۔

خلوت اختیار کرنے سے امید ہے کہ ارواح بزرگان و ابدال او تاد سے ملاقات ہوگی۔ جب انسان کا دل آئینہ کی طرح صاف ہو جائے گا او تاد اور ابدال اس کی تعلیم کو آئیں گے۔ غرض ہر کاموں سے مقدم حضور قلب ہے۔

سالک کے واسطے دو کام ضروری ہیں۔ اول تخلیہ۔ دوم تجلیہ تخلیہ کے معنی ہیں ماسوا اللہ سے دل کو خالی کرنا۔ اور تجلیہ کے معنی ہیں انوار الٰہی سے دل کو روشن کرنا۔ ان دونوں میں اصل تخلیہ ہے۔ سالک کو اسی کو مقدم سمجھنا چاہئے۔ جب تخلیہ قائم ہو جائے گا تجلیہ خود بخود ہو جائے گا۔

ہمارے خواجگان نے تخلیہ اور تجلیہ دونوں کو یکجا کیا ہے۔

مراقبہ غیر خدا کے خطرہ سے دل کی حفاظت کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ مراقبہ مبتد یوں کا ہے منتہیوں کا مراقبہ مشاہدہ ہوتا ہے۔ مشاہدہ کے معنی ہیں اس طرح مستغرق ہو جانا کہ اپنی ہستی کو بھول جائیں۔

مراقبہ کے لئے اطمینان خاطر اور خلوت باطن ضروری ہے۔ جب تک دل با فراغت خدا کی طرف رجوع نہ ہو گا مراقبہ کا فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ چونکہ مرید ابتدا میں حجابات کے اندر ہوتا ہے بیک وقت رب العزت کی طرف رجوع نہیں ہو سکتا اور مرشد عالم شہادت سے تعلق رکھتا ہے اس لئی ابتداء سالک کو اپنا دل پیر کی طرف مراقب کرنا چاہیئے تاکہ پیر کی دل سے مرید کے دل کو اطمینان کا حصہ حاصل ہو کر آہستہ آہستہ خدا کی طرف رجوع شروع ہو جائے۔

ایک گوشہ میں آنکھیں بند کر کے دل کو متوجہ کر کے بیٹھ جانا چاہیئے اگر یہ کام بن گیا۔ تو سارے کام بن جائیں گے۔ سالک کو ظلمت شب اور جنگل کی تنہائی یا موذی جانورں کے ضرر کی طرف دھیان نہ دینا چاہیئے جن و شیطان کا خطرہ بھی دل میں نہ لائے اپنے تیئں خدا کے سپرد کردے اور اس کے طلب میں مشغول ہو جائے کہ سوائے خدا کی ذات کے کسی اور چیز کا خیال دماغ میں نہ رہے۔

سالک کو بھوک پیاس' تنہائی اور شب بیداری کا عادی بن جانا چاہیئے۔ اگر مراقبہ میں نیند آجائے تو یہ کوئی بات نہیں۔ ہاں البتہ لیٹ کر نہ سونا چاہیئے۔ سالک کے لئے خلوت اور جلوت یکساں رہنی چاہیئے۔ جہاں تک ہو سکے اپنے وظائف کا پابند رہے ناغہ نہ کرے۔

خیالات کو مجمع اور یکسو کرنے کے لئے اگر شروع میں ظاہری صورت کو پیش نظر رکھیں تو چند روز میں وہ صورت غائب ہو کر کشف غیوب حاصل ہو گا حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر شیاطین بنی آدم کے دلوں کو نہ گھیرے رہیں تو وہ آسمان کا ملک دیکھا کرتے۔

مراقبہ کا طریقہ یہ ہے خلوت میں بیٹھ کر لفظ اللہ دل میں اس طرح بٹھائیں جس طرح خطرہ اور وسوسہ دل میں قائم رہتا ہے۔ اللہ ہی دل میں آئے اور اللہ ہی

دل سے نکلے اللہ ہی کے سوا کوئی خطرہ دل میں نہ رہے مراقبہ میں سالک کی وہی کیفیت ہونی چاہیئے جو حافظ کی قرآن شریف حفظ کرتے وقت ہوتی ہے۔

مراقبہ میں ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ کہ زبان پر اللہ اللہ ہو اور دل دنیا کے قضیوں اور قصوں میں مبتلا ہو۔ بعض لوگ نماز میں سورہ فاتحہ اور قرآن شریف کی آیتیں پڑھتے ہیں لیکن ان کے دل کو خبر نہیں ہوتی کہ انہوں نے کیا پڑھا ہے۔ اور کیا پڑھ رہے ہیں۔

تصور شیخ

علمائے ظاہر ارباب سلوک پر معترض ہیں کہ ان میں پیرپرستی پائی جاتی ہے۔ یہ بات بے حقیقت بھی ہے اور باحقیقت بھی۔ بے حقیقت تو اس لئے کہ پیر انوار لاہوتی کا مظہر ہوتا ہے اس لئے پیر کی پرستش درحقیقت حق کی پرستش ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ حضور قائم کرنے کے واسطے پیر کی صورت سامنے رکھی جاتی ہے غائب کے تصور میں خطرات مزاہم ہوتے ہیں پیر چونکہ عالم شہادت میں موجود ہوتا ہے اس لئے شروع شروع میں تصور اور حضور کی مشق کے لئے شیخ کے تصور کی مشق ضروری ہے۔

تصور شیخ کی ترکیب یہ ہے کہ طالب ہر وقت اپنے آپ کو شیخ کے روبرو ان کی مجلس میں حاضر جمائے گویا وہ ہر وقت میرے سامنے تشریف فرما ہیں یا یہ کہ اپنے آپ کو ہمہ تن شیخ تصور کرے۔

شیخ کا ہر وقت تصور رکھنا طالب کی سعادت مندی کی دلیل ہے اس لئے کہ بغیر شیخ کی وساطت کے کوئی شخص منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا سلطان المحبوبین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ قسم ہے خرقہء شیخ کی کہ قوال کی زبان سے جو غزل یا شعر میں نے سنا۔ اس کو شیخ کی ذات پاک کے سوا کسی طرف منسوب نہیں کیا طالب کو سماع میں وصل و ہجر درد طلب پیر ہی کی طرف منسوب کرنا چاہیئے۔

اگر پیر کی صورت میں جمال باکمال نہ ہو تو نور قدس کے ساتھ اس کا تصور کرنا چاہئے۔ تاکہ خود نور سے آراستہ ہوجائے۔ اگر مرید اس نورانی تصور کا اثر پیر کی صورت میں ملاحظہ کرے تو امید ہے کہ عنقریب پیر کے اسرار سے مطلع ہوگا۔ اور اپنے اندر ان کا اثر دیکھے تو خوش ہونا چاہئے۔ کہ اس کو عنقریب وہ مرتبہ عطا ہونے والا ہے۔ جس سے پیر کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ دنیا میں بہت سے مرید ایسے ہوتے ہیں۔ جن سے ان کے پیروں کا نام دنیا میں روشن ہوا ہے۔

سالک کو چاہئے کہ نماز میں پیر کو دائیں بائیں اپنا امام تصور کرے یا سجدہ کی جگہ یا اپنے دل میں خیال کرے۔ اور حاضر ناظر سمجھے تو بہت ہی اچھا ہے بہرحال جہاں تک ہوسکے سالک کو اچھی صورت و حالت میں پیر کا تصور جمانا چاہئے۔

سالک کو اثنائے سلوک میں حبس دم کی بھی عادت ڈالنی چاہئے حبس دم سے خطرات دفع ہوجاتے ہیں۔ سالک کو جہاں عورت سے پرہیز لازمی ہے وہاں اس کو کھانے پینے میں بھی بہت کمی کردینی چاہئے۔ کھانا پینا صرف اس حد تک ہونا چاہئے جس سے مشینری قائم رہے۔ فضول باتوں سے پرہیز بھی ضروری ہے سالک کے واسطے یہ تین چیزیں نہایت ضروری ہیں۔ حبس دم، نشست مخصوص اور ظفر تکیہ۔

آسمانی عروج بھی بغیر پیر کی رہبری کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ عروج کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ پیر اپنے مرید کو کاندھے پر بٹھا کر پرواز کرکے آسمان کے دروازہ پر پہنچ کر دستک دیتے ہیں۔ اندر سے آواز آتی ہے کون ہے؟ پیر اپنا نام بتاتے ہیں۔ دروازہ کھلتا ہے۔ پھر دریافت کیا جاتا ہے کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ پیر کہتے ہیں میرا مرید ہے۔ میں نے اس کو اس مقام پر لانے کا اہل بنا دیا ہے۔ اسی طرح دوسرے آسمانوں پر عروج ہوتا ہے۔

ایک صورت عروج کی یہ ہے ایک جانور سواری کے لئے لایا جاتا ہے مرید کو اس پر سوار کردیا جاتا ہے۔ پھر معلوم نہیں ہوتا کہ وہ جانور چلایا اڑا چشم زدن میں آسمان پر جا پہنچا ہے۔

آسمانی عروج کے یہ طریقے پیر کی رہبری سے طے ہوتے ہیں۔ تفریح طبع اور

خوش وقتی کے واسطے گانے بجانے کے متعلق فقہا میں اختلاف ہے۔ بعض فقہا حرام۔ بعض حرام اور مکروہ کہتے ہیں۔ لیکن وہ سماع جو سوز و طلب کی وجہ سے ہو اور جس میں شوق و رغبت میں ترقی اور اطاعت و مجاہدہ پر ہمت ہوتی ہے فقیہہ کی بحث سے خارج ہے۔ فقیہہ کی بحث صرف نفسانیات اور دنیاوی معاملات میں ہوتی ہے۔ سماع سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

موسیقی کی حقیقت موسیقی کی ابتدا کیوں کر ہوئی اس بارے میں حکماء کے مختلف اقوال ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مریض کی آہ واہ اور تکلیف کے ساتھ آواز کے طول و عرض میں کمی بیشی کو پیش نظر رکھ کر حکمانے موسیقی کے پردے ترتیب دیئے۔

بعض کا کہنا ہے کہ کسی مردار جانور کی ران کی ہڈیوں پر لگا ہوا گوشت خشک ہو گیا تھا۔ جب ہوا زور سے چلتی تو اس میں سے ہلکی بھاری آواز نکلتی تھی ایک حکیم نے آواز کے زیر و بم کو دیکھ کر باجہ تیار کرلیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ کسی سالک نے اپنے مشاہدہ میں ساتوں آسمانوں کی گردش ملاحظہ کی اور ان کی دل کش آواز سن کر موسیقی کی بنیاد ڈالی۔ آسمان کی آوازیں ایسی دلکش تھیں کہ اگر دنیا والے سن لیں تو ان کا زندہ رہنا مشکل ہو جائے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام مختلف انواع اقسام کی آوازیں رکھتے تھے۔ چنگ رباب وغیرہ کی آوازیں آپ کے حلق سے برآمد ہوتی تھیں۔ اور سننے والوں پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ اپنے ہوش میں نہ رہتے تھے۔ ابلیس کی ذریات نے ابلیس سے شکایت کی داؤد علیہ السلام کے نغمے نے دلوں میں ہمارے وسوسہ کی گنجائش نہیں رکھی۔

ابلیس یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس میں حاضر ہوا اور آپ کے نغموں پر غور کرکے اس نے ایک باجہ تیار کیا۔ تمام اہل حرص و ہوس اس کی آواز سن کر اس کے پیچھے ہو لئے۔

جس طرح شاعر اپنے شعر میں معشوق کا حسن و کرشمہ و ناز و انداز رفتار گفتار۔ جنگ و صلح۔ وفا و جفا۔ قبول و افکار وغیرہ کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ موسیقی کے ماہرین بھی ان

سب باتوں کو راگ کے تال و سر میں ادا کرتے ہیں۔

اہل دل موسیقی پر کیوں فدا ہیں بات یہ ہے کہ انسان کے اندر پانچ چیزیں ہیں۔ روح نفس۔ طبع۔ عقل جب کوئی موزوں کلام نغمہ کے ساتھ گایا جاتا ہے تو روح نغمہ کر طرف متوجہ ہوتی ہے۔ دل شعر کے مضمون میں نفس شعر کی سوزونیت میں۔

عقل شاعر کی اس حکمت میں جو شعر کے اندر اس نے رکھی ہے توجہ کرتی ہے اور طبیعت موسیقی کے وزن کا اندازہ کرتی ہے۔ غرض یہ پانچوں قویٰ اپنی غذا میں مصروف ہو ہو کر ذوق و لذت حاصل کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سماع کو غذائے روح کہا جاتا ہے اور اسی وجہ سے اہل دل موسیقی پر فدا ہیں۔

سماع کی تین قسمیں ہیں (۱) یہ کہ قوال کی زبان سے شعر سنتے ہی مضمون یا نغمہ میں غور کئے بغیر وجد و کیف پیدا ہو جائے اور سننے والے کو بے خود بنادے (۲) سننے اور غور کرنے کے بعد ایسا ہو (۳) یاروں کی موافقت کے سبب سماع میں شریک ہو ایسا شخص بھی رحمت سے محروم نہ رہے گا جس رحمت سے سماع سننے والے بہرا اندوز ہوں گے۔

سماع کی محفل میں شریک نہ ہونے والے کو اہل ذوق کی موافقت کرنی لازم ہے بیگانوں کی طرح شریک ہونا درست نہیں۔ موافقت میں یہ بھی فائدہ ہے کہ تواجد سے وجد تک اور توافق سے وفاق تک میں ترقی حاصل ہوگی جس طرح اگر کوئی شخص نماز پڑھ چکا ہو اور جماعت تیار ہو تو اسکے لئے شریعت کا حکم ہے کہ وہ بھی جماعت میں شریک ہو جائے کیونکہ اس رحمت سے جو جماعت پر نازل ہو رہی ہے یہ شخص محروم نہ رہے اسی پر سماع بھی قیاس کرنا چاہئے۔

فقہا کے نزدیک دف بجانے کے بارے میں تو گنجائش ہے مگر دیگر مزامیر کے لئے نہیں۔ اس لئے سننے والا اہل دل ہے تو خیر ورنہ یہ خود اپنے فعل کا ذمہ دار ہے۔ مزامیر میں چونکہ کسی قسم کی آلودگی نہیں اور ان کا جوف معصیت سے سراسر خالی ہے۔ اس لیے مزید پیری کی حرمت کے بارے میں اہل دل جانیں اور ان کا کام۔

مزامیر کی حقیقت باجہ کی حقیقت یہ ہے کہ حکمانے اس کو آدمی کی صورت پر ایجاد کیا ہے ایک تار اس کا آنکھ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ جو آواز اس تار سے نکلتی ہے وہ معشوق کے غمزہ کرشمہ کی خبر دیتی ہے اس طرح دوسرے تار سینہ پر ہاتھ پیر وغیرہ سے مناسبت رکھتے ہیں جو لوگ فن موسیقی سے واقفیت رکھتے ہیں وہ اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہیں۔

قواعد موسیقی کے مطابق گانے میں شریعت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں

قواعد موسیقی کے مطابق گانے میں شریعت مطرہ میں نفی و اثبات کا کوئی حکم نہیں۔ خوش الحانی کے ساتھ قرآن شریف پڑھنے کا حکم ہی حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے۔

(قرآن کو اپنی آوازوں کے ساتھ زینت بنادو) یعنی قرآن مجید خوش الحانی سے پڑھا کرو۔ مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن خوش الحانی کے ساتھ پڑھتا ہے ۔ تو سامعین پر محویت کا عالم طاری ہوتا ہے لیکن اسی صورت کو اگر کوئی دوسرا اس آواز میں نہ پڑھے تو سننے والے متوجہ نہیں ہوتے۔ حضور سرور عالم ﷺ کے ارشاد کی موجودگی و تجربات و مشاہدات کی روشنی میں فقہا کا روایت متذکرہ بالا کا یہ معنی بیان کرنا کہ اپنی آوازوں کو قرآن کے ساتھ زینت دو قلب معنی ہے۔

جب یہ بات مشہور ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان مبارک سے خوش الحانی کے ساتھ توریت سن کر لوگ مرجاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی ان کا ایک معجزہ تھا پھر معجزہ جیسی اچھی چیز کو حرام یا مکروہ کہنا عقل سے سراسر بعید ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس سے گزرے۔ وہ اپنے گھر قرآن پڑھ رہے تھے۔ حضور ﷺ تھوڑی دیر ٹھہر کر سنتے رہے پھر ان سے ملاقات ہوئی تو حضور ﷺ نے واقعہ بیان فرمایا۔ حضرت موسیٰ اشعریؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ حضور ﷺ سن رہے ہیں تو میں اچھی طرح پڑھتا۔

حضور سرور عالم ﷺ نے انہیں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا لقد اوتیت مزما

رامن مزا میرال دادو حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ کی آواز کا نام مزامیر رکھا۔

صوفی کو محفل سماع میں خود گانا بجانا نہ چاہئے کیونکہ یہ اس کے لئے سبکی کی بات ہے۔ ہاں خلوت میں یاران ہم مشرب کے ساتھ گانا اور بات ہے۔ صوفی کے لئے گانے بجانے کا پیشہ اختیار کرنا اچھا نہیں۔ اگر اشعار و غزلیات نے دل میں جگہ کرلی تو حضور و مراقبہ سے محروم ہوجائے گا۔

سماع بھی عشق بازی ہے خاندان کبرویہ کے لوگ سماع میں الااللہ کی ضرب لگاتے ہیں یہ سماع سماع نہیں بلکہ ذکر ہے۔ اس میں جو کچھ اثر ہوگا ذکر کا اثر ہوگا سماع تو درحقیت عشق بازی ہے۔ اس میں ہردم معشوق کا خیال اور حضور ہونا چاہئے ذکر فکر کی اس میں گنجائش نہیں۔ سماع حق و حقیقت کے ساتھ بازی ہے سماع میں جہاں حمل نظیر بر نظیر ہے وہاں حمل نقیض بر نقیض بھی ہے۔ شعر کے معنی یا موسیقی کے وزن سے وصل کا مضمون مفہوم ہے۔ تو جو شخص اس دولت سے محروم ہے وہ اضطراب و گریہ وزاری میں مبتلا ہوجائے گا۔ کہ قوم تو وصل محبوب سے شاد ہے اور میں بدقسمت ناکام ہوں۔ اور جو شخص وصل سے شاد کام ہوچکا ہے وہ فراق کی حکایت سن کر خوشی اور ذوق میں شکر گزار ہوگا۔ بہرحال سماع کا اثر کبھی برعکس بھی ہوتا ہے۔

سماع ایک ایسی چیز ہے کہ جو لوگ مضمون کی حقیقت سے بے خبر بھی ہوتے ہیں ان پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔ دیکھو سانپ بین کی آواز سن کر اونٹ ہدی سن کر مست ہوجاتا ہے۔ گانے بجانے کا اثر بالخاصہ مستی و سرور ہے اگر کوئی آدمی گانا بجانا سن کر مست و مسرور نہ ہو تو وہ حد درجہ قسی القلب اور غلیظ الطبع ہے۔ حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ نے فرمایا ہے۔

شتر راچہ شور و طرب در سرست
اگر آدمی رانہ باشد خرست

شیخ سعدی فرماتے ہین کہ اونٹ تو گانا سن کر مست ہوجاتا ہے اگر آدمی پر گانے کا اثر نہ ہو تو سمجھ لو وہ آدمی نہیں بلکہ گدھا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام پر سکینہ نازل ہونے کا ذکر قرآن مجید میں سورہ بقرہ میں مذکور ہے۔ جس وقت آسمان سے سکینہ نازل ہوا تو حضرت داؤد علیہ السلام خوشی کے مارے رقص کرنے لگے۔ محفل سماع میں رقص کرنے والے کو تنہا نہ چھوڑنا چاہئے۔ دو چار آدمیوں کو اس کی موافقت کرنی چاہئے۔ گرنے سے بچائیں اور اگر زور سے گر پڑے تو اس کو پڑا رہنے نہ دیں بلکہ احترام کے ساتھ اٹھالیں۔ کیفیت کے عالم میں اگر صوفی اپنا کپڑا اتار کر قوال کو دے دے تو حاضرین کو چاہئے کہ اس کو دوسرا کپڑا پہنا دیں برہنہ نہ رہنے دیں۔

دوران سماع اگر کسی کو ذوق پیدا ہوا اور وہ رقص بھی کرنے لگے تو تمہیں بھی اس کی موافقت کرنی چاہئے۔ اگر تم کو ذوق پیدا نہ ہو تب بھی بہ تکلف گرماگرمی کے ساتھ اس کے ساتھ لگے رہو۔ تمہاری موافقت کرنے سے اس کی گرمی میں تیزی نہ ہوگی تو کمی بھی نہ ہوگی۔ اس میں ایک فائدہ یہ بھی کہ تمہاری گرماگرمی سے شاید اس کی گرمی کا عکس تم پر پڑجائے اور تمہیں بھی اس حرارت سے حظ حاصل ہو۔

محفل سماع میں اگر کسی شعر سے ذوق پیدا ہو تو جہاں تک ہوسکے ضبط کرو۔ اور اگر دوسرے لوگوں پر بھی ذوق طاری ہو تو یہ وقت اہل ذوق کے لئے بہت اچھا ہے۔ اگر تم اہل ذوق ہو تو جان لوگے کہ اس حالت میں کس طرح ذوق و شوق زیادہ ہوتا ہے۔

اگر تمہیں کسی کے ساتھ عشق ہے اور معشوق کے ساتھ تمہارے معاملات مختلف ہیں تب سماع سننا تمہارا کام ہے۔ جس شخص کو خوف یار جاہو۔ سماع اس کا کام نہیں۔

صوفی کو محفل سماع میں شریک نہ ہونے سے پہلے اپنے اوووظائف سے فراغت حاصل کرلینی چاہئے۔ محفل سماع سے اٹھ کر محفل کو پراگندہ کرنا اچھا نہیں۔

صوفی کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ سماع کے لئے محفوظ مکان ہونا چاہئے۔ کھلے ہوئے صحن میں یا غیر محفوظ مکان میں سماع نہ سننا چاہئے۔ کھلے مکان میں سماع کا اثر صحیح طریقہ پر نہیں ہوتا ہو اس کی تاثیر کو متفرق کردیتی ہے۔ مکان کے صحن

میں بھی سماع کے لئے شامیانہ وغیرہ بندھوا دینا مناسب ہے۔

مسجد میں محفل سماع منعقد کرنا منع ہے۔ نیز قوالوں کو بھی سماع کے وقت باطہارت اور بغیر کسی آلودگی کے ہونا چاہئے۔ سماع کی محفل میں نہ گھر سے کچھ کھا کر جانا چاہئے اور نہ کسی شخص کو اپنے ہمراہ لے جانا چاہئے۔

ذوق اور کیفیت کے وقت کیا کرنا چاہئے

سماع کی حالت میں صوفی کو جو اضطراب پیش آتا ہے اس کا نام رقص ہے سماع میں دو باتوں سے ذوق پیدا ہوتا ہے۔ ایک نغمہ سے دوسرے شعر کے معنی سے نغمہ بذات خود حسن صورت کی طرح طبیعت میں رقت و حرکت پیدا کرتا ہے یہی سبب ہے کہ نغمہ سنتے ہی ایک دم طبیعت میں گریہ و نعرہ پیدا ہوجاتے ہیں۔

مخدوم العالم حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی ؒ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں جو چیز حسن رکھتی ہے وہ عالم بالا کی ہے۔ روح انسانی بھی عالم بالا کی ہے مگر حکم الٰہی سے مجبور ہوکر اس عالم میں گرفتار ہے۔ سو جب روح نغمہ کا حسن یا صورت کا حسن ملاحظہ کرتی ہے تو اس کو اپنا وطن یاد آجاتا ہے اور وہ مضطرب ہوجاتی ہے۔ دوران سفر میں اپنے گھر کا خط پڑھ کر مسافر کی جو حالت ہوتی ہے۔ یہی حالت روح کی بھی ہے۔

محفل سماع میں صوفی کو چاہئے۔ کہ وہ اپنا دل مراقبہ یا ذکر خفی کی طرف متوجہ کرے۔ ایسا کرنے سے بہت جلد اس کی روح کو عروج نصیب ہوگا۔ مخدوم العالم حضرت خواجہ نصیرالدین قدس سرہ شیخ فرید الدین گنج شکر ؒ کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ محفل سماع میں مراقب ہوجایا کرتے تھے روح طیر و سیر میں مشغول ہوجاتی تھی۔

صوفیوں کا درجہ معلوم کرنے کا طریقہ

نغمہ سے دل کو پوری صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اور روح کو بہت بڑا حصہ ملتا ہے۔ پہلے زمانہ میں ایسے اشعار گائے جاتے تھے جس میں زہد عبادت ترک اور تجرید وغیرہ کا ذکر ہوتا تھا۔ صوفیائے کرام انہی اشعار پر رقص کرتے تھے۔ اگر کسی صوفی کا مقام

معلوم کرنا ہو تو محفل سماع منعقد کر کے دیکھ لو۔ جس شعر پر جس شخص کو حال آئے۔ اس مضمون سے اس کا مقام معلوم کیا جاسکتا ہے۔ زہد۔ خوف ورجا غرض جو مضمون شعر کا ہو۔ وہی مقام اس صوفی کا ہوگا۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ مقام تسلیم و رضا میں تھے۔ قوال نے جب یہ شعر پڑھا ؎

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جاں دیگراست

وجد شروع ہوگیا۔ آپ کی حالت تھی کہ حالت رقص میں کبھی چند قدم آگے جاتے تھے۔ اور کبھی پیچھے ہٹتے تھے۔ تین روز اسی حالت میں گزر گئے۔ اور ۱۴ ربیع الاول کو جان بحق تسلیم ہوئے۔ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ تسلیم کیسی تھی۔ تسلیم اہل محبت تھی یا تسلیم اہل معرفت ان دونوں میں سے ایک ضرور تھی۔ معاملات کی تسلیم ایسی نہیں ہے۔ جس میں دل خرچ کیا جائے۔ محب کو باوجود سوزو گداز اور درد دل کے دل تسلیم کے ساتھ ہی دینا چاہئے۔

یہی مقام روح کے خرچ کرنے کا ہے۔ شہید محبت حضرت قطب الاقطابؒ نے ایسا ہی کیا ہے۔ ہر زبان از غیب جان دیگراست کا یہی مطلب ہے کہ جو جان جاناں کے ساتھ زندہ ہوئی وہ بے شمار جانوں کے لئے زندہ ہے۔ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ اشعار فارسی عربی ہندی سنسکرت کے معانی کو عاشق معشوق کے درمیانی معاملہ پر حمل کر کے اس مقام کے لائق ذوق ولطف اٹھاتے تھے۔

بعض اوقات ایک ہی مجلس میں ایک ہی شعر پر متعدد صوفیوں کو وجد آجاتا ہے۔ روتے ہیں نعرے مارتے ہیں۔ نہیں کہا جاسکتا کہ ان سب کا ایک مقصد ہوتا ہے یا مختلف۔

بہرحال ایک طریقہ تحمیل یہ ہے کہ شعر کے مضمون کو اپنے حال پر مطابق کر کے ذوق اٹھائیں۔ ناز و کرشمہ کی حکایت اگرچہ عشق مجازی ہوتی ہے مگر جب صوفی پر سوز و گداز اور سوز غم کی حالت گزرتی ہے۔ تو وہ اس کو عین اپنی حالت کے مطابق

پاتا ہے- یہ میرا کلام صوفیائے کاملین کی نسبت ہے- جو شوق و محبت الٰہی میں رقص کرتے ہیں- ہزل اور غفلت میں اپنا وقت نہیں کھوتے بیہودہ لوگوں کو ان پر قیاس نہ کرنا چاہئے-

ارشادات رقص

جن بزرگوں کی کیفیت ہم بیان کر رہے ہین ان بزرگوں کے رقص میں بھی چند اشارے ہیں اگر دونوں ہاتھوں کو اوپر لے جاکر پھرائیں سینہ پر باندھ لیں تو اس کا مطب یہ ہے کہ ہم نے دونوں جہاں کو جمع کر کے ایک جگہ رکھ دیا اور اگر اثنائے رقص میں تالی بجائے تو یہ مطلب ہے کہ کون و مکاں سے ہم گزر چکے ہمیں دوست کا وصال حاصل ہوگیا- یا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم مصیبت زدہ اور خالی ہاتھ ہیں- پیر مارنے سے یہ مراد ہے کہ غیر خدا کو ہم نے پیروں کے نیچے کچل ڈالا- اور اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ہم نے اپنی خودی کو پاؤں کے نیچے کچل ڈالا- اور اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ روح عروج چاہتی ہے- مگر نفس کی قید مانع ہے- اور یہ بھی ارشاد ہے کہ تمام موجودات ہمارے پیر کے نیچے ہیں اور ہم فارغ ہیں-

رقص کی حالت میں چکر لگانے سے مراد یہ ہے کہ وجود کی چکی جو چل رہی ہے وہ ایک حالت میں نہیں رہتی اور اس طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے- کہ ہم ہر طرف ڈھونڈتے پھرتے ہیں دیکھو کدھر جمال محبوب نظر آئے طبیعت کا اضطراب اور بے چینی بھی گشت لگانے پر مجبور کرتی ہے-

بعض لوگ سینہ کو ہاتھوں سے بھینچ کر گشت لگایا کرتے ہیں- اس کا مطب یہ ہوتا ہے کہ دونوں جہاں سے نکلنا چاہتا ہوں مگر نکل نہیں سکتا بعض لوگ سینہ پر ہاتھ رکھ کر رقص کرتے ہیں جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ میں دل کی حفاظت کر رہا ہوں تاکہ پریشان نہ ہوں- جو فرمان ہو اس پر عمل کروں-

بعض لوگ ہاتھ بغل میں دبا کر رقص کرتے ہیں- جس سے اس بات کا اظہار مقصود ہوتا ہے کہ میرا راستہ بند ہے کام پیچیدہ ہے ہرچند کوشش کرتا ہوں مگر دروازہ

نہیں کھلتا۔ اور یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ میں نے معشوق کو بغل میں دبالیا اب نہیں چھوڑوں گا۔

بعض لوگ اثنائے رقص میں سینہ پر ہاتھ مارا کرتے ہیں جس کا یہ مطلب ہوتا ہے یا تو مقصد حاصل نہیں ہوا اور اگر حاصل ہوا تو مرضی کے خلاف اور جو شخص رقص میں دو قدم پیچھے ہٹتا ہے دو قدم آگے بڑھتا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھ پر ایسی ہی حالت گزر رہی ہے۔ جو لوگ آہ کا نعرہ لگاتے ہیں۔ وہ ذوق کا تحمل نہیں رکھتے۔ رونے کی خفیف آواز بھی ذوق و شوق کی دلیل ہے۔ ہو کا نعرہ مارنے میں یہ اشارہ ہے کہ بس جو کچھ ہے وہی ہے۔

یہ ارشادات جو اوپر بیان ہوئے کامل۔ متوسط۔ متبدی سب کے ملے جلے ہیں۔
بہر حال سماع ایک ایسی بے ضبطی اور اضطراب کی حالت ہے جس میں بعض وقت ایسی گمشدگی ہوتی ہے کہ کسی اشارہ کی خبر نہیں رہتی۔ طبعی طور پر اندر سے بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اسی سبب سے سماع میں بعض لوگوں کے چہروں پر ایسی رونق اور جمال پیدا ہو جاتا ہے جو اور کسی وقت نہیں ہوتا اور بعض کی صورت نہایت قبیح ہو جاتی ہے۔

جو شخص رقص میں دوسروں کی تکلیف کا باعث بنے وہ سماع کا اہل نہیں۔ س لئے سماع میں رقص اس طور سے کرنا چاہئے کہ نہ کسی کو دھکا لگے نہ کسی کو آزار پہنچے۔

بعض لوگوں کو سماع میں اپنی بالکل خبر نہیں رہتی۔ بعض کمزور آدمیوں میں اتنی قوت آجاتی ہے جو بڑے بڑے قوی آدمی میں نہیں ہوتی اس قوت کا سبب وہ واردات قلبی ہیں جنہوں نے اس کو اس کی ہستی سے باہر کر کے اس کو خودی کے تصرف میں نہیں رکھا۔

سماع میں قوال اور خواجہ یا میران کا لفظ کہتے ہیں اس طرف دھیان نہ دینا چاہئے۔ سماع کی مجلس میں عورت نہ ہونی چاہئے۔ اور اگر خود عورت ہی گانے والی ہو تو ایسی محفل میں ہرگز نہ بیٹھنا چاہئے۔ توبہ استغفار پڑھنا چاہئے۔ ایسی محفل سے تو

گوشہ تنہائی بہتر ہے۔

جو چیزیں شریعت اسلامی میں فقہا کے نزدیک بالا جماع حرام ہیں جیسے بعض مزامیر تو ان سے پرہیز لازمی ہے۔ صاحب ارشاد و تعلیم کو اس ہدایت کا خاص لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اگر اتفاق سے قوال بھی صوفی ہو تو پھر کیا کہنا سننے والوں کو قوال پر نظر رکھنی چاہیئے یا اپنے دل پر۔

سماع کی مجلس میں ہر کس و ناکس کو بلانا منع ہے۔ سماع سے چونکہ دلجمعی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے محفل سماع رات کے وقت کرنی بہتر ہے اگر کسی محفل سماع میں ہر کس و ناکس شریک ہوں۔ تو ایسی مجلس میں ہرگز شریک نہ ہونا چاہیئے۔

آداب سماع

بزرگان دین کا یہ طریقہ ہے کہ وہ جب سماع سننے کا قصد کرتے ہیں تو پہلے سے اس کی تیاری کی جاتی ہے۔ سفید کپڑے پہنتے ہیں خوشبو لگاتے ہیں کھانا بہت کم کھاتے ہیں بلکہ جو لوگ منتہی ہوتے ہیں طے کا روزہ رکھتے ہیں اور وقار و عزت کے ساتھ حضور قلب سے مقصد کا تصور کر کے سنتے ہیں۔

محفل سماع میں ادھر ادھر نظر نہ دوڑانی چاہیئے قوال کی طرف نظر رکھے یا اپنے سامنے جہاں تک ہو سکے ذوق اور کیف کو ضبط کرنے کی کوشش کرے ہاں اگر رقص پر مجبور ہو جائے تو وہ بات دوسری ہے پھر بھی حلقہ کے درمیان رقص کرنے سے بچنا چاہیئے۔ جس صوفی کے جسم پر صرف ایک تہمد ہو اس کو محفل میں شریک ہونے سے باز رہنا چاہیئے اگر شریک ہو تو کسی گوشہ میں خاموش بیٹھا رہے ہائے وائے کے نعرے نہ لگائے اور اگر پیر کے علاوہ اور کوئی بزرگ مجلس میں موجود ہوں تو ان کا ادب بھی مثل اپنے پیر کے کرنا چاہیئے۔

محفل سماع میں دنیا دار کو شریک نہ ہونے دیں اور نہ کسی ایسے شخص کو جو کسی دنیوی غم میں مبتلا ہو۔ سماع کی محفل میں جس طرح عورت کی شرکت سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ اسی طرح جو فقیہہ صوفی کے اضطراب و گریہ پر ہنستا ہو تمسخر اڑاتا ہو اس

کو ہرگز شریک نہ ہونے دیں۔
صوفی کو محفل سماع میں جہاں تک ہمت و طاقت ہے اپنے کیف کو روکنا چاہئے مجبور و مغلوب ہوجائے تو رقص کر سکتا ہے۔

سماع سننے کے طریقے

سماع سننے کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ قوال سماع شروع کرے اور صوفی آنکھیں بند کرکے نغمہ پر دل لگائے اور مراقبہ میں مشغول ہوجائے شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین ؒ اسی طرح سماع سنا کرتے تھے۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ وجد و رقص اور گریہ و بکا کے ساتھ سماع سنے۔

سماع دردمند دلوں کی دوا ہے مخدوم العالم حضرت خواجہ نصیر الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ درد مندوں کے واسطے سوائے سماع کے کوئی دوا نہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ ؒ کے قول کے مطابق شریعت میں اپنے نفس کو ہلاک کرنا جائز نہیں چونکہ سماع درد مند دلوں کی دوا ہے اسلئے امام ابو حنیفہ ؒ کے قول کے مطابق درد مندوں کے واسطے سماع مباح ہے۔ جو اہل درد مند نہ ہوں اہل نفس ہوں نا کے لئے سماع شریعت اور طریقت دونوں میں حرام ہے۔

حضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص صاحب ذوق ہوتا ہے اور اس میں درد ہوتا ہے ایک حقانی شعر قوال کی زبان سے سن کر اس کو ذوق پیدا ہوتا ہے لیکن جو شخص صاحب ذوق نہ ہو اس کے آگے قوال اور چنگ و رباب کیوں نہ ہوں کیا فائدہ ؟

سماع کے متعلق حضرت خواجہ جنید بغدادی کا فتویٰ سبع سنابل میں ہے کہ حضرت خواجہ بغدادی ؒ سماع سنا کرتے تھے۔ آخر وقت میں انہوں نے سماع سننا ترک کردیا تھا۔ اسَ کے بعد ان کا وصال ہوگیا۔ حضرت خواجہ کے وصال کے بعد بغداد میں سماع کا سلسلہ موقوف ہوگیا۔ قاضی حمید الدین ؒ صاحب سماع کے اس قدر دلدادہ تھے کہ انہوں نے دس غلام خوش الحان بازار سے خریدے اور ان کو عمدہ عمدہ غزلیات یاد کرادیں۔ یہ غلام نہایت خوش الحانی سے قاضی صاحب کو سماع سنایا کرتے تھے۔ اس

زمانہ کے مفتیوں اور فقیہوں نے قاضی صاحب پر اعتراض کیا اور کہا سماع سننا ناجائز ہے کیونکہ حضرت خواجہ جنید بغدادی ؒ بھی سماع نہیں سنا کرتے تھے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ حضرت جنید بغدادی ؒ کے تمام ہمعصر سماع سنا کرتے تھے۔ چونکہ حضرت جنید ؒ کے اپنے ہم مشرب نہ تھے اس لئے انہوں نے سماع سننا ترک کردیا تھا۔ حضرت جنید ؒ کا فتویٰ سماع کی اباحت پر ہے۔ لوگوں نی آپ سے پوچھا ماتقول فی السماع تو آپ نے جواب دیا کل مایجمع العبد بین یدی اللّٰہ فھو مباح حضرت جنید ؒ کی سماع سے توبہ میرے نزدیک حجت نہیں ہے۔

خواجگان چشت اور سماع

حضرت خواجہ غریب نواز بھی سماع کا ذوق رکھتے تھے۔ اور کثرت سے سماع سنا کرتے تھے۔ حضرت کی محفل میں جو شخص ایک مرتبہ بھی شریک ہوجاتا وہ بھی صاحب ذوق ہوجاتا تھا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی ؒ بھی سماع کے دلدادہ تھے۔ حضرت علیہ الرحمتہ کے زمانہ میں جو خلیفہ وقت تھا۔ وہ خاندان سہروردیہ میں مرید تھا۔ ایک روز اس نے اپنا قاصد حضرت کی خدمت میں بھیج کر کہلایا۔ کہ خواجہ جنید ؒ نے سماع سے توبہ کرلی تھی اگر سماع اچھی چیز ہوتی تو وہ سماع سے توبہ نہ کرتے۔ حضرت خواجہ جنید ؒ سات سال کی عمر میں ہی درجہ اجتہاد کو پہنچ گئے تھے۔ جب ایسے مجتہد وقت سماع سے تائب ہوگئے تو ہمیں بھی سماع سے توبہ کرنی چاہئے۔ لہٰذا میرا حکم ہے کہ اب جو شخص سماع سنے اس کو سولی پر چڑھا دیا جائے اور قوالوں کو قتل کردیا جائے۔

خواجہ عثمان ہارونی ؒ نے فرمایا کہ سماع خدا اور بندہ کے درمیان ایک بھید ہے۔ اگر ہم سماع سے تائب ہوگئے تو بیکار ہوجائیں گے۔

ہم اپنے پیروں کی تقلید سے باز نہیں رہ سکتے۔ ہم علماء کی مجلس میں آئیں گے۔ دیکھیں گے علماء ہمارے سماع کو قبول کرتے ہیں یا رد۔ خلیفہ نے علماء کی مجلس منعقد کی حضرت خواجہ عثمان ہارونی استخارہ کرکے مجلس میں تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ

کا روئے انور دیکھ کر علماء پر اس قدر رعب اور ہیبت طاری ہوئی کہ وہ اپنا سب پڑھا لکھا بھول گئے۔ حروف تہجی تک یاد نہ رہے۔ حضرت کے قدموں میں گر پڑے اور عرض گزار ہوئے۔ آپ بے شک اللہ کے ولی ہیں۔ آپ کے لیے بلاشبہ سماع مباح ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ جس زمانہ میں حضرت جنید ؒ نے سماع سے توبہ کی تھی یہ ان کا ذاتی فعل تھا۔ انہوں نے سماع کے اہل لوگوں کے لئے سماع کو حرام نہیں فرمایا جس وقت خواجہ نصیرالدین چشت میں تھے وہ فرمایا کرتے تھے۔ اگر جنید چشت میں ہوتے یا ناصر الدین بغداد میں ہوتا۔ تو جنید کبھی سماع سے توبہ نہ کرتے۔ نہ ہمارے پیروں نے سماع سے توبہ کی اور نہ ہم توبہ کریں گے۔ ہمارے تمام پیروں نے سماع سنا ہے۔ جنید کی توبہ ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ یہ سن کر علماء نے حضرت کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ حضرت نے ان علماء پر ایک نظر رحمت ڈالی سب خدا رسیدہ ہوگئے۔

خلیفہ کو اس واقعہ کی رپورٹ ملی۔ خلیفہ نے حضرت کو سماع کی اجازت دی۔ حضرت نے اپنے مکان میں تشریف لا کر سماع منعقد کیا لوگوں نے اعترض کرنا چاہا۔ خلیفہ نے کہا کہ حضرت خواجہ کو سماع کی اجازت میں نے دی ہے۔ اور قوالوں کو بلا کر حکم دیا کہ سوائے حضرت خواجہ کے اور کسی کو سماع نہ سنانا۔ ورنہ تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔ اور بیت المال سے ان کی تنخواہ مقرر کر دی۔

حضرت خواجہ صاحب ؒ محفل سماع میں اکثر رویا کرتے تھے۔ آپ کی یہ حالت ہوجاتی تھی۔ کہ آپ کا رنگ زرد ہوجاتا تھا۔ آنسو خشک ہوجاتے تھے۔ جسم مبارک میں خون نہ رہتا تھا۔ نعرہ مار کر رقص کرنے لگتے تھے۔

حضرت خواجہ مودود چشتی بھی سماع سنا کرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ آپ محفل سماع سے غائب ہوگئے۔ ایک صوفی کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ ابھی تک تیرے باطن کی آنکھ روشن نہیں ہے۔ اہل سماع نور کے ایک انتہائی مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ بظاہر میں نگاہوں کو نظر نہیں آتے کبھی سماع میں آپ اس قدر روتے کہ سینہ مبارک آنسوؤں سے تر ہوجاتا۔

حضرت خواجہ ابو محمد چشتی علم و فضل میں یگانہ روزگار تھے۔ ان کے زمانہ کے کسی مولوی یا مفتی کو سماع پر اعتراض کرنے کی ہمت نہ تھی صرف ایک مجتہد فضیل مکی سماع کا منکر تھا۔ یہ بات حضرت کے کانوں تک پہنچ گئی۔ حضرت نے اس وقت متوجہ بخدا ہو کر دعا کی یا الٰہی اگر ابو محمد چشتی کسی فعل بدعت کا مرتکب ہو تو اسے سزا دے ورنہ فضیل مکی کو تادیب کر۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے فضیل مکی پر ایسی بیماری پڑی کہ اس کا جسم گلنے لگا ناک بھی گل کر بیٹھ گئی حکیموں سے علاج کراتا تھا۔ مرض میں اضافہ ہوجاتا تھا۔ آخر مجبور ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہوا۔ خواب میں دیدار پرانوار حضور سرور عالم ﷺ ہوا۔ عرض کیا۔ حضور ﷺ میرے لئے دعا فرمادیجئے مجھے اس بیماری سے نجات مل جائے۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا تو نے چشتی کے سماع کا انکار کیا تھا۔ تجھے معلوم نہیں کہ تیرا یہ انکار اس کے پیروں کا انکار تھا اور پیروں کے سماع کا انکار ہمارے سماع کا انکار تھا۔ تو اگر اس زحمت سے نجات کا طالب ہے تو ابو محمد کے سماع میں صدق دل کے ساتھ حاضری دے۔ فضیل مکی حسب ہدایت محفل سماع میں حاضر ہوا اسی وقت اس کی بیماری دور ہوگئی۔ حضرت شیخ نے سماع سے فارغ ہو کر فضیل مکی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

اب تو تو نے سماع اور اہل سماع کے درجات دیکھ لئے۔ فضیل مکی نے یہ سن کر ندامت سے گردن جھکالی۔

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی بھی سماع بہت سنا کرتے تھے۔ آپ کے زمانہ میں بڑے بڑے مجتہد مفتی اور ملا تھے مگر کسی کی مجال نہ تھی کہ حضرت کے خلاف زبان اعتراض کھول سکے۔ ہر مجتہد مادی سماع کی اباحت کا قائل تھا۔ حضرت کے سماع میں تمام محفل وجد میں آجاتی تھی۔ درودیوار تک جنبش کرنے لگتے تھے۔ حضرت کا جب ارادہ سماہ سننے کا ہوتا تو یاران ہم مشرب کو اطلاع بھیج دیتے تھے۔ قوال بھی تین روز پہلے سے اپنی حرکات و افعال کی نگہداشت کرتے تھے۔

آپ کے زمانہ میں ایک مرتبہ سخت امساک باران ہوا خلیفہ وقت نے بارش

کی دعا کے لئے حضرت سے درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا۔ قوالوں کو بلاؤ جس وقت ہم پر کیفیت طاری ہوگی۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوجائیں گے اسی وقت بارش ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت شیخ دینوریؒ بھی ہر سال اپنے پیروں کا عرس کیا کرتے تھے۔ اور سماع سنا کرتے تھے۔ کسی شخص نے پوچھا حضرت آپ سماع کیوں سنتے ہیں۔ فرمایا ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ مولا علی کرم اللہ وجہہ اور ہمارے پیروں نے سنا ہے۔ آج چونکہ ہمارے پیر کا عرس اور وصال حبیب کا دن ہے اس خوشی میں ہم سماع سنتے ہیں ان بزرگوں کی برکت ہے یہ سعادت ہمیں بھی نصیب ہوجائے۔

پیری مریدی کا بیان

موجودہ زمانہ میں پیری مریدی کی جس قدر مٹی پلید ہے ناقابل بیان ہے نہ پیروں میں پیروں کی سی شان نظر آتی ہے۔ نہ مریدوں میں مریدوں کی سی بات ایک رسم ہے جو جاری ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ موجودہ زمانہ میں صحیح معنی میں پیر بڑی مشکل اور جدوجہد سے ہی مل سکتا ہے۔

پیر جن اوصاف کا حامل ہونا چاہئے اگر اس معیار پر موجود زمانہ کے پیروں کو جانچا جائے تو سوائے گنے چنے اصحاب کے ایک شخص بھی اس معیار پر صحیح و سچا نہ اترے گا۔ مگر اندھیری رات میں آفتاب کی عدم موجودگی میں چراغ سے روشنی حاصل کی جاتی ہے رات میں آفتاب کہاں سے لایا جائے۔

ارادت کے کیا معنی ہیں ارادت کے یہ معنی نہیں کہ کسی جھوٹے سچے پیر سے بیعت ہوکر گیروا کپڑے پہن لئے اور اپنے کو شبلی اور جنید ثانی سمجھنے لگے۔ مرید حقیقت میں وہ ہے جو اپنے ارادہ اور اختیار تک کو پیر کے سپرد کرے پیر کو حاکم تسلیم کرے۔ اور اس کے حکم کے آگے بلا چون و چرا سر جھکا دے حق و تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ لَا يَجِدُوا فِي اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

(ان لوگوں کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب تک محمد ﷺ کو اپنا حاکم نہ سمجھیں۔ اور آپ کے حکم کے آگے بلا چون و چرا سر نہ جھکادیں اور ان کے دل میں کسی قسم کی تنگی و گرانی محسوس نہ ہو اور وہ پورے طور پر اپنے آپ کو آپ کے سپرد نہ کردیں۔

صحابہ کرم کی ارادت کی شان وہی تھی جو آیت متذکرہ بالا میں مزکورہ ہے جب صحابہ کرام ارادت کے متذکرہ بالا پختہ رنگ میں رنگے جاچکے تو حق تعالٰی نے دین کی تکمیل اور تمام نعمت سے سرفرازی عطا فرمائی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا پھر جب صحابہ کرام معرفت و سعادت کے مرتبہ کمال پر پہنچ گئے تو دوسروں کو ان کے اتباع کا حکم دیا گیا۔

پھر تمام تابعین اور تبع تابعین کی شاندار الفاظ میں تعریف کی گئی۔

اور امت کے لئے انکے ہاتھ پر بیعت کرنا وسیلہ سعادت آخرت قرادر دیا گیا۔

پیر کیسا ہونا چاہئے پیر حقیقی معنی میں وہی پیر ہے جس میں حسب ذیل شرائط پائی جاتی ہوں۔ (۱) مسلک صحیح رکھتا ہو (۲) حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرتا ہو۔ (۳) مذہب اہلسنت والجماعت رکھتا ہو۔

(پہلی شرط کی توضیح) مرید اور طالب صادق کو سب سے پہلے صحیح اور درست سلسلہ کی جستجو کرنی چاہئے۔ اس معاملہ میں آج کل بہت ہی زیادہ گڑبڑ ہے ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بزرگ اپنی حیات میں اپنا قائم مقام یا خلیفہ اپنے لڑکے کو مقرر نہیں کرتے نہ اس بارے میں وصیت کرتے ہیں وصال کے بعد تیسرے دن لوگ باپ کا خرقہ بیٹے کو پہنا کر ان کی جگہ بٹھلا دیتے ہیں۔ خلقت ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگتی ہے اور وہ اپنے باپ کی جگہ پیر بن بیٹھتا ہے۔ اور وہ اس بات سے قطعی ناواقف ہوتا ہے کہ بغیر اجازت والد کے بیٹے کو اپنے باپ کا خرقہ پہننا جائز بھی ہے یا نہیں۔ خرقہ پوشی کے لئے اولا ارادت دوم اجازت شرط ہے۔

اسی طرح قطب اور غوث کی اولاد بغیر رخصت و اجازت محض اولاد ہونے کے رشتہ سے لوگوں کو مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم فلاں قطب یا غوث کے صاحبزادہ کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے اور ہم نے جو کچھ کیا درست کیا۔ حالانکہ یہ فعل سراسر ضلالت اور گمراہی ہوتا ہے۔

(دوسری شرط کی توضیح) پیر کے لئے عالم اور عامل ہونا بھی شرط ہے۔ علم کے بغیر عمل دشوار ہے۔ پیر وہی شخص بن سکتا ہے۔ جو فرائض واجبات سنن اور مستحبات کی ادائیگی میں کوتاہی یا سستی نہ کرتا ہو۔ اور ایسے شخص کے لئے جو مرجع خلائق ہو' جزئیات شریعت کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے ایسے شخص کی ذرا سی بے احتیاطی مریدوں کی گمراہی کا باعث ہوگی۔

مرید کو سب سے پہلے ان شرطوں کو دیکھنا چاہئے کہ وہ جس پیر کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتا ہے اس میں یہ شرطیں ہیں یا نہیں ۔ اگر یہ تینوں شرطیں موجود ہیں تو بلاشبہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دینا چاہئے اور اگر ان تینوں شرطوں میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو وہ پیر بنانے کا اہل نہیں۔

یہ شرطیں پیر بننے کی شریعت کے اعتبار سے ہیں۔ طریقت کے قانون کی رو سے اگرچہ پیر کی بہت شرطیں ہیں لیکن بعض اہم اور ضروری یہ ہیں۔ ایک یہ کہ پیر لقمہ حلال کھاتا ہو حرام اور مشتبہ لقمہ سے پرہیز کرتا ہو دوسری شرط یہ ہے کہ وہ سچ بولتا ہو اس کی زبان پر کبھی جھوٹ غیبت اور فحش بات نہ آتی ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ دنیا کا حریص نہ ہو۔ لذات اور شہوت کا تارک ہو۔ رجوع خلائق کی طرف اس کی رغبت نہ ہو انبیا اور مالدار لوگوں سے میل جول کو پسند نہ کرتا ہو۔ اور حق تعالیٰ کی طرف سے اس کو جو درجہ اعزاز حاصل ہو اس پر فخر و مباہات نہ کرتا ہو۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ مال جمع نہ کر کے نہ رکھتا ہو۔ فتوحات سے جو کچھ ملتا ہو صرف کر دیتا ہو جمع کر کے نہ رکھتا ہو ہاں البتہ یہ جائز ہے کہ اگر کسی جگہ سے زیادہ فتوحات حاصل ہوئی ہوں تو جمعیت خاطر یا اہل و عیال کے نان و نفقہ کے لئے ذخیرہ کرلے۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ پیر خوش خلق ہو۔ خلقت کی ایذا رسانی سے رنجیدہ اور

ترش رونہ ہو اس لئے کہ نہ ہر کہ مردم آزارست حق سبحانہ تعالیٰ ازوے بیزارست۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ وہ اپنی نفس کو تکریم و تعظیم کی نیت سے نہ دیکھتا ہو خود بینی کی جگہ اس میں صدق اور خودنمائی کی جگہ اخلاص ہو۔ ساتویں شرط یہ ہے۔ کہ وہ لوگوں کو اپنا مرید بنانے کا آرزو مند نہ ہو۔ آٹھویں شرط یہ ہے کہ وہ مخلوق کی جفا کا متحمل ہو۔ نویں شرط یہ ہے کہ ذنوب و معاصی سے مہترز ہو۔ دسویں شرط یہ ہے کہ وہ طالب استقامت ہو کشف و کرامات کا طالب نہ ہو۔

ثبوت بیعت و علامت پیران طریقت نے برادری میں شامل ہونے کی چند علامتیں مقرر کر رکھی ہیں ایک ثبوت یا علامت کاغذی ہے۔ کہ پیر اپنے مرید کو اپنے سلسلہ کا شجرہ اپنے ہاتھ سے لکھ یا لکھوا کر عطا فرماتے ہیں۔ دوسرا ثبوت مریدی کا وہ کلاہ ہے جو پیر اپنے ہاتھ سے مرید کو عطا کرتے ہیں۔

مرید دو قسم کے ہوتے ہیں رسمی۔ مرید دو قسم کے ہوتی ہیں رسمی۔ حقیقی مرید رسمی وہ ہے جس کو اپنے پیر سے کلاہ و شجرہ حاصل ہو۔ پیر نے جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا ہو اس کی تعمیل میں مصروف رہے۔ اور جن باتوں سے منع کیا ہو اس ے باز رہے مرید حقیقی وہ ہے جو ظاہر باطن میں پیر کا متبع ہو اس کی تمام حرکات و سکنات پیر کی حرکات و سکنات کے مطابق ہوں۔ اور اس کا کوئی قدم خلاف راہ و روش نہ اٹھتا ہو۔

مرید کو حلقہ ارادت میں شامل کرنے کے بعد پیر کو چاہئے کہ وہ مرید کا امتحان لے۔ اگر وہ اپنی طلب صادق ہو۔ تو سر کے بال منڈوا کر خرقہ پہنا کر ذکر و مراقبہ کی تعلیم کرے۔ اور مرید کو ایک گوشہ میں بٹھا کر اس کی دیکھ بھال اور تربیت میں مصروف ہو جائے۔ سر منڈانے کی حدیث میں فضیلت منقول ہے۔ ائمہ مذاہب اربعہ اور تمام مشائخ مخلوق الراس ہمیشہ رہا کرتے تھے۔ اس لئے نئے مرید کو بھی اس سنت پر عملدر آمد رکھنے کے لئے صوفیائے کرام کے نزدیک سر منڈانا سنت ہے۔

پیر کو چاہئے کہ وہ اپنے مرید کو خالصتہ اللہ خرقہ عطا فرمائے۔ صوفیائے کرام کے نزدیک نئے مرید کو بھی خرقہ پہنانا جائز ہے۔ حضرت شیخ ابو نجیب سہرودی فرماتے ہیں

کہ ایک روز ایک مرید نے حضرت شیخ احمد غزالیؒ سے خرقہ طلب کیا حضرت شیخ نے اس مرید کو میرے پاس بھیجدیا میں اس مرید کے سامنے خرقہ پوشی کے تمام حقوق بیان کئے۔ وہ مرید حقوق اور شرائط سن کر ڈر گیا۔ اگلے روز شیخ نے مجھے بلا کر غصہ کا اظہار کیا۔ فرمایا میں نے تو تمہارے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ تم اس سے کچھ ایسی باتیں کروگے جس اس کی رغبت اور شوق میں اضافہ ہوگا۔ تم نے اس سے ایسی بات کہی کہ وہ خود ہی اس راستہ سے ہٹ گیا۔

تم نے اس سے جو کچھ کہا۔ وہ اگرچہ صحیح تھا۔ اگر ہم بھی مریدوں سے ایسی بات کرنے لگیں تو ایک مرید بھی ہمارے پاس نہ ٹھہرے سب بھاگ جائیں۔ ہم اسے ضرور خرقہ پہنائیں گے۔ کم ازکم اس قوم کی مشابہت تو پیدا ہوجائے گی۔ صوفیا کے فیض صحبت سے امید ہے کہ کبھی نہ کبھی اس پر یہ رنگ اثر انداز ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ اس کو بھی تصوف کی نعمت سے مالا مال کردے۔

بہرحال خرقہ پہننے کے بعد مرید کو اپنے پیر کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس کو اپنے پیر کی خاص عنایت تصور کرنا چاہئے۔ اور یہ خیال تصور کرنا چاہئے کہ مجھ میں خرقہ پہننے کی اہلیت کہاں سے تھی۔ یہ سب کرم پیرو مرشد کا ہے۔

خواجگان چشت کی متفقہ رائے ہے کہ طالب صادق کے لئے ایک ذکر اور ایک فکر ہی کافی ہے۔ اور وہ لا الہ الا اللّٰہ کا ذکر ہے اس لئے کہ یہ افضل الاذکار ہے اس ذکر میں دیگر اذکار بھی شامل ہیں۔ مراقبہ کے معنی خدا کو حاضر ناظر جاننا۔ اس طریقہ پر کہ وہ تمام حرکات جوارح اور دل کی پوشیدہ باتوں سے واقف ہے۔

خلوت کا بیان خلوت کم ازکم چالیس دن ہونی چاہئے چالیس دن میں انسان کی طبیعت میں تغیرو انقلاب آجاتا ہے۔ سلطان المشائخ حضرت مولانا خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے حضرت نصیرالدین محمود سے فرمایا۔ کہ تم چشتیوں کا چلہ کرو حضرت شیخ نصیرالدین نے یاران طریقت سے چشتی چلہ کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ دیوار کے پیچھے بیٹھے رہو۔ چشتیوں کے طریق میں سال بھر میں پانچ چلے ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

شرائط خلوت خلوت یا چلہ کشی کی چند ضروری شرائط ہیں۔ ان میں سے ایک شرط کی عدم موجودگی تحصیل مقصود میں مانع ہوتی ہی۔ شرائط یہ ہیں۔ کہ خلوت میں بیٹھنے کے لئے حجرہ میں دایاں قدم داخل کرے۔ اور اَعوذُ بِاللّٰہ بِسْمِ اللّٰہِ اور سورہ ناس تین تین بار پڑھے۔ پھر بایاں پیر رکھ کر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ وَلِیِّی فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَارْزُقْنِی مُحَبَّتَكَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ فِیْ شَغْفِیْ وَاخُذْ بِنِی بِجَلَالِكَ وَجَھالِكَ مِنَ الْمُخْلِصِیْنَ اَللّٰھُمَّ الح نَفْسِیْ بِجَذْبَاتَ ذَاتِكَ یَا اَنِیْسُ مَنْ لاَّ اَنِیْسُ لَہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْداً وَاَنْتَ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ، پھر مصلیٰ پر قبلہ رو کھڑا ہو کر اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفًا وَّمَااَنَامِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ پڑھے۔ پھر دو رکعت نماز بہ نیت جلال الٰہی ادا کرے پہلے رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری میں آمن الرسول آخر تک پڑھے۔ اور نماز سے فارغ ہو کر سر سجدے میں رکھ کر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ کُنْ اَنِیْسَافِیْ خَلْوَتِیْ اَللّٰھُمَّ اجْمَلْ لِیْ خَلْوَتِیْ فِیْ ھٰلاِہٖ مُوْجَبَۃً لَمِشَا ھِدَتِكَ وَوَفِّقْنِیْ فِیْہِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ سُخْطِكَ وَاسْئَلُكَ رِضَاكَ اَللّٰھُمَّ جَنِبْنِیْ اَنْ اَعُوْذُ الْھَوٰی ○ اَللّٰھُمَّ اکْشَفُ الْغِطَاعَ عَنْ عَیْنٰی وَارْفَعَ الْغَیْنِ قَلْبِیْ حَتّٰی اُشَاھِدَ جَمَالَ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ ○

یہ پڑھ کر ارادت و عقیدت کے ساتھ اثبات و نفی میں مشغول ہو جائے۔

چلہ کی شرطیں چلہ میں بیٹھنے کے لئے طالب کو ان شرائط کا عامل ہونا ضروری ہے۔

(ا) ایک یہ کہ خلوت میں کوئی دوسرا شخص داخل نہ ہو۔ خلوت خانہ میں ہمیشہ قبلہ رو چوکڑی مار کر بیٹھے۔ دونوں ہاتھ زانوں پر رکھے۔ غسل کرتے وقت دل میں نیت رکھنا کہ یہ میت کا غسل ہے۔ اور خلوت خانہ کو ہی لحد تصور کرے۔ خلوت خانہ سے سوائے وضو نماز یا حوائج ضروریہ کے باہر نہ آنا چاہئے۔ اور خلوت خانہ تاریک ہونا چاہئے۔ دروازہ پر بھی پردے چھوڑے رہیں تاکہ باہر کی روشنی اور آواز نہ آسکے کہیں ایسا نہ ہو کہ خلوت میں محسوسات میں مشغول ہو کر عالم غیب سے محروم ہو جائے۔ خلوت میں بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہو جائیں اور دل سے تمام خطرات دور

کردیں- اور خدا کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جائیں-
(۲) خلوت میں ہمیشہ باوضو رہیں- (۳)تمام اوقات ذکر الٰہی میں مشغول رہیں- (۴)دل میں خطرات نہ آنے دیں- اگر آئیں تو لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے دفع کردیں- بہرحال دل کی صفائی کی طرف متوجہ ہوں- دل صاف ہو جانے کے بعد لغزش شہوانی محو ہو کر دل اس قابل ہو گا- کہ اس پر غیبی مشاہدات کے نقش نظر آنے لگیں- (۵)دوران خلوت روزہ سے رہیں روزہ تزکیہ نفس کے لئے ایک اہم ترین ذریعہ ہے- (۶)خلوت میں بیٹھ کر کسی شخص سے بات چیت نہ کریں- البتہ شیخ سے بقدر ضرورت گفتگو کرسکتے ہیں- (۷)اپنے پیر کیساتھ ربط محکم رکھے- اگر دوران خلوت میں کوئی آفت یا خوف مرید کو پہنچے- اسی وقت اپنے پیر کی ولایت کی طرف متوجہ ہو اور شیخ کے دل سے استمداد کرے انشاء اللہ واردات رفع ہو جائیں گے (۸)رنج یا مصیبت کے معاملہ میں کبھی نہ خدا تعالیٰ پر معترض ہو نہ شیخ پر ہر بات کو منجانب الٰہی اور تقدیر تصور کرے-

خلوت میں شرطیں اگرچہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی ہیں مگر یہ آٹھ شرطیں بنیادی اور اہم ہیں-

اخلاق اہل تصوف مرید کو اپنے اندر مکارم اخلاق مقامات اور احوال پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے- کیا میں تمہیں ان لوگوں کے متعلق خبر نہ دوں جو قیامت کے دن مجھ سے قریب تر اور میرے نزدیک محبوب ہوں گے- عرض کیا گیا ضرور ارشاد فرمائیے- حضور ﷺ نے فرمایا وہ لوگ ہوں گے- جو نیک اخلاق- نرم خو محبت کرنے والے- محبت کئے جانے والے ہوں گے اور لوگوں کے اخلاق یہ ہوں گے- محبت- دلآوری- چشم پوشی- پردہ پوشی- صبر و رضا- بشارت- بردباری- تواضع- حلم- شفقت- مصیبت کو برداشت کرنا- موافقت اور احسان صلح غیر کے نفع کو اپنی مصلحت پر مقدم کرنا- لوگوں کی خدمت کرنا محبت کرنا- کشادہ دلی- جواں مردی- عفو درگزر- سخاوت- وفا-- تمکنت- وقار- دعا- حسن ظن- انکساری- بزرگوں کی تعظیم کرنا- چھوٹوں پر رحم و شفقت کرنا اور دوسروں کے ہدیہ کو بڑا سمجھنا- اور اپنی طرف سے ہدیہ کو حقیر خیال کرنا-

مقامات کا بیان سب سے پہلا مقام انتباہ ہے۔ جس کے معنی ہیں خواب و غفلت سے بیدار ہونا۔ اس کے بعد توبہ ہے۔ توبہ کہ معنی ہیں ترک معصیت اور دائمی ندامت کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔ توبہ کرنے کے بعد کثرت سے استغفار پڑھنا۔ اس کے بعد انابت ہے جس کے معنی ہیں غفلت سے نکل کر ذکر خداوندی میں مشغول ہونا۔ اس کے بعد ورع ہے۔ ورع کہتے ہیں ان چیزوں کو چھوڑنے کو جن کی حلت میں شبہ ہو اس کے بعد محاسبہ نفس ہے اس کے بعد ارادت ہے۔ ارادت کے معنی ہیں راحت و آرائش ترک کر کے طاعت خداوندی میں سرگرم ہوجانا۔ اس کے بعد زہد ہے جس کا معنی باز رہنا۔ اس کے بعد فقر ہے۔ فقر کے معنی ہیں دل کو ہر دنیاوی مملوکات سے خالی کرنا اور خود دنیا کی کسی چیز کا مالک نہ رہنا۔ اس کے بعد صدق جس کے معنی ہیں مصیبتوں کی تلخی کو برداشت کرنا۔ اس کے بعد رضا ہے مصیبت خداوندی میں لذت محسوس کرنا۔ اس کے بعد اخلاص ہے۔ معاملات خداوندی سے خلقت کو الگ سمجھنا۔ اس کے بعد توکل ہے اپنے دل سے طمع دور کرنا اور خدا ہی کی رازقیت پر بھروسہ کرنا۔

احوال کا بیان دل کی صفائی کے بعد اس پر جو حالات گزرتے ہین ان کا نام احوال ہے۔ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ حال حادثہ کا نام ہے جو سالک کے دل پر گزرتا ہے۔ اور اسے دوام و استمرار نہیں ہوتا۔ چنانچہ انہیں احوال میں سے ایک مراقبہ ہے (جس کے معنی ہیں صفائی۔ یقین کے ساتھ مغیبات پر نظر کرنا۔

اس کے بعد قرب جس کے معنی پوری ہمت اور طاقت کیساتھ ماسوا کو ترک کر کے خدا کی طرف پوری پوری طرح متوجہ ہوجانا۔ اس کے بعد محبت ہے یعنی محبوب کے خواہشات کی موافقت کرنا خواہ اس میں تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے۔ اس کے بعد رجاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کا وعدہ کیا ہے۔ ان پر یقین رکھنا۔ اس کے بعد خوف ہے۔ دل سے اس بات کا یقین کرنا کہ خدا کی گرفت بہت سخت ہے۔

اس کے بعد حیا ہے جس کے معنی ہیں دل کو کشادہ روی سے باز رکھنا۔ اس کے بعد انس ہے یعنی تمام باتوں میں خدا تعالیٰ کے فیصلہ پر یقین و اعتماد کرنا۔ اس کے بعد

یقین ہے جس کے معنی تصدیق کے ہیں جس میں ذرہ بھر بھی شک نہ ہو- اس کے بعد مشاہدہ ہے جس کے معنی ہیں کہ عبادت اس طرح کیا کرو گویا تم خود اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھ رہے ہو اگر یہ بات حاصل نہ ہو تو یہ بات ضرور ہونی چاہئے کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے-

یہ اخلاق و مقامت و احوال - کشف علویات و سفلیات اکثر پیران طریقت کو بیعت سے پہلے ہی سے حاصل تھے- نقل ہے کہ حضرت مخدوم فرید الدین گنج شکرؒ مخدوم شیخ بہاؤالدین زکریاؒ اور مخدوم شیخ نجم الدین کبریٰ یہ تینوں حضرات بیعت کے ارادہ سے مخدوم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت بابرکت میں گئے- حضرت شیخ نے بابا فرید گنج شکرؒ سے فرمایا کہ تمہار حصہ خاندان چشت میں ہے تمہارا پیر دلی میں قطب الدینؒ ہے حضرت شیخ نے باقی دونوں حضرات کو بیعت کرلیا- اتنے میں حضرت شیخ کے ملازم نے معزز مہمانوں کے سامنے ہاتھ دھونے کے لئے لوٹا اور طشت پیش کیا- خادم نے سب سے پہلے سلفچی حضرت بابا فرید کے سامنے پیش کی- حضرت مخدوم صاحب بہت دیر تک ہاتھ دھوتے رہے لوٹے کا سارا پانی ختم ہوگیا- آپ کے بعد ان دونوں حضرات نے ہاتھ دھوئے- کھانا چنا گیا اور معزز مہمان کھانے میں مصروف ہوگئے- حضرت شیخ نجم الدین نے بابا فرید سے کہا کہ آپ نے تو ہاتھ دھونے میں سارا لوٹا ہی ختم کردیا- ہمیں نہ معلوم ہوسکا کہ یہ کیا معاملہ تھا- حضرت مخدوم بابا فرید نے فرمایا کہ یہ ملازمہ جس نے ہمارے ہاتھ دھلائے تھے- حضرت شیخ کی خدمت گار ہے مجھے لوح محفوظ میں لکھا نظر آیا کہ وہ دوزخی ہے مجھے بہت افسوس ہوا کہ حضرت شیخ کی خادمہ اور دوزخ میں جائے؟ میں لوح محفوظ سے وہ حروف مٹا کر اس کا نام بہشتیوں میں لکھ دیا- اب ان دونوں بزرگوں نے اس واقعہ کی تحقیق کی تو حرف بحرف صحیح تھا- اس واقعہ کی نقل سے غرض یہ ہے کہ بیعت ہونے سے پہلے اس قسم کے مکاشفات اور تصرفات حضرت مخدومؒ کو حاصل تھے-

اس کے بعد حضرت بابا فرید گنج شکرؒ دہلی پہنچ کر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے شرف اندوز ہوئے اور

اپنے پیر کی خدمت میں رہنے لگے کچھ عرصہ کے بعد خواجہ عالم حضرت غریب نوازؒ دہلی تشریف لائے۔ حضرت بابا فریدؒ ان کی قدمبوسی کے لئے نہ گئے۔ اس لئے کہ اپنے پیر کے سامنے دادا پیر کی قدمبوسی کروں تو یہ بات بھی اچھی معلوم نہیں ہوتی۔

اور اگر دادا پیر کے سامنے اپنے پیر کی قدمبوسی کروں تو یہ بات بھی مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ آخر حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے حضرت خواجہ قطب بابا سے فرمایا کہ شیخ فرید کو بلاؤ۔ حضرت بابا فریدؒ حاضر ہو کر اپنے پیر کے قدم بوس ہوئے۔ حضرت قطب بابا نے ان کو اٹھا کر حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے قدموں میں ڈال دیا۔ حضرت غریب نوازؒ نے بابا فریدؒ کو اٹھا کر بغل میں لیا۔ اور نواشات بے پناہ فرمائیں۔ اور قطب بابا سے فرمایا کہ کیا بات ہے شیخ فرید کا کام اب تک کیوں نہیں ہوا۔ جب وہ لوح محفوظ کی تحریریں خود پڑھ سکتے ہیں اب کس بات کی کمی باقی رہ گئی ہے۔

فوائد

(فائدہ) علم افضل ہے یا عمل اس بارے میں عوام کی رائے یہ ہے کہ علم عمل سے افضل ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ العلم بلا عمل کجسد بلا روح بعض جاہل صوفیا عمل کو علم سے افضل سمجھتے ہیں بلکہ علم کو حجاب اللہ کہتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں۔

حضرت شیخ صفی قدس سرہ کی خانقاہ میں ایک شخص شب و روز عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ حضرت شیخ سے کسی نے عابد کے بارے میں تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا لیس بشیء (وہ کچھ نہیں) کچھ عرصہ کے بعد لوگوں نے اس عابد کی تعریف حضرت شیخ کے سامنے بیان کی۔ انہوں نے پھر فرمایا لیس بشیء وہ کچھ نہیں لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ اور تفتیش حالات کے درپے ہوگئے۔ آخر رمضان کے مہینہ میں عصر کے بعد ایک شخص نے دیکھا کہ اس مرد عابد نے ازار بند سے افیون کی گولی نکال کر منہ میں رکھی تب لوگوں کو یقین آیا کہ وہ عابد افیونی تھا۔

(فائدہ) سماع میں جہاں بہت سے فوائد اور منافع ہیں لغزش اور ضلالت بھی اسی

قدر ہے۔ لیکن مضرات کے امکان وقوع سے سماع کا ترک لازم نہیں اس لئے کہ اعمال ظاہر میں افضل ترین عمل نماز ہے۔ جو بعض لوگوں کے حق میں باعث فلاح اور بعض لوگوں کے حق میں سبب عذاب دوزخ ہے۔ سہو اور غفلت نماز میں باعث عذاب دوزخ ہے۔

تو محض اس احتمال سے نماز ترک کرنا درست نہیں یہی حال سماع کا بھی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ عہد رسالت و صحابہ میں سماع نہیں ہوا کرتا تھا اس لئے سماع فعل بدعت ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ سماع فعل بدعت ہے۔ لیکن یہ بدعت کسی سنت کے مزاحم نہیں اس لئے سماع کو بدعت کہنا درست نہیں۔ سماع سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ مشائخ متاخرین نے سماع کو مستحسن قرار دیا ہے۔ سب سے بڑا فائدہ سماع کا یہ ہے کہ طلب آرزو میں بعض اوقات مایوسی کی کیفیت پیش آجاتی ہے۔ جس سے اعمال عبادت میں کمی آجاتی ہے۔ کیونکہ ہروقت طبیعت پر ایک ایسا بار رہتا ہے۔ جس کی موجودگی میں ایسے کسی کام میں ذوق حاصل نہیں ہوتا۔ سماع سے یہ حالت قبض دور ہوتی ہے۔ مشائخ متاخرین نے اس عارضہ کو دور کرنے کے لئے سماع کو خوش الحان اور عمدہ مضامین کے اشعار سے مشروع طریقہ پر مرتب کر کے طالبوں کو بوقت ضرورت بقدر ضرورت سننے کی اجازت دی ہے۔ تاکہ طبیعت کا ثقل اور کسل دور ہو کر شوق کی تیزگامی بڑھ جائے اور طبیعت کا قلق و اضطراب دور ہو جائے۔

(فائدہ) نقل ہے امام شمس الائمہ گرگانی نے شیخ المشائخ حضرت مودود چشتی سے کہا کہ روایت فقہ اور مسئلہ شرعی کی بحث سے قطع نظر آپ کے مسئلہ کے مطابق سماع کے بارے میں کیا رائے ہے سماع بہتر ہے یا نماز؟ حضرت نے جواب دیا آپ عالم دین ہیں اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اگر کوئی شخص دو رکعت نماز شرائط و ارکان کے ساتھ اخلاص سے ادا کرے تو اس کے متعلق احتمال ہے کہ حق تعالٰی اس کو قبول فرمائے۔ اگر چاہے قبول کرلے نہ چاہے نہ قبول کرے۔ لیکن سماع تو حق تعالٰی کے جذبات میں سے ایک جذبہ ہے جس کی قبولیت میں کوئی شبہ نہیں۔ آپ عالم

دین ہیں۔ اور بخوبی واقف ہیں کہ نماز ایک ایسی چیز ہے اور سماع ووجد ایک امروہبی ہے سماع عین عنایت و قبول حق سبحانہ ہے جس میں رد کا شائبہ بھی نہیں۔

حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری ؒ نے خواب میں حضور سرور کائنات ﷺ کو دیکھا۔ آقائے دو جہاں سے دریافت کیا۔ مجلس سماع کے بارے میں حضور ﷺ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا۔ کہ کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں محفل کا آغاز و اختتام قرآن پر ہونا چاہئے۔

(فائدہ) دین کا کمال دیانت داری میں ہے اور ایمان کا کمال امانت گزاری میں ہے۔

(فائدہ) کسی شہر میں ایک عارف کامل رہا کرتے تھے۔ ایک روز بادشاہ کو ان سے ملاقات کا شوق ہوا۔ وزیر کو بلا کر کہا۔ کہ فلاں بزرگ سے ملاقات کی کوئی سبیل نکالنی چاہئے۔ اتفاق کی بات کہ اس بزرگ کے دو پیرزادے بادشاہ کے ہاں ملازم تھے۔ وزیر نے ایک کاغذ پر الطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الا مرمنکم لکھ کر اس بزرگ کے پاس بھیجا۔

انہوں نے بادشاہ کے ان دونوں قاصدوں کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ پیرزادوں نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت آپ کے دیدار کے طلب گار ہیں۔ ہم آپ سے اجازت حاصل کرنے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اولی الامر کی اطاعت کیا کرو۔ یہ سن کر مرد بزرگ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے اولی الامر کون ہوتا ہے۔ پیرزادوں نے عرض کیا۔ بادشاہ وقت' مرد بزرگ فرمایا کہ اولی الامر سے مراد وہ انبیا صفت علماء ہیں جن کی شان میں حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیا جیسے ہیں) پیرزادوں نے کہا۔ ہاں دونوں معنی بیان کئے گئے ہیں۔

مرد بزرگ نے فرمایا کہ ایک معنی پر تو حق تعالیٰ نے تمہیں توفیق بخشی ہے جس پر تم عمل پیرا ہو۔ مجھے دوسرے معنی کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ میں اس پر عامل ہوں۔ لہذا مجھے چھوڑ و تم پہلے معنی پر عمل کرو۔ میں دوسرے معنی پر۔

الغرض مرد بزرگ خود بادشاہ سے ملنے گئے نہ بادشاہ کو ہی اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ جب یہ دونوں پیرزادے اٹھ کر چلے گئے۔ تو جس جگہ وہ دونوں بیٹھے تھے مرد بزرگ نے اس جگہ کی مٹی کھدوا کر پھنکوا دی۔

(فائدہ) روح انسانی کا تعلق خواہ وہ نیک ہو یا بد قالب سے رہتا ہے موت کے بعد منقطع نہیں ہوجاتا جسم خاکی اگرچہ مٹی میں گل سڑ جاتا ہے پھر بھی روح کا تعلق باقی رہتا ہے۔ مثال کے طور پر پان کا پتہ ہے درخت سے جدا ہونے کے بعد بھی اس کا تعلق شاخ سے قائم رہتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پتہ شاخ سے جدا ہوجانے کے بعد فوراً خشک ہوجاتا مگر یہ بات نہیں اگر احتیاط سے رکھا جائے۔ تو پان کئی کئی مہینہ تک تروتازہ رہ سکتا ہے۔

(فائدہ) مولائے کائنات سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ جس وقت نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تھے۔ تو آپ کا جسم تھر تھر کانپنے لگتا تھا فرمایا کرتے تھے یہ وقت اس امانت کے ادا کرنے کا ہے جس کو زمین و آسمان برداشت نہ کرسکے تھے۔

(فائدہ) پیری مریدی کا کام لوگوں نے سہل سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ بہت ہی مشکل کام ہے۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ ایک روز تشریف فرما تھے احباب کا مجمع تھا۔ آپ بیٹھے بیٹھے کئی مرتبہ اٹھ کھڑے ہوئے بیٹھ گئے۔ حاضرین مجلس نے دریافت کیا۔ کیا بات ہے آپ کئی مرتبہ کھڑے ہوئے فرمایا ہمارے پیر دستگیر کی خانقاہ میں ایک کتا رہا کرتا تھا۔ اسی صورت و شکل کا کتا سامنے گلی سے کئی مرتبہ آیا تھا میں اس کی تعظیم کے لئے اٹھتا تھا۔

ہم شکل کتے کی اتنی تعظیم! اور اگر وہی کتا ہوتا تو نہ معلوم کس قدر تعظیم فرماتے۔

ذکر اذکار کا بیان

کتاب منہج السالک الی اشرف المسالک میں ذکر کے بیس آداب بیان کئے گئے ہیں۔ جن میں سے پانچ آداب ذکر سے قبل کے ہیں اور بارہ ذکر کے وقت اور تین بعد

کے۔

(آداب قبل از ذکر)(۱) توبہ (۲) اطمینان (۳) طہارت (۴) اپنے شیخ سے امداد طلب کرنا (۵) اور شیخ کی امداد کو پیغمبر ﷺ کی امداد سمجھنا۔ اور سرور عالم ﷺ کی امداد کو خدا کی امداد تصور کرنا۔

(آداب وقت ذکر)(۶) ذکر کے لئے چار زانو نماز یا نماز کے قعدہ کی طرح بیٹھنا (۷) دونوں ہاتھ گھٹنوں کی چپنیوں پر رکھنا (۸) خوشبو لگانا یا خوشبو سلگانا (۹) پاک صاف کپڑے پہننا (۱۰) حجرہ کا تاریک ہونا (۱۱) دونوں آنکھوں کا بند ہونا (۱۲) دونوں کانوں کے سوراخ خوب بند کرنا (۱۳) شیخ کو اپنے روبرو حاضر تصور کرنا (۱۴) صدق ظاہر اور باطن ہو اور ریا یا شہرت مقصود نہ ہونا (۱۵) کلمہ توحید کا ذکر کرنا۔

(آداب بعد ذکر) (۱۶) ذکر کرنے کے بعد دیر تک خاموش رہنا (۱۷) حبس نفس (۱۸) ہر مرتبہ ذکر کرتے وقت اس کے معنی کا دل میں استحضار کرنا (۱۹) ذکر کرنے کے بعد ٹھنڈی ہوا یا ٹھنڈے پانی کے استعمال سے پرہیز کرنا۔

ابن عطاء اللہ شاذلی فرماتے ہیں لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھنے سے عرش الٰہی حرکت میں آجاتا ہے۔ جو شخص کلمہ توحید روزانہ صبح کو طہارت کامل پڑھے گا حق تعالٰی اس پر رزق کے اسباب سہل فرمادے گا۔ اور جو شخص ایک ہزار مرتبہ کلمہ توحید پڑھ کر سوئے گا۔ نیند میں اس کی روح عرش کے نیچے آرام کرے گی۔ اور جو شخص زوال کے وقت کلمہ توحید ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا اس کا شیطان کمزور اور حقیر ہو جائے گا۔

اور جو شخص نیا چاند دیکھ کر کلمہ طیبہ پڑھے گا اللہ تعالٰی اس کو تمام بیماریوں سے حفاظت میں رکھے گا۔ اور جو شخص شہر میں داخل ہو کر یا خارج ہونے کے وقت ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے گا ہر طرح محفوظ و مامون رہے گا۔ نیز جو شخص ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ظالم اور سرکش کے سامنے جائے گا۔ حق تعالٰی اس پر اسرار ملک و ملکوت واضح کردے گا۔ اور جو شخص ستر ہزار مرتبہ پڑھے گا وہ بلاشبہ جنت میں داخل ہو گا۔

بعض عارفین نے کہا کہ زبانی ذکر سے دل بھی ذاکر ہو جاتا ہے اسلئے ذکر کرتے وقت زبان اور دل کو مطابق رکھنا چاہئے۔

اذکار اور مراقبات کے سینکڑوں ہزاروں اقسام کتب میں مذکور ہیں۔ ذیل میں ان بعض اذکار و مراقبات کا مختصر تذکرہ پیش کیا جاتا ہے جو صوفیائے کرام کے معمولات و مختارات میں سے ہیں۔

طریقہ ذکر طالب حق کو چاہئے کہ قبل از صبح صادق یا مغرب و عشاء کے درمیان گوشہ خلوت میں چارزانو بیٹھ کر رگ کیماس پائے چپ کو داہنے پیر کے انگوٹھے سے خوب دبائیں اور دونوں ہاتھ دونوں زانوں پر رکھ کر انگلیاں کھول دیں اور لا الہ پہلوئے چپ مقام دل سے شروع کریں۔ یعنی خم ہو کر سر کو بجانب چپ وزانوئے راست سے گزار کر داہنے مونڈھے پر پہنچائے اور وہاں سے بجانب پشت قدرے خم دے کہ مقام دل پر بچشم پوشیدہ الا اللّٰہ کی ضرب لگائیں نفی کے وقت آنکھیں کھلی رکھیں اور اثبات کے وقت اس معنی کو ذہن میں رکھیں کہ سوائے خدا کے کوئی موجود نہیں۔ دس ضرب لگا کر ایک مرتبہ محمد رسول اللّٰہ کہیں۔ ذکر جس قدر ہوسکے کریں۔

طریقہ ذکر اسم ذات

اللہ اسم ذات الٰہی کے تین طریقہ ہیں اول یہ کہ جس دم کے ساتھ آنکھیں کھول کر اس قدر اللہ اللہ کہیں کہ سامنے اندھیرا چھاجائے اور زبان گنگ ہو جائے۔ اس ذکر سے بے اختیار دل ذاکر ہو جاتا ہے اور کچھ عرصہ کی مشق کے بعد تمام اعضائے جسمانی بلکہ تمام چیزیں ذاکر کو نظر آنے لگتی ہیں اور تھوڑی ہی مدت میں فنافی اللہ اور بقاباللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

دوسرا طریقہ پاس انفاس کا ہے جس وقت سانس باہر آئے لا الہ اور جس وقت اندر جائے الا اللہ کہیں۔ یا ہو ہو کہیں اور ہر وقت اسی شغل میں مصروف رہیں۔

تیسرا ذکر ہا۔ ہو۔ ہی۔ اسی ذکر کا نام ذکر آور دو برد ہے۔ پیران پیر حضرت غوث

الاعظم دستگیرؒ کے معمولات میں سے ہیں۔ اس ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانوں بیٹھ کر گردن کو پیٹ تک خم کردے اور اپنے مونڈھے کی طرف منہ لے جاکر ہا کہیں اور بائیں مونڈھے پر ہو اور سر کو نیچے جھکا کر ہی کا ضرب لگائیں۔

دوسرا طریقہ پاس انفاس کا یہ ہے جب سانس باہر آئے لا الہ کا تصور کریں اور سانس باہر آتے وقت اور اندر جاتے وقت ناف پر نگاہ رکھیں۔

اذکار نفی واثبات

(ذکر دو ضربی دما دم) لا الہ کی ضرب دائیں مونڈھے پر اور الا اللہ کی ضرب لگائیں اور ۳ یا ۵ یا ۷ یا ۹ ضرب کے بعد محمد رسول اللہ کہیں۔

(ذکر چہار ضربی) بجلسہ معہود بیٹھ کر لا کو درمیان دونوں زانو کے کھینچ کر بائیں زانوں پر لائیں۔ اور الہ کو دائیں مونڈھے پر ضرب دے کر ہا کو بائیں مونڈھے اور بازو پر ضرب دیں اور چوتھی ضرب الا اللہ کی دل پر لگائیں۔

(ذکر پانچ ضربی) پہلوئی چپ سے لا الہ شروع کر کے داہنے مونڈھے تک لائیں اور داہنے مونڈھے کی ہڈی کو اٹھا کر الا اللہ کی ضرب لگائیں پھر پشت کی جانب سر لے جا کر بائیں مونڈھے پر لائیں اور ایک ضرب لگائیں پھر سر کو نیم پشت پر لا کر ایک ضرب لگائیں پھر دونوں مونڈھے کانوں تک اٹھا کر ایک ضرب لگائیں پھر دو زانو سرین زمین سے قدرے اونچا کر کے پانچویں ضرب لگائیں اس کے بعد پھر سر سے شروع کریں۔ یہ واضح رہے کہ اس ذکر میں حبس دم ضروری ہے۔

(ذکر ہفت ضربی) سر کو زمین کی طرف لے جا کر لا الہ کہتا ہوا اوپر اٹھائے اور آسمان کی طرف لا اللہ کی ضرب لگائے۔ پھر سر جھکا کر ایک ضرب زمین پر۔ اس کے بعد ایک ضرب داہنی طرف ایک ضرب بائین طرف اور ایک ضرب آگے اور ایک ضرب جانب پشت خم کھاتا ہوا لگائے۔ اور ساتویں ضرب سربلند کر کے دل میں لگائے۔

(نوٹ) دل پر ضرب لگانے کا فائیدہ یہ ہے کہ بعض اموات حرکت قلب بند ہوجانے یا اس پر چربی چڑھ جانے سے واقع ہوجاتی ہیں۔ اس ذکر کی مشق سے ذاکر

اس قسم کی موت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
(ذکر شانزدہ ضربی) دوزانو بیٹھ کر دونوں ہاتھ زانو پر رکھیں اور سر کو تین چکر دیں۔ اور اس درمیان میں حبس دم کے ساتھ لا الہ کا تصور کریں پھر تین مرتبہ معدہ کو بہ تصور الا اللہ نیچے سے اوپر کی طرف کھینچیں پھر ایک ضرب الا اللہ کی درمیان دوزانو کے لگائیں۔ باقی ضربات بھی اسی طرح مقامات مذکور پر لگا کر سولہ ضرب پوری کریں۔

یہ ضربات دور بدور اس لئے مقرر کی گئی ہیں کہ انسان کے ہر عضو کے ساتھ دل کے پردوں کا تعلق ہے اس طرح ذکر کرنے سے دل صاف ہو کر حجاب اکبر پردوں سے باہر آئے گا۔ اور صوفی کو مکاشفہ و مشاہدہ ہونے لگے گا۔
(نوٹ) نفی اور اثبات میں متبدی کے لئے مرشد کی تلقین ضروری ہے مرشد ایک لفظ کلی فرما کر لا الہ الا اللّٰہ کے معنی سمجھا دے تاکہ خطرات کی نفی ایک بار ہی حاصل ہو جائے۔

ذکر اثبات

(طریقہ ایک ضربی) جلسہ معہودہ میں پیاپے زانو چپ پر الا اللہ کی ضرب لگائیں۔ اور زبان سے الا اللہ کہتے ہیں اور باطن میں:۔ لا موجود الا اللہ کا فکر رکھیں۔
(طریقہ دو ضربی) ایک ضرب زانو کے چپ پر اور ایک ضرب نیم کج ہو کر بائیں کہنی پر لگائیں اور الا اللہ کہتے ہوئے سر زمین کی جانب لے جا کر اوپر لائیں اور ایک ضرب اپنے آگے لگائیں پھر سر کو داہنی کہنی کی طرف زمین کے نزدیک پہنچا کر اوپر کی طرف لائیں اور ایک ضرب اپنے سامنے لگائیں اسی طرح متواتر ضربیں لگاتے رہیں۔
(طریقہ ذکر سہ ضربی) بہ نشست مذکور ایک ضرب زانوئے چپ پر اور ایک کوب درمیان اپنے اور ضرب زانوئے چپ اور ایک کوب درمیان اپنے گریبان پھر ایک ضرب درمیان دوزانو کے اور کوب الا اللہ درمیان اپنے یعنی دل پر لگاتا ہوا پے در پے ذکر کرتے رہیں۔

اذکار اسم ذات

(طریقہ یک ضربی) نشست مذکور پر بیٹھ کر سر کے داہنے مونڈھے کی طرف قدری بلند قدرے بلند کریں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے بائیں پہلو پر ضرب لگائیں اور اسی طرح متواتر لگاتے رہیں۔ اثنائے ذکر میں آنکھیں کھلی رکھیں اور بدن کو بہ شکل اللہ تصور کریں۔

(طریقہ یک ضربی باسم ذات) دونوں ہاتھ زانو پر رکھ کر اللہ اکبر کہتا ہوا معدہ کو اوپر کی طرف سختی سے کھینچیں اور دوسرا اللہ اکبر کہتے ہوئے زیر ناف ضرب لگائیں اور پے درپے ضرب کرتے رہیں۔

(طریقہ ایک ضربی بامدھو) جلسہ معمولی میں بیٹھ کر داہنے مونڈھے کی طرف سے اللہ کہتے ہوئے بائیں پہلو پر ضرب لگائیں۔ اور یہاں سے "ہو" کہتے ہوئے سر داہنے مونڈھے پر لے جائیں اور اسی طرح متواتر ذکر کرتے رہیں۔

(طریقہ ذکر لامتناہی) زانوئے چپ سے جانب زانوئے راست ہو کہتے ہوئے ایک سانس میں دور مدور لگائیں۔

اذکار متفرقات

ذکر لاہوتی سر کو جانب کتف چپ لے جاکر اور کی جانب پشت کو خم دے کر دو ہو متصلا کہیں اور ایک ضرب اپنے درمیان لگائیں۔ لیکن منہ اسی جگہ رہے پھر سر کو کتف مذکور رکھ کر دو ہو متصلا کہیں۔ اور ایک ضرب پہلوئے راست پر لگائیں بعدہ دو ضرب زانوئے چپ پر اور دو ضرب درمیان دو زانو اور ایک ضرب درمیان اپنے۔ اور دو ضرب زانوئے راست اور ایک ضرب پہلوئے چپ پر لگائیں۔

پھر سر کو کتف راست پر لے جاکر ہو کہیں۔ اور ایک ضرب پہلوئے چپ پر لگائیں۔ پھر تین بار سرین زمین سے قدرے بلند کرکے دو زانو بیٹھیں اور تین ضرب لگائیں اور چپ سے جانب راست پھر جائیں اور سرے سے شروع کریں۔

ذکر جبروتی سر کو درمیان زانو کے زمین کی نزدیک لے جاکر یا احد کہتا ہوا ضرب لگائیں- اور یا واحد کہہ کر ضرب لگائیں پھر یا واحد یا احد متواتر دس بار کہیں- اور سات ضرب اللہ کہتے ہوئے لگائیں اور پھر سرے سے شروع کریں-

ذکر ملکوتی ایک ضرب زانوئے چپ پر لگائیں اور یا بدیع کہیں اور ایک ضرب پہلوئے راست پر اور یا باعث کہیں اور ایک ضرب زانوئے راست پر یا نور کہتے ہوئے ایک ضرب پہلوئے چپ پر یا شہید کہتے ہوئے پھر سر اور کمر بلند کرکے اللہ کہتے ہوئے ضرب لگائیں اور سرے سے شروع کریں-

ذکر ناسوتی سر کو تین بار درمیان زانو کے لے جائیں اور وہاں سے اللہ کہتے ہوئے باہر لائیں- یا اللہ کی ضرب درمیان دیں پھر سر کو اسی جگہ لے جاکر اسی طرح یا اللہ کی ضرب زانوئے چپ پر لگائیں- پھر سر کو محل مذکور پر لے جاکر بطرز مذکور یا اللہ کی ضرب زانوئے راست پر لگائیں-

ذکر حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ سر کو کتف چپ سے لا الہ کہتے ہوئے کتف راست پر لائیں اور پھر وہاں سے زانوئے چپ پر الا اللہ کی ضرب لگائیں اور متواتر اسی طرح مشغول رہیں-

ذکر حلاج یہ ذکر شیخ الاسلام و المسلمین حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ نے ہندی زبان میں ایجاد کیا- اس کا طریقہ یہ ہے کہ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں اور زبان سے اھون تون کہے اور تھوڑی دیر اسی طرح دیکھتے رہیں- پھر زمین کی طرف دیکھیں اھون تون کہہ کر کچھ دیر دیکھتے رہیں- اور پھر درمیان خیال کرکے متواتر ۳ بار یا ۷ بار اھون تون کہیں- اس کے بعد پھر ابتداء سے شروع کردیں- اس ذکر سے دوئی رفع ہو کر یگانگت حاصل ہوتی ہے-

اذکار خفیہ

ذکر جہری اور نفی و اثبات سے فراغت کے بعد جب دل میں نورانیت جلوہ گر ہونے لگے- اس وقت ذکر خفی میں مشغول ہونا چاہئے اور ذکر خفی کی تین قسمیں

ہیں۔

(۱) پاس انفاس:۔ سانس باہر آنے کے وقت لا الہ اور سانس اندر جانے کے وقت الا اللہ کے تصور میں مشغول رہیں۔

(۲) ذکر قلب بلا تعین جلسہ حبس دم کریں اور یہ تصور اسم ذات کا دل کو جنبش دے کر معدہ کو اوپر کی جانب کھینچ کر نیچے کی طرف لائیں اور اسی طرح کرتے رہیں جب سانس گھٹتا ہوا معلوم ہو چھوڑ دیں۔ تھوڑی دیر بعد پھر شروع کریں۔

(۳) ذکر استیلا:۔ سالک کو چاہئے کہ خیال کے قلم سے کلمہ طیبہ لوح باطن پر لکھے وہ اس طرح کہ اول زبان کو تالو سے لگائے۔ اور سانس کو بند کر کے لام کو کتف راست سے شروع کریں اور الف لا کی جانب چپ سے بلند کر کے الف کے سر کو بائیں مونڈھے تک لے جائیں اور الہ کو الف و لام کے درمیان قائم کریں اور الا اللہ دل پر لکھیں۔

تصورات کا بیان

اذکار سے فراغت کے بعد سالک کو تصورات میں قدم رکھنا چاہئے۔ شروع شروع میں سالک کو ہر وقت اور ہر حال میں اپنے مرشد کا تصور کرنا چاہئے کہ فنافی الشیخ کا درجہ حاصل ہو جائے اس کے بعد اسم ذات کا شروع کریں اور اس کو درجہ بڑھائیں کہ درمیان میں طالب کا وجود باقی نہ رہے۔ ھو الاول الاٰ خِرُ ھُوَ الظاھرُ ھو الباطِنُ کی شان پیدا ہو جائے۔

اشغال و تفکرات صوفیا

سلطان الاذکار غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ قبل بعثت غار حرا میں چھ سال تک شغل سلطان الاذکار میں مشغول رہے اس سے جو فوائد اور کشائش ظاہری و باطنی حاصل ہوتی ہے۔ بیان سے باہر ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جنگل یا کسی مکان زمین جہاں آدمی کا گزر نہ ہو اور نہ کسی کی آواز آئے رات کو یا دن کو بطور سہ پایہ بیٹھ کر دونوں انامل سبابین سے کان بند

کرلیں- فوراً کانوں میں ایک آواز سی آنے لگے گی طالب کو چاہئے کہ پوری توجہ کے ساتھ اس آواز سے مشغول ہونا چاہئے اور یک لحظہ بھی غافل نہ رہے رفتہ رفتہ یہ آواز ذاکر کو جمیع جہات سے احاطہ کرلے گی- پھر تو یہ حالت ہوگی- کہ کانوں میں انگلیاں نہ دیئے بغیر یہ آواز سنائی دینے لگے گی اور جس وقت اس شغل کا غلبہ ہوگا اس کی آواز اس قدر شدید ہوگی کہ ڈھول اور نقارہ کی آواز بھی مغلوب ہوجائے گی-

جو کیفیت اس شغل سے ظاہر ہوتی ہے بیان سے باہر ہے مفصل معلومات اپنے پیرو مرشد سے حاصل کئے جاسکتے ہیں-

افادات حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز حسینی قدس اللہ سرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، والصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

امابعد معلوم ہوا کہ اذکار حضور ﷺ سے مروی ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسری اصحاب کو تلقین فرمائے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علی کیا میں تم کو ایسا راستہ بتادوں کہ تم اس کے ذریعہ سے خدا کو دیکھ لو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا حضور ﷺ ہاں (ضرور بتائیے) فرمایا کہو لا الہ الا اللّٰہ علیؓ نے کہا حضور ﷺ یہ تو ہم سب پڑھتے ہیں۔ فرمایا اس کی ترکیب یہ ہے لاالہ کو ذہن قلب سے نکال کر گردن اور سر کو دائیں جانب کھینچے اور یہ تصور کرے کہ غیراللہ کو دل سے نکال کر پھینک رہا ہے یہ ایک حلقہ ہوا۔

پھر گردن کو بائیں طرف لا کر ذہن قلب پر ضرب لگائے اور تصور کرے کہ اس کے اندر نور الٰہی داخل ہو رہا ہے اور ان دونوں حلقوں میں گردن کی پیچیدگی سے یہ مراد لے کہ ایک میں دنیا اور دوسری میں عقبیٰ کو لپیٹ دیا اور پشت کے پیچھے ڈال کر ان سے بے خبر و بے غرض ہوگیا محض خدا کو دل میں ثابت و باقی رکھا۔

ضرب زور کے ساتھ بلند آواز سے لگائے اور کوشش کرکے کہ یہ آواز دل

کے اندر سے برآمد ہو- ذکر کی حالت میں ذاکر کو یہ خیال جمانا بھی ضروری ہے کہ خداوند تعالیٰ کا مشاہدہ کررہا ہے- تاکہ ذکر کے ساتھ ہی مراقبہ بھی ہوتا جائے ذکر کی حالت میں خدا سے غافل نہ رہے ورنہ کچھ فائدہ نہ ہوگا- بلکہ حضور قلب کے ساتھ اپنے مقصود کی طرف متوجہ رہے اور خطرات کو دل میں نہ آنے دے جن کا بہترین علاج یہ ہے کہ حالت ذکر اور دیگر حالات میں بھی اپنے شیخ و مرشد کی طرف توجہ اور ان کا تصور قائم رکھے- اس ذکر کے دو طریقے ہیں- ایک وہ جن میں باآواز بلند ضرب لگائی جاتی ہے- اس کو ذکر جلی کہتے ہیں اور دوسرا وہ جس کے اندر باآہستگی ضرب لگاتے ہیں اس کا نام ذکر خفی ہے-

یہ بھی معلوم رہے کہ اگر ذکر کے ساتھ حبس دم کا بھی لحاظ رکھا جائیگا تو خطرات کے دفع کرنے میں اس کی تاثیر بلیغ ہے- اور ذکر سے علاوہ دیگر اوقات میں بھی نہایت مفید ہے خصوصا کھانا کھانے اور پانی پینے میں جب حبس نفس کا خیال رکھے- تو بہت جلد مقصود کو پہنچے گا-

ذکر فنا و بقا جس کو نفی اثبات آور دوبرد بھی کہتے ہیں اس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے ضرب دہن قلب پر لگائے اور دوسری یا تو سر کو زمین پر جھکائے ہوئے قبلہ کی طرف یا دائیں جانب اور دہن قلب پر یا بائیں جانب اور دہن قلب پر لگائے- تمام اذکار کی بیٹھک یہ ہے کہ دونوں گھٹنے زمیں پر رکھے ہوں اور دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے رہے- اور لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ یَا لَا مُوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ یَا لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰہ یا لَا مَشْھُوْدَ اِلَّا اللّٰہ کا تصور کرے ان میں سے جس کا تصور کرے گا اسی کے موافق اس پر کشف ہوگا-

چونکہ صوفیوں کے تمام کاموں کا دارمدار قلب پر ہے- اس واسطے قلب کے احوال سے بھی واقف ہونا ضروری ہے- قلب صنوبری شکل کا مضغۂ گوشت ہے روح انسانی کی قرار گاہ اس کے اندر ہے اور روح حیوانی وہ چیز ہے جس سے روح انسانی یعنی نفس ناطقہ تعلق رکھتا ہے-

اس نفس ناطقہ ہی کو صوفیائے کرام روح التدوح اور روح اعظم کہتے ہیں یہ

خداوند تعالیٰ کی شانوں میں سے ایک شان اور اس کے امور میں سے ایک امر اور اس کا فیض خاص ہے۔ پھر یہ قلب بائیں جانب لٹکا ہوا ہے۔ دہن اس کا اوپر کی طرف بائیں جانب مائل ہے جب تم اس پر ضرب لگاؤ گے تو اس کے اطراف کی چربی پگھل جائے گی اور اس کے اوپر کی غلاظت و پردے جنہوں نے اس کا منہ ڈھانک رکھا ہے دور ہوں گے اور اس کا منہ کھل جائے گا۔ اسی واسطے یہ نصیحت یاد رہے کہ جب ذکر سے فارغ ہو تو زور سے سانس نہ لیا کرو بلکہ سانس کو روک کر تھوڑا تھوڑا چھوڑا کرو تاکہ ذکر کی ساری حرارت یکبارگی نہ نکل جائے نیز جس قدر سانس چھوڑے مونہہ بالکل نہ کھولے۔ ذکر کی تعداد کم سے کم پانچ سو مرتبہ ہے اور زائد سے زائد تین ہزار بار۔ مگر جس قدر زائد ذکر کرے گا بہتر ہے اور درجہ ایک ہزار مرتبہ ہے۔

ذکر فنا و بقا کی ایک ترکیب یہ ہے کہ دایاں گھٹنا کھڑا کرے اور بائیں گھٹنے کو لٹا کر بائیں پیر پر اس طرح بیٹھ جائے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں اور سینہ کو قبلہ کی طرف تنا ہوا رکھے پھر ایک ضرب یعنی لا الہ کی کھڑے گھٹنے پر لگائے اور دوسری ضرب یعنی الا اللہ کی دل پر لگائے۔

اسی ذکر کی ایک ترکیب یہ ہے کہ دونوں گھٹنے زمین پر لٹکا کر ان کے اوپر یعنی گھٹنوں کے بل کھڑا ہو۔ اور سینہ کو قبلہ کی طرف خوب تان لے اور ایک صرب دائیں طرف اور دوسری دل پر لگائے۔ یہ ذکر ابدالوں کا ہے اور اسی ذکر سے میرے شیخ مخدوم پر جو کچھ ظاہر ہوا وہ ہوا۔ اور ترکیب یہ بھی ہے کہ ایک گھٹنے کے بل رکوع کرے اور دوسرے گھٹنے کو پڑا رہنے دے اور ضرب لگائے۔

ایضاً فنا و بقا کے ذکر کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ ذاکر کھڑے ہو کر ایک قدم یعنی دایاں پیر آگے بڑھائے اور اوپر کی طرف قصد کر کے لا الہ کی ضرب لگائے پھر الا اللہ کی ضرب دل کے اوپر دے اور پیر پیچھے ہٹا لے۔

ذکر کشف قرآن چار قرآن، شریف لے کر ایک آگے اور ایک دائیں اور ایک بائیں طرف اور ایک اپنی گود میں رکھے اور ایک دفعہ ایک ضرب دائیں طرف کے قرآن پر اور دوسری اپنے گود کے قرآن پر لگائے پھر ایک ضرب بائیں طرف کے

قرآن پر اور دوسری اپنی آگے کے قرآن پر لگائے۔ اس ذکر کی تاثیر سے کماحقہ، تجلی قرآن اس پر ہوگی۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ ایک قرآن شریف اپنے آگے رکھ کر ایک ضرب اس پر لگائے اور دوسرے ضرب اپنے دل پر لگائے اس ذکر کی برکت سے حق تعالیٰ کی تجلی ہونے لگتی ہے۔

ذکر ناری یہ ذکر آگ کی دہکتی ہوئی بھٹی کے آگے کرتے ہیں۔ اور دوسری ضرب دل پر لگا کر ذات واحد کو باقی رکھتے ہیں اس ذکر کی برکت سے ذاکر کے مونہہ اور دل پر انوار الٰہی کا نزول ہوتا ہے مگر ہر ذکر کے واسطے شرط یہ ہی ہے کہ بکثرت کیا جائے اور اپنے مقصود کی طرف ایسا متوجہ ہو کہ بجز اس کے اور کوئی خطرہ دل میں نہ آئے۔ اور ممنوعات شرعی سے پورا پورا پرہیز رکھ کر قوانین تقویٰ کا پابند بنے۔ (جن کی تفصیل کتاب خاتمہ شریفہ میں بخوبی بیان کی گئی ہے۔) مخدومی حضرت بندہ نواز سرہ فرماتے ہیں جو شخص طہارت و باطنی اور حضور قلب کے ساتھ جو ذکر و مراقبہ بجالائے گا۔ وہ کوئی سا بھی ہو اسکا مقصود حاصل ہونا ضروری ہے۔

پھر یہ شخص کوئی سا شغل و کسب کرتا ہو تو کچھ حرج نہیں یعنی بادشاہ یا قاضی و مفتی ہو کوتوال و سپاہی ہو یا تاجر ہو یا کاشتکار ہو کچھ بھی ہو جب ان شرائط کے ساتھ اس کام میں مشغول ہوگا اس کا نتیجہ پائے گا ذرا کر کے دیکھئے تو سہی۔

ذکر فنا و بقا کی ایک اور ترکیب یہ ہے کہ چت لیٹ کر پہلی ضرب دائیں طرف اور دوسری ضرب بائیں طرف لگائے۔

ایضاً فنا و بقا کی ایک ترکیب ہندی یہ بھی ہے کہ وہ لکڑی جس کو ظفر تکیہ کہتے ہیں سینہ سے لگا کر ایک ضرب اوپر کیجانب سر اونچا کر کے لگائے اور دوسری ضرب نیچے کی طرف سر کو جھکا کر لگائے۔

ایضا فنا و بقا کی ایک اور ترکیب یہ بھی ہے کہ چار زانو بیٹھ کر دائیں ہاتھ سے پیر کا دایاں انگوٹھا پکڑے اور بائیں ہاتھ سے بایاں پھر ایک ضرب لا الہ کی دائیں مونڈھے پر اور دوسری الا اللہ کی دل پر لگائے۔

ذکر فنا و بقا یک ضربی گردن کو نیچے کر کے ناف کے اپس سے لا الہ کھینچ کر دائیں مونڈھے تک لے جائے پھر الا اللہ کے ساتھ دل پر ضرب لگائے۔

ذکر سہ ضربی۔ پہلی ضرب دائیں طرف دوسری بائیں طرف اور تیسری سر کے اوپر کی طرف اور چوتھی دل پر لگائے۔

ذکر پنج ضربی۔ پہلی ضرب دائیں طرف دوسری بائیں طرف تیسری سر کے اوپر کی طرف چوتھی دل پر اور پانچویں آگے کی طرف نیچے کو اترتی ہوئی۔

ذکر حواشی۔ ضرب کے ساتھ دائیں ہاتھ کی پانچوں انگلیاں پہلے پیشانی پر رکھے پھر دائیں مونڈھے پر پھر بائیں پر پھر دل پر انگلیوں کا رکھنا اشارہ کے طور پر ہوتا ہے۔

ذکر جبروتی۔ لا الہ کو دل سے نکال کر اوپر کی طرف لے جائے خوب کھینچ کر پھر الا اللہ کہہ کر دل پر ضرب لگائے۔

ذکر ابدال۔ دونوں ہاتھ اوپر کی طرف دراز کرے جیسے کے انوار الٰہی کو پکڑتا ہے پھر ہاتھوں کو منہ کے پاس لا کر الا اللہ کی ضرب لگائے گویا انوار الٰہی کو منہ میں رکھ لیا اس ذکر میں پہلی ضرب کے ساتھ ہمک کر آگے بڑھنا بھی چاہئے اور دوسری ضرب کے وقت اپنی جگہ بیٹھ جائے یہ ذکر کھڑے ہو کر بھی کیا جاتا ہے۔

ایضا ذکر ابدالی۔ دونوں ہاتھوں کو دل کے پاس سے لا الہ کہہ کر مٹھیاں بند کئے ہوئے آگے کو اوپر کی طرف لے جائے جیسے کہ ماسوئی اللہ کو دل سے نکال کر پھینک دیا اور مٹھیاں کھول دے۔ پھر انوار الٰہی کا تصور کر کے مٹھیاں بند کر کے الا اللہ کہتا ہوا دل پر ضرب لگائے اور دل کے پاس ہاتھ لا کر کھول دے۔ یہ دونوں ذکر بہت بڑی تاثیر رکھتے ہیں۔ جب ذاکر یہ ذکر کرتا ہے ابدال اس کے پاس آکر ذکر میں شریک ہو جاتے ہیں۔

جب ذاکر کثرت سے ذکر کرتا ہے تو اس کی زبان کے ساتھ اس کا دل بھی ذکر میں شریک ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اگر زبان سے ذکر موقوف بھی کر دے تو دل سے برابر جاری رہتا ہے اور اس کی آواز کانوں سے سنائی دیا کرتی ہے۔ خود ذاکر کو بھی اور اسے پاس جو لوگ بیٹھے ہوں ان کو بھی یہ ذکر روح کی طرف ترقی کرتا ہے پھر سر

کی طرف پھر اخفی کی طرف اور یہی اس گروہ کا مقصود ہے۔ مخدومی حضرت بندہ نواز قدس سرہ فرماتے ہیں کہ زبان کا ذکر تعلقہ ہے اور دل کا ذکر وسوسہ ہے اور روح کا ذکر مشاہدہ ہے اور سر کا ذکر معائنہ ہے اور خفی کا ذکر مبائبہ ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کے درمیان بہت سے درجات و حالات ہیں جن کو وہی لوگ جانتے ہیں جو وہاں پہنچتے ہیں۔ خدا ہم کو بھی نصیب فرمائے۔

ذکر اَنَا فِیْہِ ھُوَ فِیَّ دل کی طرف سر جھکا کر کہے انا پھر اوپر کی طرف سر اونچا کر کے کہے فیہ اور اس کے ساتھ ہی کہے ھو پھر دل کے پاس منہ کو جھکا کر ضرب لگائے فی اس ذکر کے معنی یہ ہیں کہ میں اس میں ہوں وہ مجھ میں ہے اس ذکر کے طور سے اس مصرع کا پڑھنا بھی اچھا ہے۔ مصرع:۔ اَنَا مَنْ اَھْوِیْ وَمَنْ اَھْوِیْ اَنَا اگر چاہے تو مذکورہ بالا ترکیب سے یہ الفاظ رکھے اَنَا اَنْتَ۔ اَنْتَ اَنَا یعنی میں تو ہوں تو میں ہے۔ بعض صوفیا اسی ترکیب سے ان الفاظ میں کیا جاتا ہے اَنَا ھُوَ۔ ھُوَ اَنَا آخری لفظ کے ساتھ دل پر ضرب لگائے۔ اور ہندی زبان میں اسی ترکیب سے ان الفاظ میں کیا جاتا ہے۔ ھُونَ تُو۔ تُو ھُونَ

ذکر ھو پہلے دائیں طرف منہ کر کے کہے ھو پھر بائیں طرف ھو کہے اور ھو کہہ کر ضرب لگائے۔

ایضاً سانس ہر ایک آمد و رفت کے ھو کہے یہ ذکر بڑا عجیب و غریب ہے جو اس ذکر کا ورد کرے وہی اس کا لطف اٹھائے گا۔ کہتے ہیں کہ انسان یک شبانہ روز میں بیس ہزار سانس لیتا ہے۔ قیامت کے روز اس سے پوچھا جائے گا کہ یہ سانس کس کام میں خرچ کئے پس یہ ذکر گویا اسی سوال کا جواب ہے یعنی میں ان کو تیرے ہی ذکر میں خرچ کیا۔

ذکر یا ھو پہلے یا ھو کہہ کر دائیں طرف پھر بائیں طرف پھر آگے کی طرف مائل ہو کر کہے اور چوتھی بار یا ھو کہہ کر دل پر ضرب لگائے۔

ذکر لا ھو الا ھو سر کو نیچے قلب کی طرف جھکا کر لا ھو کہتا ہوا دائیں مونڈھے کے اوپر لے جائے اور خیال کرے کہ ماہیت ماسوئ اللہ کو دل سے نکال کر پس پشت

بھینکدیا پھر الا ھو کہہ کر دل پر ضرب لگائے اور ذات احد کو دل میں ثابت کرے۔
ذکر تجلی ذات دائیں طرف منہ کرکے اللہ ھاء کے زبر کیساتھ کہے اور بائیں طرف اللہ ھاء کی زیر کیساتھ کہے پھر اللہ ھاء کے ساتھ کہہ کر دل پر ضرب لگائے۔
ذکر کشف ارواح اس ذکر سے ہر ایک روح کا حال منکشف ہو جاتا ہے خواہ وہ کسی شخص کی روح ہو یا کہیں ان کا مزار ہو۔ ترکیب اس کی یہ ہے جس طرح ذکر کرے لئے بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح بیٹھ کر پہلے اکیس مرتبہ یا رب کہے پھر آسمان کی طرف منہ کرکے کہے یَا رُوْحُ اور یَا رُوْحَ الرُّوْحُ کہہ کر دل پر ضرب لگائے روح سے ملاقات ہوگی جو چاہے دریافت کرے۔ میرے مخدوم بندہ نواز نے بعض مریدین کو یہ ذکر اسی طرح تلقین فرمایا ہے۔
ذکر کشف قبور جس صاحب کا حال معلوم کرنا منظور ہو کہ یہ ثواب میں ہے یا عذاب میں یا اور کوئی بات دریافت کرنی ہو تو اس ذکر کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ ترکیب اس کی یہ ہے کہ قبر پر جاکر میت کے چہرہ کے مقابل بیٹھے اور آسمان کی طرف منہ کرکے یَا نُوْرُ پھر اِکْشَفْ لِیْ کہہ کر دل پر ضرب لگائے۔ اور دوسری ضرب عَنْ حَالِهٖ کہہ کر قبر پر لگائے روح سامنے آجائے گی اور کل حالات معلوم ہوں گے۔ جب اس ذکر کی اچھی طرح مشق ہو جاتی ہے تو قبر پر جانے کی ضرورت بھی نہیں رہتی اپنے گھر پر بیٹھے ہوئے یا چلتے پھرتے ہر ایک حالت میں کشف ارواح ہو جاتا ہے۔
ذکر اجابت دعوت یعنی دعا قبول ہونے کے واسطے دائیں طرف منہ کرکے کہے یَا رَقِیْبُ اور بائیں طرف یَا رَقِیْبُ اور دل کی طرف متوجہ ہو کر یَا مُحِیْطُ کہے اور اوپر کی طرف منہ کرکے کہے یَا مُجِیْبُ یہ کثرت کے ساتھ کرنا چاہئے۔ جب فارغ ہونے کا ارادہ کرے تو دل میں اپنے حصول مقصد کا تصور جما کر گھٹنوں کے بل کھڑا ہو جائے اور آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر دعا کرے قبول ہوگی۔ حضرت مخدوم کے بعض مریدین یَا مُحِیْطُ کی جگہ یَا مُجِیْبُ اور یَا مُجِیْبُ کی جگہ یَا مُحِیْطُ کہتے ہیں۔
ایضاً۔ دعا کی قبولیت کے واسطے صاحب فصوص (یعنی حضرت شیخ ابن عربی) سے منقول ہے کہ دائین اور بائیں طرف اور دل پر یارب کہے اور آسمان کی طرف منہ

کر کے کہے یا ربی۔

ذکر نور یا نور کہہ کر دل پر ضرب لگائے اور دائیں طرف منہ کر کے کہے یا نور اور بائیں طرف یَا نُوْرَ النُّوْرُ کہے اور یَا مُنَدِّرُ النُّوْرُ کہہ کر دل پر ضرب لگائے یہ ذکر روزانہ بلاناغہ کیا جائے تو قلب بہت جلد روشن ہو جائے گا۔

ذکر حق اس کی ترکیب وہی ہے جو چہار ضربی کی ہے ہر ضرب میں حق کہے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے۔ اس ذکر کے کرنے سے ذکر پر بہت سی خوفناک اشیاء کا ظہور ہوتا ہے اگر ان کو سنبھال لیا اور صبر و استقامت سے کام لیا۔ تو بہت سے عظیم الشان کاموں کے لائق و قابل ہو جائے گا۔ اس ذکر کو سہ ضربی کر لے۔

ایضا۔ دائیں جانب منہ کر کے حق قاف کے سکون کے ساتھ اور بائیں طرف حقی اور دل پر انت کہہ کر ضرب لگائے۔

ذکر ہندی جوگیوں کی نشست کے موافق بیٹھے اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہے وُھِیْ ھَے کم از کم ایک ہزار بار کہے اور اس ذکر کی کثرت سے ہوا میں اڑنے کی طاقت ہو جاتی ہے۔ اور تمام مکان ذاکر کے جسم سے پر ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ فارغ ہو کر اپنی حالت میں واپس آئے۔

ایضا سہ ضربی دائیں طرف کہے وُھی ھے بائیں طرف بھی ھے اور دل پر بھین ھے کہہ کر ضرب لگائے۔

ذکر اسم شیخ اپنی مرشد کا نام لیتا ہوا آسمان کی طرف منہ کرے اور دل پر ضرب لگا کر ختم کر دے۔ کم از کم ایک ہزار بار کہے اور یہ ذکر نہایت ہی مفید ہے جس کثرت سے کرے گا زیادہ فائدہ ہو گا۔

ذکر دفع امراض و اسقام دائیں طرف یا احد اور بائیں طرف یا صمد اوپر کی طرف یا وتر اور دل پر یا فرد کی ضرب لگائے۔

ذکر کشف حقائق الاشیاء جہاں ہوں وہیں بیٹھ کر آگے کو اوپر کی طرف منہ کر کے کہے یَا اَحَدُ پھر یَا صَمَدُ کہہ کر دل پر ضرب لگائے اور چاہے تو یہی دونوں ضربیں دائیں اور بائیں طرف لگائے۔

ذکر مشی اقدام اگر جلدی جلدی چل رہا ہو ہر قدم کے اٹھانے اور رکھنے پر الا اللہ کہتا چلا جائے اور اگر متوسط چال سے چل رہا ہو۔ تب ایک قدم رکھنے کے وقت الا اور دوسرا رکھنے پر اللہ کہے اور اگر آہستگی سے چل رہا ہو۔ تب دایاں پیر رکھنے کے وقت لا اور بائیں کے وقت الہ پھر دائیں کے وقت الا اور بائیں پر اللہ کہے اور ان میں سے جو پسند ہو وہی چار اسموں کی بہ ترتیب ضرب لگائے۔ یَا عَلِیُّ یَا رَافِعُ یَارَفِیْعُ اس ذکر کے ذریعہ سے آسمانوں پر عروج نصیب ہوتا ہے۔

ذکر کشف عرش آسمان کی طرف منہ کرکے کہے اَسْتَوِیٰ عَلَی الْعَرْشْ کہہ کر قلب پر ضرب لگائے۔

ذکر کشف ملکوت اس میں کشف ارواح بھی ہو جاتا ہے اور فرشتے بھی نظر آتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں۔ ترکیب اس کی یہ ہے کہ دائیں طرف کہے سبوح اور بائیں طرف کہے قدوس پھر قبلہ کی طرف منہ کرکے کہے رَبُّ الملائِکَۃ والرُّوْحُ

انبیائے کرام، اصحاب نبوی، اولیائے کرام اور
دانشوران عالم کے عظیم اقوال کا مجموعہ
عظیم اقوال
مرتبہ:۔ محمد عظیم بٹ
عظیم اینڈ سنز پبلشرز
الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور، فون نمبر 7231806

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ

اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جس کو چاہے بخش دے

اسلامی مہینوں کے فضائل، حصول جنت اور عیدین کے موضوعات، فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فضائل خلفائے راشدین پر مشتمل مستند کتاب۔ عربی خطبات کے ساتھ

سید ارتضیٰ علی کرمانی

پبلشرز

عظیم اینڈ سنز پبلشرز، الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور

فون نمبر: 7231806
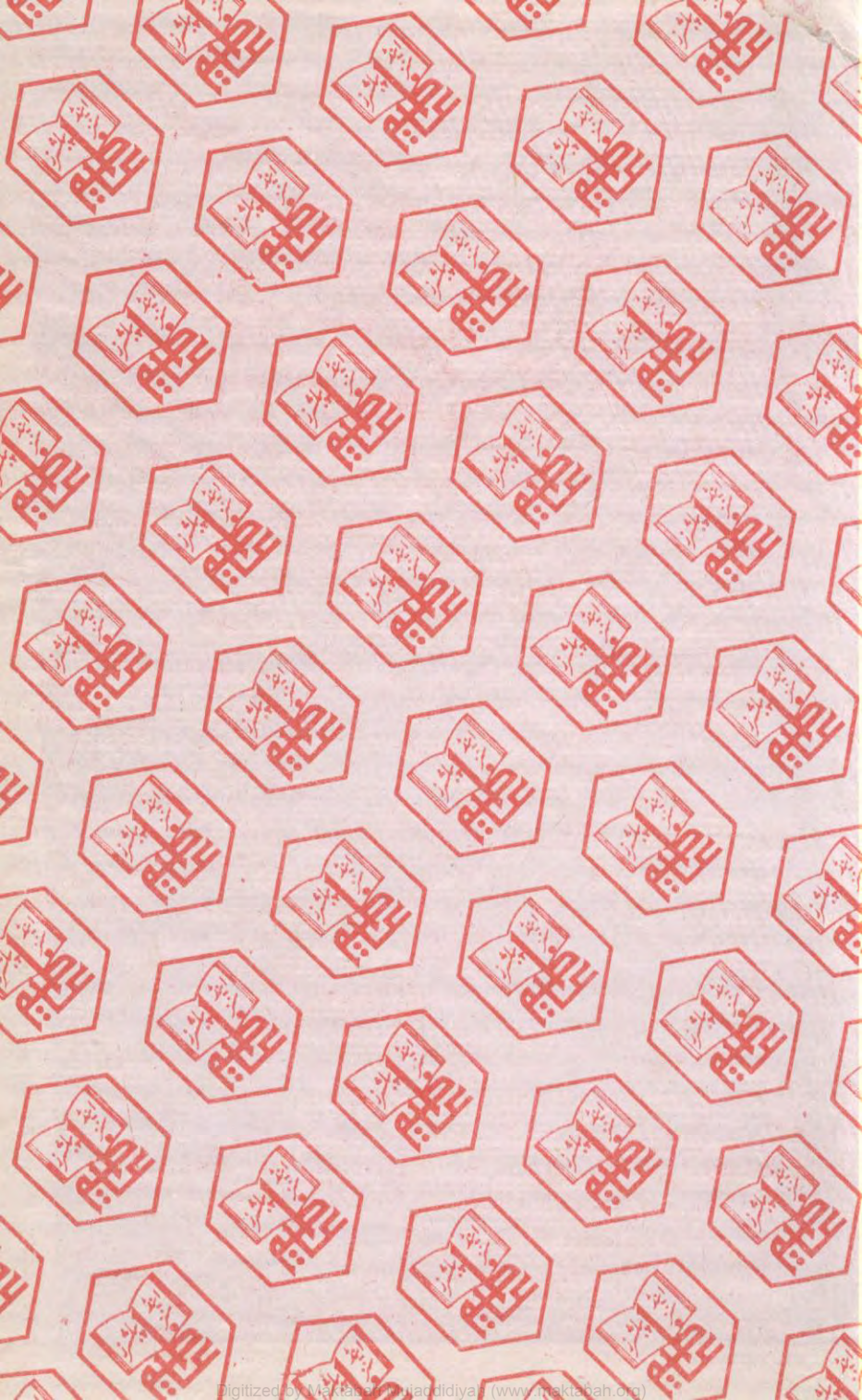
عظیم اینڈ سنز کی عظیم کتابیں
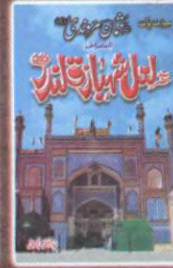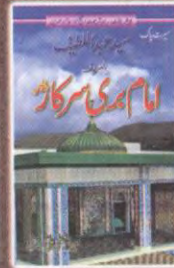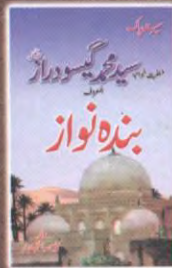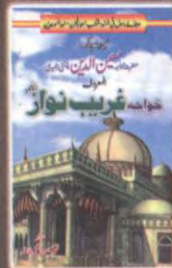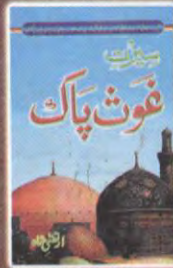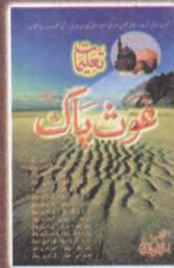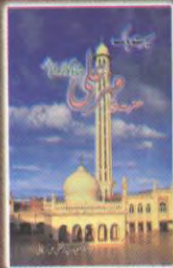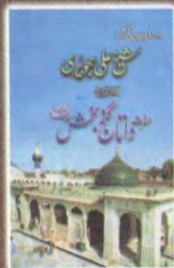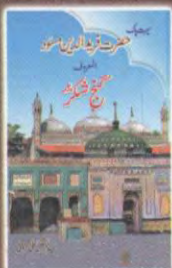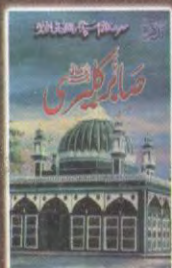
AZEEM & SONS PUBLISHERS

Al-Karim Market, Urdu Bazar, Lahore. Ph: 7231806